گل بہار

(بلوچ قبائل)

مصنف:۔رائے ہتورام
نظر ثانی:۔عزیز محمد بگٹی

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ
www.balochiacademy.org
Email: balochiacademy@gmail.com

©بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

نام کتاب : گل بہار (بلوچ قبائل)
مصنف : رائے ہتورام
کمپوزنگ : عادل سجاد
پروف ریڈنگ : منیر مومن
ڈیزائننگ : نذر بلوچ
اشاعتِ اول : 1862ء
اشاعتِ دوئم : 1982ء
اشاعتِ سوئم : 2014ء
پرنٹر : یونائیٹڈ پرنٹرز کوئٹہ
قیمت : 700

ISBN: 978-969-9768-51-4

فہرست

بار دوم

رائے بہادر لالہ ہتورام کی "تاریخ بلوچستان" سے تو بلوچستان کے تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص آگاہ ہے۔ لیکن لالہ ہتورام نے تاریخ بلوچستان کی تصنیف سے کافی عرصہ پہلے ایک اور کتاب "گل بہار" کے نام سے تحریر کی تھی۔ جس کے بارے میں آج تک شاید کسی کو زیادہ معلومات نہ ہوں۔

ان کی یہ کتاب بلوچ قبائل کے بارے میں ہے اور اس میں زیادہ تر ڈیرہ غازیخان کے بلوچ قبائل کی تاریخ، حالات اور واقعات بیان کی گئی ہیں۔ اس دَور کی جغرافیائی معلومات بھی دی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس دَور میں تحریر کی گئی جب کہ انگریزی حکومت ابھی تک بلوچستان میں قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت تک سر رابرٹ سنڈیمن ضلع ڈیرہ غازیخان کا ڈپٹی کمشنر تھا اور "گل بہار" کا منصف لالہ ہتورام اس کا ایک پیش کار تھا۔ البتہ یہ بات ضرور واضح ہو جاتی ہے کہ مسٹر سنڈیمن نے اسی دوران بلوچستان کے معاملات میں اثر انداز ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ازیں قبل بلوچستان کے معاملات سندھ کے انگریز حکام کے ذریعے طے کیے جاتے تھے۔

انگریزی حکومت کے نمائندے سر سنڈیمن نے ضلع ڈیرہ غازیخان کے بلوچ قبائل کے سرداروں کے ساتھ قریبی ذاتی تعلقات قائم کر کے ان کے ذریعے بلوچستان پر انگریزی حکومت اثر و غلبے کا اہتمام کیا۔ جس میں آخر کار اُسے کامیابی ہوئی۔

ڈیرہ غازیخان کے علاوہ بلوچستان کے بعض بلوچ کا تذکرہ بھی "گل بہار" میں موجود ہے۔ کتاب میں بعض نہایت مفید معلومات بھی ہیں۔ کتاب چونکہ انگریزی

انتظامیہ کے ایک اہل کار کی تصنیف ہے۔ اس لئے اس میں ہر بات میں انگریزی راج کی برکتیں گنوائی گئی ہیں۔ کتاب میں بار بار اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انگریز سرکار نے علاقے میں زبردست ترقیاتی کام کئے ہیں۔

کتاب میں اسی اصول کو مدِنظر رکھ کر ہر اس لڑائی اور تحریک کو شر و فساد سے تعبیر کیا گیا جو انگریزی راج کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔ بہر حال ہم یہ کتاب جیسا کہ یہ تھی۔ بغیر کسی ترمیم کے شائع کر رہے ہیں۔ تا کہ اس دور کے واقعات اسی عہد کی روشنی میں سامنے آسکیں۔

مذکورہ کتاب سے ایک حقیقت البتہ ظاہر ہو جاتی ہے، وہ یہ کہ انگریز حکومت ہر علاقے پر حکومت کرتے وقت وہاں کے لوگوں کی نفسیات روایات اور رواج کا تفصیلی مطالعہ کر کے ان کا بے حد احترام کرتی تھی۔ اس علاقے پر بااثر حکومت اور پُر امن حالات کے لئے اس بات کی اہمیت کسی دور میں بھی کم نہیں ہوئی۔

اس سے پہلے اسی منصف کی کتاب ”تاریخ بلوچستان“ کی اشاعتِ ثانی کا اہتمام بھی بلوچی اکیڈمی نے کیا تھا۔ اب اسی منصف کی اولین تصنیف کو بھی بار ثانی بلوچی اکیڈمی کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے، بلوچستان کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے تمام حضرات اسے مفید پائیں گے۔ اور اس کے متعلق ہمیں اپنی قیمتی رائے سے نوازیں گے۔

عزیز محمد بگٹی

جنرل سیکرٹری بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

19/06/1982

دیباچہ

سبب تصنیف کتاب ہٰذا یہ ہے کہ سرکلر نمبر 1-3 مورخہ 2 جنوری 1869ء منجانب صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب بنام جملہ صاحبان کمشنر وغیرہ بموجب ہدایت گورنمنٹ ہند بدریافت چند امورات متعلقہ تواریخ و آبادے و صورتحال اضلاع پنجاب جاری ہوا تھا۔ بہ تعمیل جس کے صاحب والاشان مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن راجن پور امورات تھدیہ سرکلر مذکور و چند امورات دیگر متعلقہ سرحد ضلع ہٰذا وغیرہ تحقیق فرما کے ایک کتاب مجلد انگریزی ترتیب کی۔ چنانچہ کتاب مذکور گورنمنٹ عالیہ میں منظور ہو کر مطبوع ہوئی ہے۔ یہ کمترین جو زیر تحت صاحب ممدوح کے مشخوان تھا حالات متعلقہ ضلع وغیرہ سے واقف اور آگاہ ہوتا وہاں بموجب حکم صاحب موصوم الوصف ترتیب اس کتاب کی مطابق کتاب انگریزی بلکہ بہ تزائد چند امورات متعلق انتظام مال و تفصیل اقوام و حال سرحد قلات وغیرہ شروع کی امید کہ کوئی دن تک بطور یادگار رہے گا۔ بموجب این ادبیات نوشتہ بماندسیہ بر سفید نویسندہ رانیست فردا امید غرض نقشیست کز ما یاد ماندہ کہ ہستی را نمی بینم بقائی“ نام اس کتاب کا گل بہار تجویز ہوا بیت شدہ نام این نسخہ را

گل بہار" شور مثل نامش بود گلغدار یہ گل چار چمن میں کہلا جس میں سولہ گل معہ چند برگ اور دو خار مختلف رنگ اور مختلف خوشبودار شگفتہ ہیں، چنانچہ اہل علم کو سیر گلزار سے صداقت اس امر کی ہوگی۔ از انجا کہ راقم کو مدت سے شوق بنانے باغیچہ کا دامن گیر ہو رہا تھا۔ سو شکر الحمد صد والمنتہ کہ مراد دلی بر آئی ظاہر ہے کہ جو لوگ باغ بناتے ہیں۔ دو امید کے واسطے اول ناموری، دوم منفعت سو جب یہ گل ہمارا کامل ہو گیا یقین ہے کہ ہمکو دونوں امیدیں اسی سے حاصل ہوں گی اور یہ گل اور لوگوں کے باغات سے بعض باتوں میں فوقیت رکھتا ہے کیا معنی کہ لوگوں کے باغ موسم بہار میں شگفتہ اور خزاں میں اُجاڑ ہوجاتے ہیں یہ گل ہمیشہ سرسبز اور شگفتہ رہے گا۔ آراستگی اس کی میں راقم نے جسقدر سرمایہ ناقص عقل اپنی کا تھا بیدریغ خرچ کیا آئندہ پھل لگنا اختیار قسمت کے ہے۔ لیکن بخدمت ہمگی صاحبان اہل دانش وبینش کے التماس ہے کہ وقت سیر اس گلشن کے جو سہو اور خطا دیکھیں بنظر عیب پوشی معاف بلکہ اصلاح فرماویں۔

چمن اول۔ گل پہلا: تواریخ ضلع وعملداریہائے گذشتہ بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ اس ضلع میں سب سے پُرانا شہر ہرنڈ وآسنی وماڑی از ان بعد شمال کیطرف قریب دامن پہاڑ چوٹی بالا اور منگروٹھ اور جنوب کن ہے۔ مشہور ہے کہ یہ شہر ہرنڈ و پودن کا بنایا ہوا ہے ہرناکہس نام ویت راجہ اس ملک کا تھا اس نے اِس شہر ہرنڈ کو بنایا چنانچہ ازروئے شاستر کے دریائے اٹک کے ورلی طرف رکہس دھرتی[۱] مشہور ہے، اور ازروئے شاستر کے ہندو لوگوں میں کریا[۲]، اس دھرتی کی شُدہ، [۳] نہیں ہوتی، ظاہر حال شکل شباہت سختی زمین اور سختی پہاڑ سے ہے اِسی طرح مقتضی قیاس ہوتا ہے

۱۔ دھرتی بمعنی زمین۔ ۲۔ کریا لفظ شاستری ہے، ہندو لوگ جو بہ پابندے شاستر خود کرتے ہیں۔ ۳۔ شودھ بمعنی پاک ۱۲۔

اور دارلسلطنت ہرناکس کا ملتان تھا کہ شہر ملتان بہت پُرانا اور قدیمی شہر ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ یہ شہر مہادیو کے وقت میں بنایا گیا پھر پہلا د بھگت بیٹا ہرناکہس کا بھی ملتان میں پیدا ہوا کہ وہ برخلاف اپنے باپ کے پابندی شاستر ہندو لوگوں کے چینوالا تھا اب تک دوارہ یعنی استان اُسکا ملتان میں موجود اور ہندو اُس کو بہت مترک سمجھتے ہیں۔ حال شہر آسنی اور ماڑی کا ایک پُرانے قصہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سرکپ نامی ایک راجہ آسنی میں رہتا تھا اصل میں نام اُس کا اور تھا سرکپ نام اُس کا اس واسطے مشہور ہوا کہ وہ بازی چوپڑ کی کھیلا کرتا تھا اس کے چوہا تھا۔ جب وہ پاسہ ڈالتا اگر خلاف مدعا اس کے پڑتا تو وہ چوہا اُسکو اُلٹ دیتا تھا۔ اسی سبب سے کوئی شخص اس سے چوپڑ نہیں جیت سکتا تھا۔ شرط تھی اگر اس سے کوئی شخص چوپڑ جیت لیوے تو اس کو لڑکی شادی دیوے اگر ہار جاوے تو وہ سر کاٹ لیوے چنانچہ چند مردمان کے اس نے سر کاٹے اس باعث سے سرکپ نام مشہور ہو گیا۔ راجہ رسالو، راجہ بکرماجیت کی اولاد سے تھا جس بکرماجیت سے ہندو لوگوں کا 1948 ہے گویا شروع تاریخ راج اُسی سے یہ سمت شروع ہوا ہے۔ وہ شخص اگر راجہ سرکپ سے چوپڑ کھیلا اور اس راز سے واقف ہو کر بلّی ساتھ لایا۔ بلّی کے خوف سے چوہا دم نہ بھر سکا اس نے چوپڑ جیت لی تب راجہ سرکپ نے اس کو ایک لڑکی جس کا نام کوکلان تھا شادی کر دی۔ چنانچہ اُس نے اِس مقام پر جہاں ماڑی کی بستی ہے ایک ماڑی پختہ بنوائی کہ ابھی تک ماڑی کوکلان والی مشہور ہے۔ بلکہ خشت ہائے پرانی بنیاد اُس ماڑی سے اب بھی جو بعضی بعضی نکلتی ہیں تو وزن اُن کا قریب بیس پچیس آثار ہے۔ چوٹی بالا دامن پہاڑ کی طرف پٹھان لوگوں کے وقت میں آباد کی ہوئی اِسی ضلع کے علاقہ سے باہر واقع تھی اور کن جنوب کی طرف آباد تھی یہ بھی ہندو راجوں کے وقت میں آباد کی گئی اور

منگروٹہ کا حال ایسا پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ میں قلعہ منگروٹہ کا جوعین پہاڑ پر ہے کسی ویت نے بنایا اس وقت منگروٹہ کا شہر بھی ویت نے آباد کیا۔ اگرچہ کچھ تحریری ثبوت نہیں ہے مگر قیاسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں ہڑند آباد ہوئی اس عرصہ میں یہ شہر اور قلعہ بھی بنایا گیا۔ سوا ان مواضعات کے جو تھوڑی آبادی بستیات متعلق ان کے شاید ہوگی۔ اور کچھ آبادی ضلع ہذا میں نہیں تھی۔ جنگل سخت دشت بیابان زیر دامن پہاڑ کے واقع تھا۔ اور ہرنا کہس ویت کے وقت سے یہ علاقہ ملتان سے اطلاق رکھتا تھا یعنی یہ مواضعات ہڑند ، آستی ، ماڑی ، کن مع چھوٹی چھوٹی آبادی کے ذیل پرگنہ سیت پور جو اس وقت بڑا شہر سیت پور علاقہ ہذا میں تھا سیت پور پرانا شہر ہے دریائے سندھ اس وقت شرقی طرف سیت پور سے رواں تھا۔ یہ علاقہ سخت ویران صرف جزوی آبادی تھی اور نیز دور دست اور آخری سرحد پر واقع تھا نظر بادشاہان سے نظر انداز رہا 1450ء میں بہلول خان لودی پٹھان صوبہ ملتان کا تھا جو اصل میں بزرگان اس کے قدیمی متوطن دریائے اٹک کے پچھم کنارہ اور ملک ہندو ایران میں سوداگری کیا کرتے تھے۔ فیروز شاہ کے وقت میں ان لوگوں کی کچھ قدر و منزلت نہیں تھی۔ اسی عرصہ میں فیروز شاہ بادشاہ ہندوستان کا تھا 1351ء میں ابراہیم خان دادا بہلول شاہ دربار شاہ مذکورہ سے ایسا افتخار پایا کہ حکومت ملتان کی اس کو مل گئی۔ بموجب ارث کے بہلول شاہ صوبہ داری پر قائم ہوا۔ سید علاؤالدین بن سید محمد شاہ تخت دہلی پر قائم تھا۔ بہلول شاہ حملہ لا کر خود بادشاہ ہوگیا۔ چنانچہ تصدیق اِس کی کتاب تواریخ ہند سے ظاہر ہے جب بہلول شاہ اِس درجہ تک پہنچا اس کی برابری کے لوگ جو ساتھ تھے اور نیز وطن سے آ کر گرد ہوئے بقول شیخ سعدی "بیت ہر کجا چشمہ بود شیریں" مردم و مور و مرغ گرد آیند" جو کہ شاہ موصوف تعلقہ صوبہ داری ملتان سے بخوبی

واقف تھا اور اس علاقہ کو بھی بخوبی جانتا تھا کہ آبادی کم جنگل ویرانہ بہت۔ تب یہ ملک سلام خان ہنڑ کو جو اپنی برادری میں سے اور بروقت ملک گیری دہلی کے ساتھ تھا دیا اور قوم ہنڑ اصل میں ڈومی پٹھان ہے۔ ہنڑ اس دن سے مشہور ہوئی جب بہلول شاہ ملتان سے بہت جلد جا کر بڑی دلیری اور جوانمردی سے تخت دہلی پر تصرف کیا جیسے نہر بکری پر جھپٹ کرتا ہے۔ سلام خان بمعہ اپنی برادری کے سیت پور سے کن تک آباد رہا چنانچہ بعد سلام خان محمد خان بیٹا اس کا بھی اسی طرح آباد رہا فی الجملہ آبادی افزوں ہوچلی محمد خان کے تین بیٹے تھے ایک قاسم خان دوسرا اسلام خان تیسرا طاہر خان بسبب بے اتفاقی انہوں نے اپنا ملک تقسیم کیا چنانچہ کن و کشمور قاسم خان کو بہا گسر کا علاقہ روجھان تک سلام خان کو مگر شہر روجھان اس وقت کوئی نہیں تھا صرف روجھان کی زمین مشہور تھی اور چھوٹے چھوٹے کوٹ مردم نہڑ کے بنائے ہوئے تھے کہ اب تک علاقہ روجھان میں وہ پرانا کوٹ ویران پڑے ہوئے ہیں اور بنام کوٹ نہڑ کے مشہور ہیں علاقہ سیت پور طاہر خان کو تینوں شخص اپنی اپنی سرحدات پر قائم رہے۔ بادشاہی دہلی کے تین پشت تک بہلول شاہ لودی (38 برس)، شاہ سکندر لودی (29 برس)، ابراہیم لودی (9 برس) یعنی کل (79) قوم لودی کے خاندان میں رہی جب تک قوم لودی کی بادشاہی رہی نہڑ کچھ خراج نہ دیتے تھے بڑی سلام کا ذکر ہے کہ جانور گدڑ ون[ا] کو بوقت سرما یعنی سردی پارچات پوشاکی دیے تھے عقلمندی اس کی زمانہ کی ایسی خاتمہ پر تھی ظاہر ہے کہ سردی کے موسم میں گیدڑ ہمیشہ آواز کیا کرتے ہیں سلام خان نے اپنے وزیر امراء سے دریافت کیا کہ یہ جانور کیوں شور کرتے ہیں،

ا۔ گیدڑ یعنی شغال ۱۲۔

انہوں نے جواب دیا کہ جاڑے کے باعث فریاد کرتے ہیں حکم فرمایا کہ اِنکو پوشاک بنوا دو چنانچہ ہزار ہا روپے اہالیان دربار نے اسی خرچ کے واسطے مجرا لیلئے پھر دوسرے دن جو آواز کرنے لگے پھر پوچھا کہ اب کیوں آواز کرتے ہیں کہا کہ اب سر بخت حضور کو دعا دیتے ہیں۔ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔ لودی کے خاندان کے بعد ہندوستان میں بادشاہی مغلیہ شروع ہوئی چنانچہ 1520ء میں پہلی بابرشاہ بادشاہ ہوا 927ھ مطابق 1539ء یہ بادشاہ فوت ہوا اس بادشاہ کے عہد میں یہ علاقہ بدستور ردم نہڑ کے تعلق بطور اجارہ منجانب بادشاہ دہلی کے رہا۔ 1540ء میں بعد فوتیدگی بابرشاہ کے ہمایوں بادشاہ تخت نشین دہلی ہوئے تو بھی یہ ملک بدستور تحت مردم نہڑ میں رہا ایسے بادشاہ کے وقت میں اقوام بلوچی جو کران سے اتر کر بھی علاقہ قلات میں متمکن تھے۔ بمدد بادشاہ ہمایوں کے کہ جب شاہ موصوف خراسان سے ہندوستان کو عازم ہوئے میر چاکر سردار بلوچی اور اقوام بلوچی دہلی تک گئے بادشاہی فوج دو دستہ ہوئی ایک خاص فوج شاہی جلال آباد سے براہ پشاور اور دوسری فوج بلوچ وغیرہ درہ بولان سیوی ڈھاڈر سے براہ اس ملک کے آئی بعض تمنات اقوام بلوچی میں سے دہلی تک نہ گئے مزاری اول سیاہ آف و متصل اس کے اور گورچانی بمقام تمن و پھلاوغ کوہ وماڑی پر جاتے وقت بسبب پسند آنے آب وہوا پہاڑ رہ گئے اور بعضے پیچھے آئے 1556ء میں بعد فوتیدگی ہمایوں بادشاہ کے جلال الدین اکبر بن ہمایوں تخت دہلی پر جلوس فرما ہوئے اِسی بادشاہ کے وقت میں نواب غازیخان مرزانی بلوچ جو قوم دودائی میں سے تھا۔ جس کا حال مفصل تمن گورچانی سے ظاہر ہوگا شہر ڈیرہ غازیخان بنایا یہ شخص بھی پہلے رہنے والا پہاڑ کا تھا۔ جب زمین پر اترا شہر مذکورہ بنایا یہ سردار بڑا نیک بخت اور عالی ہمت تھا شہر خاص ڈیرہ غازیخان معہ توابعین اور

مواضعات چھوٹے چھوٹے اسی عرصہ میں بہت آباد ہوئے اور تمن مزاری کا بھی اسی عرصہ میں نیچے اترا نواب محمد قاسم خان نہڑ سے سلوک کر کے زمین پر آباد ہونے لگا اور گورچانی بھی اتر کر علاقہ ہڑند میں بسلوک اقوام نہڑ کے آباد ہوا اور اقوام بلوچ وغیرہ بھی علاقہ میں آ گئے۔ نواب غازیخان نے نالچات کستوری دول صاحبان بشارت کھدوائی اور از ین قسم بندوبست تزاید آبادی کا شروع ہوا سات پشت تک غازیخان کے خاندان چنانچہ چار غازیخان و تین حاجی خان ڈیرہ غازیخان میں نواب رہے یہ علاقہ بادشاہت دہلی سے تعلق رکھتا تھا بادشاہان دہلی سے بنظر رعایت جو ویرانہ ملک آباد ہونا شروع ہوا اخذ خراج ملک کا معاف رہا گویا شمالاً واجل وہڑند اور جنوباً کن و کشمور سیت پور کے شامل زیر قبضہ مردم نہڑ کے تھا اور ڈیرہ غازیخان معہ تھوڑی آبادی گرد نواح غازیخان کے تعلق تھے۔ 1739ء میں جب نادر شاہ خراسان سے دہلی پر تاخت لایا دریائے اٹک کے این رو آب ملک شامل دارالسلطنت خراسان کے ہو گیا اس عرصہ میں غازیخان کی اولاد سے کوئی کوئی آدمی لائق ریاست کے نہ تھا محمود خان گجر جس کا لقب بادشاہت سے باسم خان نثار خان عطا ہوا تھا اور غازیخان کے آگے منشی دربار کا تھا۔ بموجب لیاقت کے نواب ڈیرہ غازیخان کا بعد دنیا کرنے روپیہ عوض خرچ ملک کے منجانب بادشاہت خراسان کے مقرر ہو کر بندوست اور امورات تزائد آبادی میں مشغول ہوا چنانچہ نالچات ذیل نالہ ماکا، نالہ کوئی، شور یہ شنبہ والہ و ہنگانہ، سون، قور، محمود، فاضل اس نواب نے کھدائی اور بہت ملک ویرانہ آباد ہوا اور اُدھر سے ریاست مردم نہڑ کی سست ہو گئی۔ مخدوم صاحب شیخ محمود متوطن سیت پور جو پہلے زمانہ میں امیر ریاست مردم نہڑ کا اور فقیر خاندان تھا۔ غلبہ پاتا ہوا بعضے قطعات ملک ریاست نہڑ پر قابض ہو گیا اور بعد اجازت بادشاہ خراسان کے نالچات وہندی قطب کھدوائے جو جو

مواضعات نالچات مذکورہ پر آباد ہوئے وہ زیر حکومت مخدوم صاحب موصوف کے رہے اور اس عرصہ میں جنوب کی طرف مردمان مزاری نے اقوام نہڑ کو جو اس وقت ابراہیم خان نواب قوم نہڑ کا تھا نکال کر خود قابض ہو گئے۔ درمیان موضع بدلی و عمر کوٹ حد مقرر کر کے علاقہ روجھان میں تمن مزاری آباد ہونے لگا اسی زمانہ میں نالہ قادرہ کو بھی مخدوم صاحب نے کھدوایا مواضعات متعلقہ اس کے اوپر مخدوم صاحب اور نالہ قاضی قاضی نور محمد کھود کر علاقہ کوٹ مٹھن کا اجارہ لیا اس پر اسی سبب قاضی صاحب متصرف ہوئے اور ہڑند و داجل دوسرے نہڑ اور سیت پور بسبب مارنے چکر دریان ابروائے دریاء سندھ کے ہو گیا اگرچہ یہ علاقہ ڈیرہ غازیخان یعنی غربی طرف دریاء سندھ کے زیر تحت بادشاہت خراسان کے تھا لیکن ضلع کا علاقہ چند حصوں میں منقسم ہو گیا علاقہ میں بازیں عرصہ اچھے رونق آبادی کی شروع ہو چکی 1757ء میں جب بعد فوتیدگی بادشاہ نے احمد شاہ ابدالی خراسان سے سوار ہو کر دہلی پر تاخت لایا اس عرصہ میں میر نصیر خان بروہی والی کلات کا تھا ہمراہ بادشاہ موصوف مدد کے واسطے دہلی تک گیا۔ پیشگاہ ممدوح سے بعد فتح عوض خدمت گزاری علاقہ داجل و ہڑند چنانچہ جنوباً تا حد فتح پور شمالاً کبھر تک میر نصیر خان کو عطا ہوا کہ اب تک یہ علاقہ نصیر خانی کہلاتا ہے بعد ازیں محمود خان گجر نواب ڈیرہ غازیخان کا فوت ہو گیا نواب برخودار خان برادرزادہ نواب محمود خان مقرر ہو کر انجام کار ملک کرتا رہا۔ اس عرصہ میں برخودار خان ایک مقدمہ خانہ جنگی میں مارا گیا بجائے اس کے ایک شخص مسمی غازیخان جو اولاد بڑی غازیخان سے باقی تھا۔ نواب ڈیرہ غازیخان بن کر انجام کار کرنے لگا۔ اسی عرصہ میں شر فساد مردمان بلوچی کا برپا ہوا ایک دوسرے سے جنگ جدل شروع کی چنانچہ مفصل حال جنگ ان لوگوں کا ملاحظہ حال تمن مزاری و گورچانی ولغاری و

کھوسہ سے ظاہر ہوگا۔ مفصل سبب ویرانگی اس علاقہ کا تفصیل حال نالچات چمن اول کل چہارم میں بیاں ہوگا۔ لیکن اسی عرصہ میں زوال آبادی ملک کا ہوا چلا اور غازیخان موصوف بعد چند روز بسبب ہوا ہونے اولاد بڑے غازیخان کے ادائے مالیہ بادشاہی سے منحرف ہو گیا۔ جس پر بادشاہت خراسان سے پیغام بنام میاں غلام شاہ کلہورہ المعروف عباسی جد امجد میاں شاہنواز خانصاحب جاگیردار راجن پور سابق والی سندھ واسطے حصولی مالیہ نواب موصوف سے صادر ہوا کہ میاں صاحب ممدوح دیوان گدورام وزیر اپنے کو معہ افواج اوپر ڈیرہ غازیخان کے بھیجا۔ جب ڈیرہ غازیخان میں دیوان گدورام پہنچا نواب غازیخان مقابلہ نہ لا کر علاقہ و ڈیرہ معہ مالیہ گزشتہ سپرد دیوان موصوف کے کیا اس عرصہ میں فوج نے تنخواہ ایام گذشتہ کی نواب موصوف سے مانگی نواب نے طرف دیوان گدورام اشارہ کیا اس پر ایک شخص عظیم خان جمعدار بتقریب مانگنے تنخواہ کے نزدیک گدورام کے گیا اور بحجر و زبانی گفتگو کے گدورام کو لگانے گولی بندوق سے مار ڈالا اور خود روبفرار ہو گیا اور فوج میں بلوہ شروع ہوا جو کہ اسی سال میں پانی یعنی آب سیلاب ورود کو بڑے زور شور سے آیا تھا کہ اب تک اس علاقہ میں گدووالہ لہوڑ مشہور ہے بغور ورود خبر ہذا میاں غلام شاہ صاحب والی سندھ خود بذات حیدر آباد سے سوار ہو کر ڈیرہ غازیخان میں تشریف لائے اور غازیخان کو معہ چند کس سرداران ذیل شفیع شاہ یار شاہ مسو خان ٹکانی کاموں خان برادرزادہ غازیخان گرفتار کر کے حیدر آباد میں لے گیا کہ وہاں حیدر آباد میں غازیخان کے لکھے ہوئے ہیں۔ ابیات چو غازیخان کا بنا ہوا ہے۔ اور یہ ابیات اوپر مقبرہ کے لکھے ہوئے ہیں۔

ابیات

ے چو غازیخان زونیارفت محروم
مسافر بے وطن مردست مظلوم
خردتاریخ دی گفت ست بشنوطفیخ بشمرای یارمعصوم

ازروئے حساب ابجد 1189 ہجری وفات غازیخان پائی جاتی ہے۔ بعداس کے سولہ کس نواب ڈیرہ غازیخان کے ہوئے۔ چنانچہ کوئی نواب برس کوئی دو برس کوئی چھ ماہ اوراس سے کم وبیش کام کرتے رہے۔ لیکن ملک میں بالکل بے انتظامی ہوگئی۔ ایک مردمان بلوچی زیادہ ترسر بشورش لائے دوسرا حکومت سست ہوگئی۔ حاکم ضلع اکثر مغل پٹھان خراسان سے مقرر ہوکر آتے حال چال ملک سے بالکل ناواقف ازدست ملک میں لوٹ کرتے آخر 1230 ہجری مطابق 1814ء میں ملک نوابی ختم ہوکر یہ ملک تحت مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر والی لاہور کے ہوا مہاراجہ صاحب سے نواب محمد صادق خان صاحب رکن الدولہ والی بہاولپور نے بطوراجارہ کے لیا بروقت تسخیر اس ملک کے بھی شامل ہوکر نواب صاحب نے مہاراجہ صاحب کو مدددی تھی ازطرف نواب صاحب بہادر غلام قادر خان منتظم مقرر ہوکر نو برس کامل انجام کار ملک کرتا رہا۔ 1240 ہجری مطابق 1824ء میں ملک نصیر خانی کا بھی شامل باقی علاقہ کے ہوگیا۔ بارہ برس نواب صاحب کے قبضہ میں رہا نواب صاحب ممدوح البتہ آبادی ملک میں متوجہ ہوئے فی الجملہ آبادی زیادہ ہوچلی نواب صاحب موصوف نے تمنداران مندرجہ ذیل سے سنگ یعنی ناطہ نسبت واسطے اپنے اوراپنے بیٹے نواب بادلخان کے لئے ہے گوہر خان تمندار بگٹانی، کوڑہ خان تمندار کھوسہ جلال خان تمندار لغاری، جلب خان تمندار گورچانی صرف تمندار مزاری علیحدہ اور منحرف رہا نہ اس نے ناطہ دیا اور نہ زیر اطاعت نواب صاحب کے آیا۔ بعدہ یہ ملک مہاراجہ صاحب نے واپس لے کر اپنے تحت میں کیا۔ چنانچہ منجانب مہاراجہ صاحب

جرنیل ونتورہ صاحب بہادر فرانسیس ناظم ڈیرہ غازیخان مقرر ہوئے۔ صاحب ممدوح بول چال فارسی میں کرتے تھے کہتے ہیں بہت اچھا شستہ تقریر اور عقلمند تھے۔ صاحب ممدوح نے انتظام ملک اچھا رکھا۔ یعنی جو سابق رائج تھا اس کو بگڑنے نہ دیا۔ نہ کچھ چنداں ترقی کی۔ فی الجملہ رخ بہ ترقی ہوا۔ صرف دو سال صاحب ممدوح ڈیرہ غازیخان میں رہے اگر زیادہ عرصہ تک رہتے تو اُمید زیادہ انتظام اور ترقی ملک کی تھی۔ بعدہ یہ علاقہ متعلق ملتان تحویل دیوان ساون مل صوبہ ملتان کے ہوا۔ دیوان ممدوح نے جو شخص دانا اور ذہین تھا اچھا انتظام ملک کا کیا۔ سزادہی مجرمان کے واسطے نہایت سخت گیر تھے اور تمنات بلوچی کے اوپر بھی اچھی سیاست اور دباؤ اچھا رکھتے تھے۔ چنانچہ چند دفعہ تمن بگٹانی اور تمن گورچانی و مزاری کے اوپر خود دیوان صاحب معہ افواج چڑھائی کر کے بلوچ لوگوں کو گوشمالی دیتے رہے۔ بلکہ ایک دفعہ حسب درخواست دیوان صاحب ممدوح مہاراجہ صاحب نے کنور کھڑک سنگھ بیٹے اپنے کو اوپر تمن مزاری کے بھیجا تفصیل اس حال کی ملاخطہ حالات تمنات سے واضح ہوگی۔ تخمیناً 1842ء میں دیوان موصوف لگنے گولی ہاتھ ایک سپاہی سے فوت ہوگئے۔ بعد اس کے دیوان مُول راج بجائے باپ خود صوبہ داری ملتان پر قائم ہوا۔ ظاہر ہوگا کہ اس عرصہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ خود راہی ملک بقا ہوئے۔ بیٹا اس کا کنور کھڑک سنگھ چند برس تحت لاہور پر جلوس فرما رہا۔ وہ بھی فوت ہوگیا تو مہاراجہ نونہال سنگھ کے اوپر امید انتظام ملک کا قوی تھا۔ مگر قدرتاً اُسی دن جب مہاراجہ کھڑک سنگھ کو سیسکارا[1] دیا۔ کنور نونہال سنگھ گرنے چھت دروازہ سے فوت ہوگئے۔ بادشاہت میں بالکل خرابی اور خلل واقعہ ہوگیا گویا باقی مسمات مائی چندہ کور رانی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب مالک راج پنجاب کے تھی۔

---

[1] سیسکار دینا یعنی منزل پہنچانا۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بالکل طفلک تین چار سالہ تھا اس عورت کی مرضی تھی جس کے اوپر اہتمام انصرام کارخانہ شاہی کا رکھتی۔ لیکن عورت تھی بندوبست نہ کر سکی نہ اور کو کرنے دیا آخر یہ نوبت پہنچی کہ ملک پنجاب انگریزوں کی تحت میں آیا 1846ء میں ہنوز انگریز بہادر بطور ریزیڈنٹ منجانب مہاراجہ دلیپ سنگھ انتظام ملک پنجاب کرتے تھے۔ بنظر وقوع میں آنے چند امورات بے انتظامی دیوان مولراج صوبہ ملتان سے استعفا طلب کیا۔ دیوان موصوف یہ امر صرف دھمکی تصور کر کے گویا کہ ناز سے فوراً استعفا لکھ کے بھیج دیا۔ دربار لاہور میں وہ استعفا فوراً منظور ہو کر دو صاحب لوگ چنانچہ اگنو صاحب بہادر، اندرسین صاحب بہادر واسطے لینے چارج کے ملتان میں آئے۔ جب صاحبان ممدوح شہر میں سیر قلعہ وغیرہ کیا دیوان موصوف بموجب غیرت اور اغوائی بعض کسان بامید موجودگی سامان جمع کیا ہوا تھا۔ مستعد باغی ہونے کا ہوا اور بارہ دا فاسد صاحبان ممدوح کا مار ڈالا۔ بغور اطلاع اس امر کے ملتان پر بندوبست جنگ فیمابین شروع ہوا بارہ ماہ یعنی ایک سال لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بعد سال مذکورہ 1847ء انگریز بہادر ملتان پر قابض ہوئے اور مولراج کو نظر بند کیا۔ مولراج نے اپنے مکان تک بارہ مہینے بہت اچھا مقابلہ اور جوانمردی سے لڑائی کی آخر اپنا نام بگاڑ دیا کہ بلا کچھ شرط کے کاہل ہوا کے اپنے تئیں انگریزوں کے ہاتھ میں حاضر کر دیا۔ اگر لڑائی میں مر رہتا تو جوانمردی میں شمار ہوتا افسوس ہے کہ جس زندگی کی حرص سے کاہل ہوا اس کا بھی کچھ مزہ نہ پایا سختی قید انگریزوں سے تھوڑے روز خود بخود تنگ آ کر سیرا کھا کر فوت ہو گیا۔ پہلے سال میں جب ملتان کے اوپر سرکار انگریزی نے قبضہ پایا۔ ڈیرہ غازیخان کا ایک ضلع علیحدہ بنایا گیا، جرنیل کورٹ لنڈ صاحب بہادر جو دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نوکر تھے۔ ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان

مقرر ہو کر چار تحصیل ضلع ہذا کی ڈیرہ غازیخان، سنگھڑ، داجل، کوٹ مٹھن بنائی گئی اول دو سال دستور بٹائی جنسی کا بموجب رواج سابق کے رہا۔ بعد دو سال کے تجویز جمع کی ہوئی۔ لیکن ابتدا عملداری میں تا 1856ء بسبب سنگی جمع بہت زمینداران نے بلا کچھ لینے کے بیزارنامہ لکھدیا۔ کئی لوگ وطن چھوڑ کر مفرور ہوئے۔ اس عرصہ میں ملکیت کا بہت ردوبدل ہو گیا۔ بعد 1856ء کے جب سرکار نے نئے بندوبست میں جمع کی تخفیف فرمائی، لوگ خوشدل ہو کر بندوبست آبادی کا کرنے لگے لوگوں کو آسودگی روز بروز زیادہ امن ہوتا گیا 1853ء سے تحصیل کوٹ مٹھن میں حصہ ضلع مقرر ہو کر اول صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بعدہ اسسٹنٹ کمشنر ذی اختیار تعینات ہوتے رہے تفصیل صاحبان بہادر کی جو بعدہ ڈپٹی کمشنری ضلع ہذا اور اسسٹنٹی راجنپور تعینات رہے بقید سنہ و تعداد مدت فہرست علیحدہ یعنی ذیل سے واضح ہو گا اب 1866ء سے صاحب والاشان کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان اور مسٹر بروس صاحب بہادر اسی سال سے اسسٹنٹ کمشنر حصہ ضلع راجنپور کے مجوز ہو کر تعینات ہیں واضح ہو کہ پیشتر ابتدا عملداری سے تحصیل اور محکمہ اسسٹنٹی کوٹ مٹھن مقرر تھا 1862ء میں پرانا شہر کوٹ مٹھن کو دریا نے منہدم کر لیا۔ کہ اب صرف چند درختاں اور بنگلہ پرانی کچہری باقی ہے۔ اسی دن سے اسی سبب و نیز بہت بھاری سبب یہ تھا، کہ پیشتر چھاونی جنگی بمقام اسنی مقرر رہی تھی 1861ء سے راجن پور میں مقرر ہوئی۔ بنظر خوش آب وہوا اور از روئے مناسب محکمہ اسسٹنٹی اور تحصیل راجن پور میں مقرر ہوئی اور داجل سے بسبب ہونے اوپر ایک گوشہ کے 1865ء میں تحصیل جسام پور میں مقرر ہوئی۔

منجن صاحب موصوف	جون سنہ [illegible]	اپریل سنہ [illegible]	۵ برس ۱۰ ماہ	جکیس صاحب بہادر	فروری سنہ [illegible]	دسمبر سنہ [illegible]	ایک سال ۱۰ ماہ
کپتان سنڈیمن صاحب بہادر	مئی سنہ [illegible]	لغایت حال	۶ سال	کپتان ولیمز صاحب بہادر	جنوری سنہ ۶	جنوری سنہ [illegible]	دو سال
ابتدائی مارچ ۱۸۶۹ء لغایت ۱۸۶۹ء کپتان سنڈیمن صاحب بہادر تبدیل				لفٹنٹ ولس صاحب بہادر	فروری سنہ [illegible]	فروری سنہ [illegible]	دو سال
رخصت ولایت گئے ہیں سکو جیمز شارٹ صاحب بہادر قائم مقام ڈپٹی کمشنر بہادر ہوئے				مسٹر بروس صاحب بہادر کمشنر	فروری سنہ [illegible]	لغایت حال	۶ سال
				درمیان میں ابتدائے [illegible] لغایت نومبر [illegible] مسٹر بروس صاحب بحصول رخصت ولایت تشریف لے گئے۔ مسٹر کر صاحب بہادر بجائے صاحب ممدوح تعین ہوئے			

گل دوسرا

درباب تفصیل حالات دیہات ومختصر حالات قبضہ جات کلاں۔ اس ضلع میں چار تحصیل واقعہ ہیں ایک ایک تحصیل کے دیہات وقصبہ جات بموجب ذیل کے ہیں۔ ڈیرہ غازیخان خاص ا، تحصیل سنگھڑ ۲، تحصیل حسام پور ۳، راجن پور ۴، دیہات ۵ (۱۵۱)، قصبہ جات ۱۱ (۱۲۶)

دیہات، قصبہ جات ۸۳، دیہات ۶۷، قصبہ جات، دیہات، قصبہ جات ۶۲

تحصیل ڈیرہ غازیخان ۸۳۔۱۰۔۲۶، خاص شہر ڈیرہ غازیخان ۵۔۵۳۔۹۔ یہ ایک بڑا شہر مثل اور شہر ہاکلاں موقوعہ پنجاب کے ہے قریب 1556ء کے جلال الدین اکبر بن ہمایوں بادشاہ دہلی کا تھا۔ اس شہر کو نواب غازیخان مرانی نے آباد کیا۔ مفصل حال آبادی و صوبہ داران کا کل پہلے میں درج کیا گیا ہے۔ اس شہر میں آبادی مخلوق بموجب ذیل ہے۔ مرد (11990) عورت (3414) میزان (18163) اس شہر میں قدیم الایام سے صدر مقام حاکمان شہر خاص جہادانی کارہا لوگ بہ نسبت مواضعات بیرونی زیادہ (6959)(17169)

ترفہیم اور عقل ہیں عموماً گزران لوگوں کی پانچ حصہ پر ہے۔ گوسائیں برہمن ایک حصہ، ملازمی پیشہ واہلکار ایک حصہ زراعت کار ایک حصہ بیوپاری ایک حصہ پیشہ ور ایک حصہ اکثر لوگ جو اہلکار ہیں قدیم الایام سے اُن کا پیشہ یہ ہے اور قدیمانہ ذی خاندان ہیں۔ عملداری ہائے سابقہ میں بھی معزز رہے۔ اب بھی بعض اچھے معزز اور ذی عہدہ ہیں۔ اور ایک مقبرہ یعنی روضہ لعل کمال کہیری فقیر کا مغربی کنارہ شہر پر قریب گول سڑک واقع ہے۔ یہ فقیر قوم سید بلقب کہیری علاقہ لہڑی ملک کلات سے سیر کنان اِس ملک میں آیا

اس جگہ پر بمقام ڈیرہ غازیخان رہائش اختیار کی بہت لوگ اُس کے مُرید ہوئے اُس وقت غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ بوقت حیات خود سید مذکورہ نے یہ روضہ بمدومریدان وغازیخان موصوف کے تیار کرایا 1008ء ہجری میں سید موصوف فوت ہوا مزار اُس کا اُسی مقبرہ میں رکھا گیا اور محصول آٹھ دنہہ چاہان واسطے اخراجات متعلقہ خانقاہ پیشگاہ نواب صاحب سے معاف ہوا جو ابتک بحال ہے اولاد اُس کی بموجب ذیل ہوئی۔
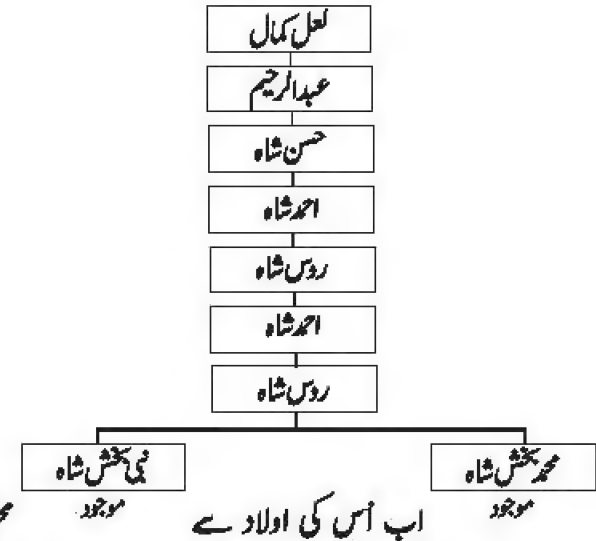
اب اُس کی اولاد سے محمد بخش شاہ و نبی بخش شاہ زندہ ہیں۔ اس شہر میں دو مندر یعنی دوارہ پرستش ہندوان کے واقع ہیں اور یہ دونوں مندر جب ڈیرہ غازیخان تازہ بنایا گیا اُس وقت سے آباد ہوئے۔ مندر لعل جی، مندر شام جی وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ سری گوسائیں لعل جی کے نام سے مندر جی اور سری گوسائیں شام جی کے نام سے مندر شام جی مشہور ہوا جو اب تک وہی نام بحال ہے۔ گوسائیں لعل جی قوم سارست برہمن اصل ملک سُہوان کے تھے۔ 1608ھ

مطابق 1551ء اُن کا تولد ہوا پھر متھرا میں رہ کر علوم بید شاستر حاصل کرتے رہے 1641ھ مطابق 1573ء میں ڈیرہ غازیخان میں آئے اور یہاں رہائش اختیار کی اور مندر بنایا ڈیرہ غازیخان 1556ء میں آباد ہوا تھا۔ گویا کہ تیرہ برس پیچھے آئے اور موضع فتح خان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں شادی کی گوسائیں لعل جیو صاحب سے دو فرزند پیدا ہوئے۔

گوسائیں متھرا ناتھہ گوسائیں گردہاری لعل کی اولاد ڈیرہ اسمٰعیل خان اور بہاولپور میں موجود جو اُس جگہ اب گدی نشین ہیں۔ چنانچہ گوسائیں (بہاولپور) لیلادھر گوسائیں بھگوان (ڈیرہ اسمٰعیل خان) لعل گوسائیں متھرا ناتھہ سے جو اولاد ہوئی وہ ڈیرہ غازیخان میں رہے اور کرسی بکرسی گدی نشین ہوتے آئے۔

شجرہ نسب گوسائیں صاحب لعل جی

سری گوسائیں لعل جیو
گوسائیں متھرا ناتھہ
گوسائیں کیول رام
گوسائیں مدن موہن
گوسائیں برج بھوش جیو
گوسائیں جتر بھوج
گوسائیں بہاری جیو
گوسائیں رن جیور جیو
گوسائیں رن جیور جیو
گوسائیں ہر دیو جیو
گوسائیں بلدیو جیو
موجود

واضح ہو کہ اولاد گوسائیں لعل جیو سے بعد سری گوسائیں لعل جیو ایک بیٹا پیدا ہوتا آیا ہے چنانچہ اب اولاد ان کی سے گوسائیں بلدیو موجود ہیں۔ گوسائیں شام جیو قوم پہاروک کھتری تھے۔ تاریخ اولادت اُن کی ماگھ سدی تریودسی بروز بدھ وار یعنی چہارشنبہ سن 1608ھ مطابق 1543ء کے ہے اسی عرصہ میں جب لعل جیو آئی ڈیرہ غازیخان آکر مندر اپنا بنایا اولاد گوسائیں شام جیو بہت افزود ہوئی کہ شجرہ انساب سے ظاہر ہوگا۔ ان دونوں صاحبوں نے براہ خدا بہت محنت اٹھائی۔ اور بڑے اہل علم اور فقیر تھے۔ لوگ ان کے اوپر بہت معتقد و مشتاق ہوئے۔ پیشتر آنے اُن سے اسی علاقہ تمام زمین این روآب دریا اٹک کے ہندو لوگوں میں کچھ رواج کریا کرم اور پیروی شاستر کے نہیں تھی۔ بوجوہات ذیل۔ اول ا۔ قدیم سے یہ ملک این روآب دریاء اٹک المعروف سندھ راکھس دھرتی مشہور ہے جو راکھس لوگ برخلاف شاستر کے تھے وہ قابض رہے بعد اس کے بھی جب سے یہ علاقہ زیادہ آباد ہوا عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ سے پہلے کبھی ہندو راج اس علاقہ میں نہیں ہوا تھا۔ مشہور ہے کہ شروع توری کی رن ہے۔ کیا معنی کہ شریعت حکومت کی عورت ہے۔ دوسرا 1658ء میں جب اورنگ زیب جس کا لقب عالمگیر تھا، تخت نشین ہندوستان کا ہوا۔ اسی عرصہ میں جب خراساں سے طرف ہندوستان جاتا تھا۔

ا۔ یعنی ناپاک ۱۲۔

شجرہ نسب سری گوسائیں شام جیو صاحب

نہال رام
نولکشور جیو
رام دیال جیو
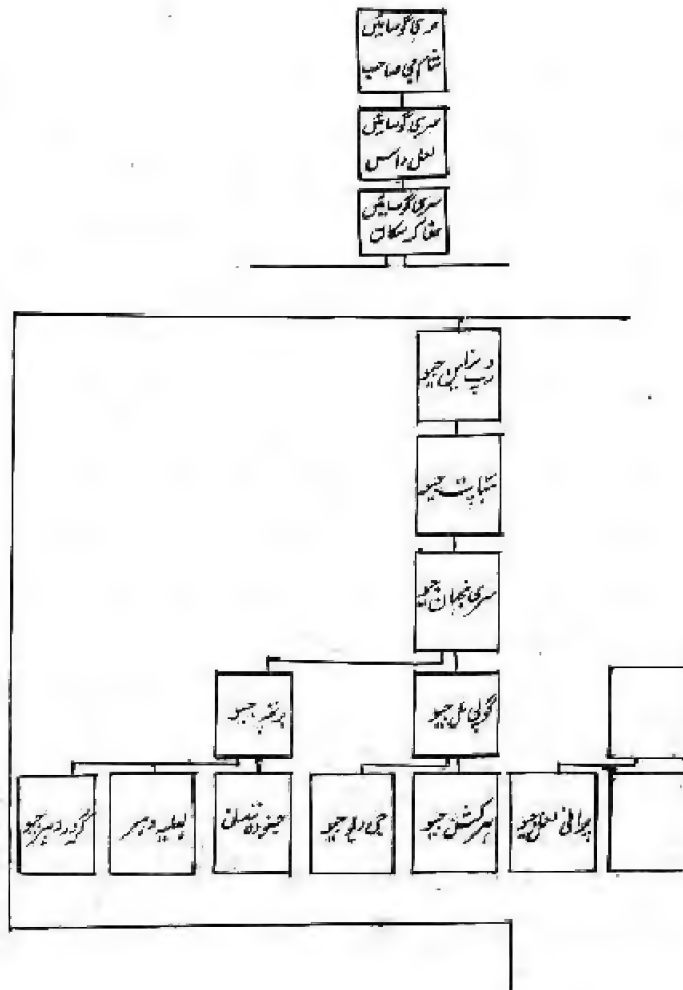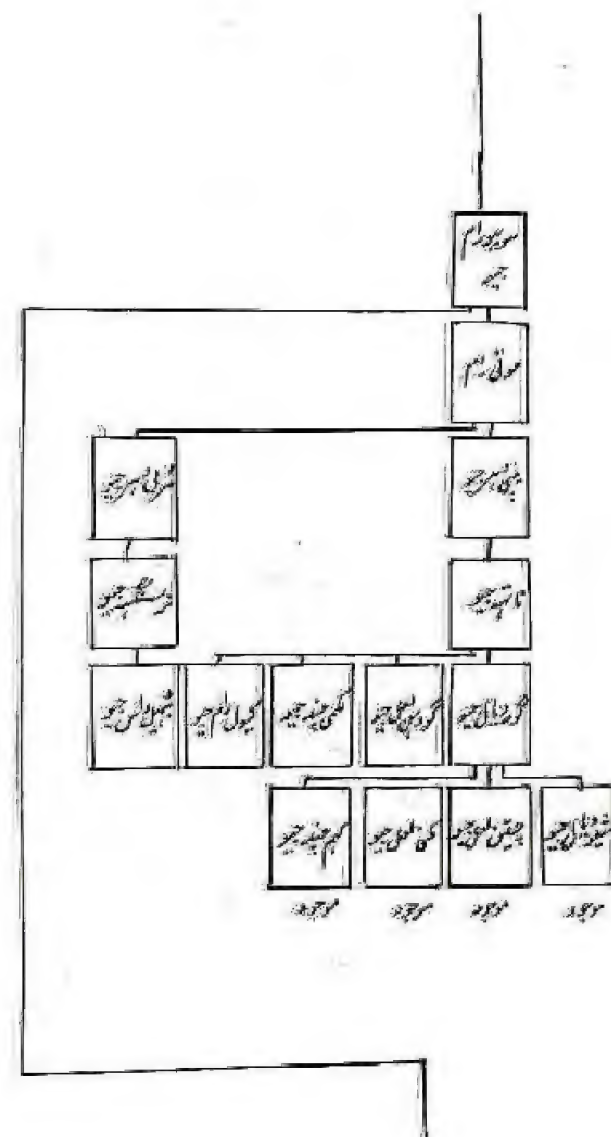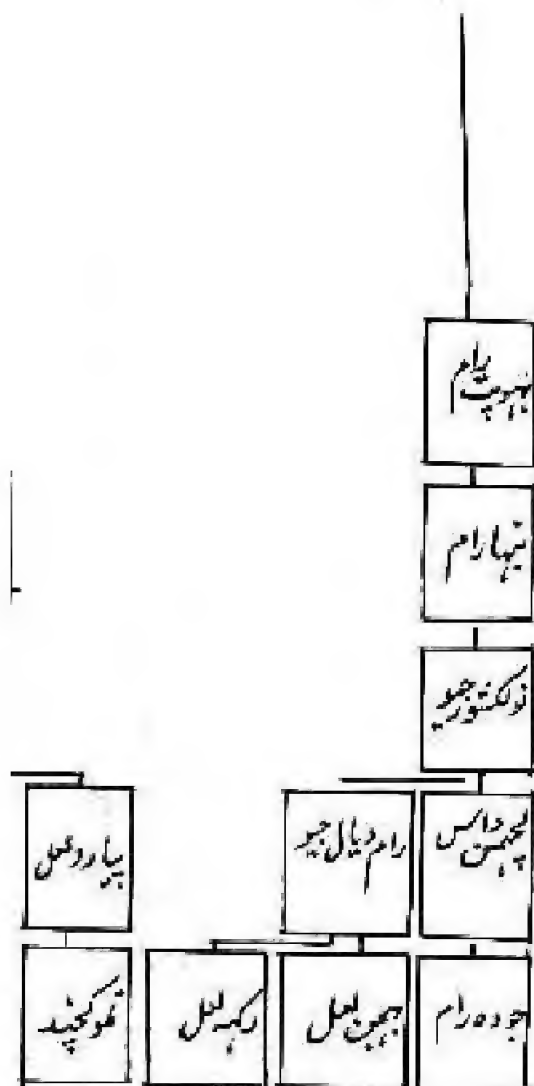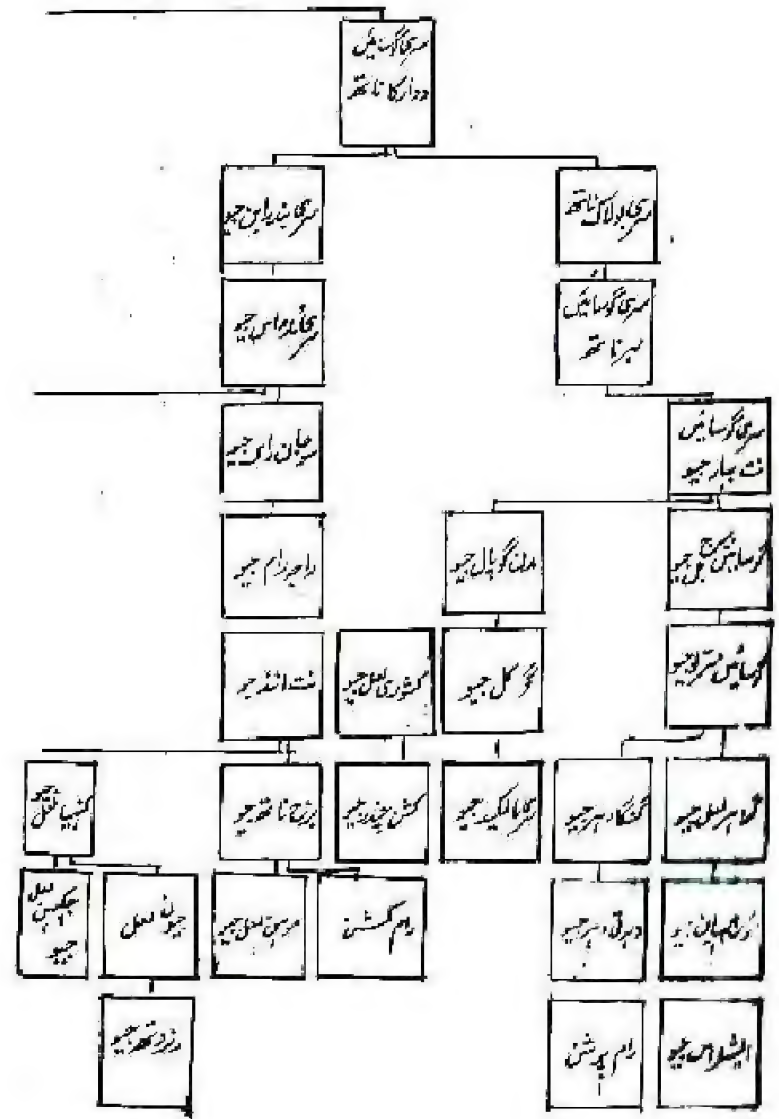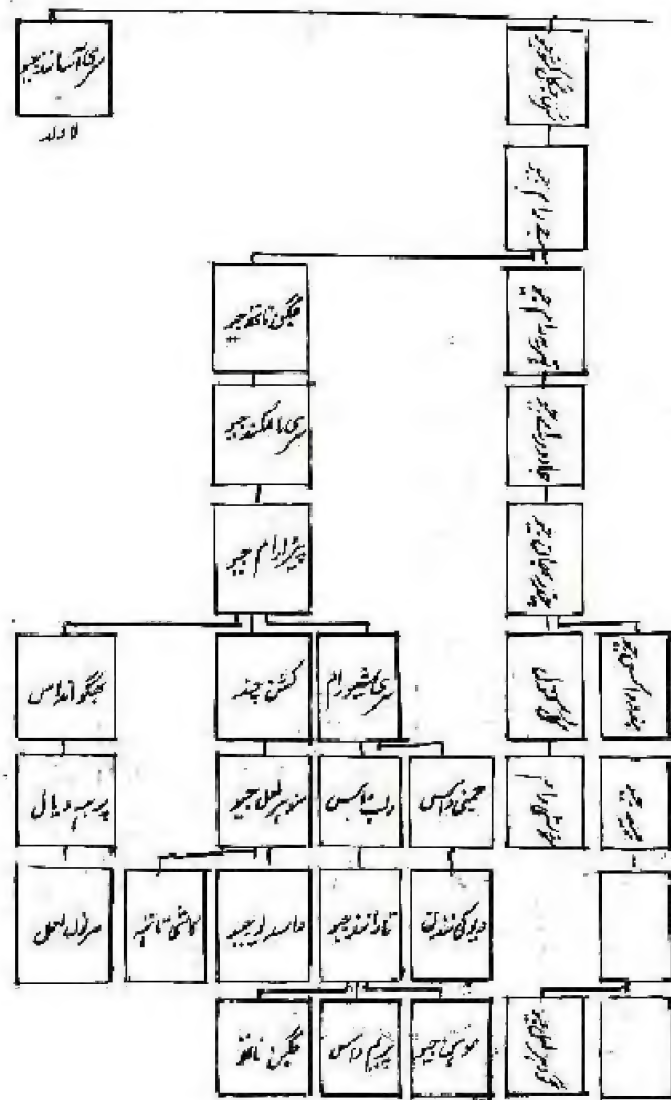
اس نے بتعصب مذہبی بہت اہل ہنود کو بے دہرم کر دیا۔ اس دریائے اٹک کے اوپر کی طرف جو اکثر ہندو تھے۔ اس نے برشٹ اے کر دی۔ عوام الناس میں مشہور ہے کہ دسوا آمار جینو روزمرہ جلواتا تھا۔ آخرکار بمقام اٹک ضلع پشاور گوبند سنگھ جو جس سے سکھ لوگوں کے مذہب کو زیادہ ترقی اور شہرت ہے اس کام سے بند کیا تب سے اس دریا کا نام اٹک اور اس قلعہ کا نام بھی اٹک مشہور ہوا وجہ اس کی یہ ہے کہ ملکی زبان میں اٹک آڑ کو کہتے ہیں۔ جیسا وہ ہندو لوگوں کے مذہب کو بگاڑتا جاتا تھا اس موقع پر اٹک یعنی روک ہوگئی اکثر وہ تب سے بھی ہندو لوگ بی کریا ہوئی تھی۔ تیسرا اکثر علاقہ ہذا او پر دامن پہاڑ اور مردم بلوچی کے تحت آ گیا تھا۔ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہوتا ہے جو بعض ہندو لوگ تھے۔

وہ بھی اکثر ان کی راہ و رسم پر چلتے تھے۔ جیسا اب نمونہ ان کا کہان دربار کہان سیاہ آف اندرون پہاڑ کے موجود ہے۔ جو شاستر کا نام بھی کبھی نہیں سنا اور برت نیم کا وسی اماوس سے ایسے ڈرتے ہیں جیسا تیر کمان سے ڈرے اور سندھیہ کا تیری ترین سے کبھی کام نہیں پڑا۔ بروز تیوار خوب گوشت بنا کر کھاتے ہیں اور بعض جو برہمن ان کے بیچ ہیں ان کو بھی ہندوشن اسی سے دیتے ہیں۔ جب یہ دونوں گوسائیں صاحب ڈیرہ غازیخان میں آئے تب سے پرچہ شاستر اور کریا کرم اِس علاقہ میں شروع ہوا۔ اور اکثر اہل ہنود ان کے علیحدہ علیحدہ سیوک یعنی مرید ہوئے۔ اس دن سے یہ دونوں گدی لعل جیو اور شام جیو کی چلی آتی ہیں۔ صدہا لوگ حیدرآباد سندھ سے لگا کر ہندوستان تک سیوک ان دونوں خاندان کے ہیں اور ہندو لوگ بڑے ادب سے مانتے ہیں۔ دو مکان علیحدہ علیحدہ پرستش گاہ کے بنے ہوئے ہیں۔

(ہندوشن بمعنے یہ کہ ہندو لوگ بطور وظیفہ روزمرہ بطور برہمناں کو دیتے ہیں۔ ۱۲)

اب اولاد لعل جیو سے گوسائیں بلدیو جیو اور اولاد شام جیو سے گوسائیں دھرتی دہر جیو ہیں۔ بہ نسبت مندر شام جیو کے آج کل مندر لعل جیو کو زیادہ ترجیح ہے۔ اور گوسائیں صاحب بھی زیادہ ترقی پر ہیں۔ وجہ اس کی راقم کے نزدیک ایسی مفہوم ہوتی ہے کہ سام داسی گوسائیں بہت ہیں۔ لعل جیو کی اولاد سے صرف ایک ہی، طلا اس واسطے گران بکتا ہے۔ جو کامیاب ہے۔ ورنہ وہ بھی ایک قسم دہات سے ہے۔ جیسا کہ تانبا و پیتل از انجا کہ اکثر از روئے دریافت اور شاستر کے ایسا محقق ہوا ہے کہ جسے گدی اور ماننا شروع ہوا ہے۔ یعنی جس کے اوپر لوگ اعتقاد لائے ہیں وہ اہل علم اور واقف راز نہانی کے تھے۔ بعد اس کے اکثر اب وہ رازدانی جاتی رہی ہے۔ اولاد ان کی نے صرف بزرگوں کے نام پر وسیلہ گزران اپنی کا بنا رکھا۔ جیسے شکار شیر کا مارا ہوا۔ پھر عام جانور کھاتے ہیں۔ اور دو مکان اہل ہنود اب کے زمانہ میں اس شہر میں لائق تعریف ہیں۔ پہلے داستان رائے ہوتو رام کہ یہ صاحب اقوام تزسخہ کے خاندان میں روشن ضمیر اور سالک بے نظیر پیدا ہوئے۔ انہوں نے پرچہ علم کا بہت پھیلایا یہ صاحب قدیم سے منشی خاندان تھے علم فارسی شاستری دونوں میں بخوبی طلاق ان کے شیش یعنی شاگرد رائے مولچند جیو بھی ان کی گدی کو بخوبی زیب فرمایا۔ بلکہ قدم کو آگے بڑھایا۔ انہیں کی صلاح اور مشورت سے رائے تولا رام درمانی نے گیتا شاستری کو فارسی ترجمہ کیا اور دیباچہ اس کا بری عقلمندی اور علمیت سے تصنیف کیا اب تیسری پشت بھائی کھیم چند جیو اِس گدی پر ہیں اگرچہ چشماں ظاہری پر پردہ ڈالا ہوا ہے لیکن بچشماں باطنی ہر علم سے ماہر اور واقف ہیں۔ بہت لوگوں کو اِس دروازہ سے خیرات علم کم ملتی ہے۔ دوسری دہرم سالہ بھائی بہری لعل جیو کی جو جس کے گدی نشین بھائی کیول رام جو خاندان قوم ناتکیہ سے ہیں یہ صاحب بھی بڑے اہل علم اور واقف راز فقرا کے

ہیں اور بہت اچھا چرچہ شاستر اور علم کا رہتا ہے اور نیز مسافر لوگ بھی اگر آ کر رہیں تو بڑی دلداری فرماتے ہیں اور اچھے اچھے مکانات اُن کے رہنے کے واسطے موجود ہیں اور ست سنگ[1] کی خوب موج رہتی ہے۔ یہ شہر ڈیرہ غازیخان بہت اچھے موقع پر واقع ہے اور ہر چہار طرف باغات اور درخت سایہ دار موجود اِس کے قریب جو ایک نالہ کستوری واقع ہے موسم گرمی خصوص بماہ اَسا ساون بہدر آنمونہ بہشت کا دکھاتا ہے اوپر کنارہ نالہ کے پانچ چھ میل تک برابر درخت سایہ دار ہیں جو دھوپ کا ذرہ نہیں ظاہر ہوسکتا پانی اس میں برابر قامت آدمی کے چلتا ہے۔ لوگ اس میں خوب نہاتے ہیں اور اُس کے کنارہ پر محفل کرتے ہیں راگ رنگ سب اسباب مہیا ہوتا ہے۔ اور اتوار اُن دنوں میں ایک اچھا میلہ اس نالہ پر بنا رہتا ہے اور وضع قطع شہر کی بھی خوشنما ہے۔ اب تھوڑے روز سے بازار سنڈیمن گنج کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا نے بنوایا۔ وہ آج کل بہت رونق اور ترقی پر ہے۔ موضع سمین جب نواب غازیخان نے ڈیرہ غازیخان بنایا اُس وقت سلیمان خان قوم سمین ہمرکاب نواب موصوف کے تھا یہ قطعہ زمین جس پر موضع مذکورہ آباد ہے اُس کو عطا کیا بسبب آباد کرنے سلیمان خان سمین نام اِس کا سمین مشہور ہوگیا۔ پہلے ملکیت موضع مذکورہ خاص اولاد سمین کی تھی پیچھے عبداللہ شاہی مرشد اقوام سمین نے اِس موضع میں آ کر رہائش کری۔ وہ بھی زمینداری میں شامل ہوگیا اب اکثر ملکیت اقوام سمین کی مسمی محمود سمین نمبردار مقرر ہے اور اولاد سید مذکورہ اور بعض لوگ ازروئے بیع شرعی قابض متصرف ہیں۔ موضع مہتم یہ موضع بھی اسی عرصہ میں چوتہہ نامی مہتم نے آباد کیا اس واسطے نام اِس کا مہتم مشہور ہوگیا۔ بعد اس کے عارف نامی دھرحؔہ نے غلبہ

---

[1] ست سنگ بمعنی قیل قال حق ۱۲۔

پا کر اِس موضع پر قبضہ پایا کہ اب اس کی اولاد اور محمد دھرسحہ و غلام مصطفیٰ دھرسحہ زیادہ تر دخیل ہیں۔ نور پوؔر جب نواب محمود خان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا نور محمد خان بیٹے اس کے اِس موضع کو آباد کیا وجہ تسمیہ نور پور نور محمد سے ہے۔ جب اولاد مجرا انقلاب زمانہ سے مجوب ہوگئی عرصہ سال تک یہ موضع ویران رہا بعد اس کے جب حاجی محمد خان سدوزئی ڈیرہ غازیخان میں ذی مقدور تھا اقوام گجر نے اس کے پاس فروخت کیا کہ فتح اللہ خان سدوزئی نمبردار اور زمیندار کلان ہے۔ اور لوگ ہنوز وغیرہ بھی ازروئے بیع شروع قابض ہیں۔ مانہ بعہید غازیخان احدانی یہ موضع آباد کیا اِس سبب سے اس کا نام مانہ مشہور ہوا حیات خان احدانی و قطب علی ارائیں ہوتورام سلوجہ نمبردار موضع مذکورہ کے مقرر ہیں صدردین شاہ بزرگ سادات مشہدی نے اِس موضع کو آباد کیا۔ اس سبب سے اِس کا نام صدردین ہے۔ جو کہ زمین زیر جنگل تھی۔ اس واسطے اُس کو جھاڑی سادات بھی کہتے ہیں۔ اسی روز سے اس موضع اور زمینداری پر اولاد سید مذکورہ کی متقابض اور بہادر شاہ سید نمبردار مقرر ہے۔ شیرؔو وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ شیرو نامی ملانہ نے اس کو آباد کیا۔ قدیمانہ شہر عرصہ تخمیناً 35 سال سے بُردہ ہوگیا۔ اب نیا شہر بھی بنام نہاد شیرو مقرر ہے۔ پیر عادؔل وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ پیر عادل شاہ سید ہے۔ دراصل پہلے اُن نام اور تھا۔ انہوں نے یہ موضع آباد کیا۔ اُن کا بیٹا غیاث الدین شاہ تھا اس نے کسی زمیندار کو قتل کیا پیر عادل نے بقصاص اُس زمیندار کے بیٹا اپنا قتل کیا اِسی سبب سے سید موصوف کا نام پیر عادل مشہور گیا تب سے موضع بھی بنام پیر عادل مشہور اور ایسے ایسے عدل و انصاف شاہ موصوف سے لوگ زیادہ تر معتقد ہوئے کہ اب تک خانقاہ پیر عادل پر بماہ چیر سالانہ بڑا میلہ ہوا کرتا ہے کہ اکثر لوگ شہر ڈیرہ و بیرونجات گردنواح واسطے سیر میلہ جمع ہوتے ہیں۔ یارؔو باطل یہ دونوں

مواضعات ایک دوسرے کے قریب تر ہیں۔ بعد عملداری غازیخان خُرد موضع یارو کو یار خان خسانی کھوسہ بلوچ اور باطل کو باطل خان کھوسہ نے آباد کیا کہ کثرت ملکیت مواضعات ہنوز بحق مردمان کھوسہ کے ہے یارو ہیں تھانہ پولیس مقرر باطل میں خاص گھر تمندار کھوسہ کا ہے ان مواضعات میں اکثر قوم کھوسہ کی رہتی ہے۔ تعداد شمار بموجب ذیل ہے۔

مرد (2354) عورت (2050) میزان (4404) چوٹی بالا و پائن یہ قبضہ پُرانا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر سابق بہ تعلق افغانان کے تھا۔ جو اوپر پہاڑوں متصلہ و قریب دامن اس کے افغان لوگ رہتے تھے۔ پیچھے جب بلوچ لوگ اِس ملک میں آئے وقت ہمایوں بادشاہ تخمینا 1550ء میں تب سے تندو خان علیان جد بزرگوار تمندار لغاری قابض ہوا کہ اب تک قابض ہے۔ کوٹ چٹہ یہ موضع غازیخان کے وقت میں آباد ہوا۔ چٹہ خان قوم گورمانی امیر غازیخان کا تھا۔ اُس نے اس موضع کو آباد کیا اِس واسطے کوٹ کہلاتا ہے۔ اِس موضع کے قدیم زمیندار مردم گورمانی ہیں۔ کہ اب بھی قدرے قلیل موجود ہیں بعد اس کے ملکیت کو ازروئے بیع شرع بہت تغیر و تبدیل ہوتا رہا۔ چوکی پولیس اِس قصبہ میں مقرر آبادی اکثر نہری و چاہی ہوتی ہے۔ سخی سرور یہ ایک خانقاہ فقیر کی ہے اچھا قصبہ ہے اُسی سبب آباد ضمن دامن پہاڑ پر واقع ہے گزشتہ حال اس کا یہ ہے کہ حضرت سلطان احمد المعروف سخی سرور کا وطن اور زاد بوم شہر بغداد ہے اور بہرہ یاب سلک سلوک معرفت خدمت پر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے ہے۔ 620 ہجری تک بغداد میں رہے۔ بعد ازاں باپ ان کا زین العابدین معہ دو بیٹے خود ایک یہی سخی سرور دوسرا داؤد بطور سیر کنان اِس طرف ملک پنجاب میں آئے۔ اول بمقام وہولکل قریب وزیر آباد کے سکونت کری۔ بعد ازاں بمقام سیالکوٹ مسکن گزین ہو کر زین العابدین نے وفات پائی کہ مقبرہ اُن کا

سیالکوٹ میں موجود ہے۔ اُسی جگہ سخی سرور ساتھ بیٹی گھنوں خان افغان جو صوبہ دار ملتان کا تھا شادی کی اسے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام میاں رعنا مشہور ہے سخی سرور بذاتہ اہل فقر تھے۔ وہاں سے دل برداشتہ ہو کر بخیال اطاعت الٰہی واسطے چلّہ کاٹنے کے اس طرف پہاڑ میں آئے جو اسی جگہ بحالت چلّہ کاٹنے کے وفات پائی اور داؤد برادر و میاں رعنا فرزند سخی سرور بطرف بغداد وطن مالوفہ خود روانہ ہوئے کہ میاں داؤد نے غزنیں میں وفات پائی کہ مقبرہ اُس جگہ موجود اور میاں رعنا بغداد میں جب سخی سرور اِس پہاڑ پر چلّہ کاٹتے تھے کچھ آبادی نہیں تھی ظاہر کہ سخی سرور اہل فقر اور صاف باطن تھے براہ خدا انہوں نے بہت محنت اٹھائی سبب شہرہ آفاق ہونے کا یہ ہے کہ اُن کے دروازہ پر تین شخص بیمار ایک مجذوم یعنی کھوڑا دوسرا نابینا تیسرا عنین یعنی نامرد سائل شفایابی کے آئی۔ حق تعالیٰ نے انکو شفا بخشی سب درست چاغ ہو گئے وہ تینوں مجاوری اختیار کر کے اُس جگہ سکونت پذیر ہوئے۔ چنانچہ اُن تینوں کے نام سے مشہور ہے جو اولاد کھوڑی سے پیدا ہوئے کلنک مجاور کہلاتے ہیں۔ جو نابینا سے ہے وہ مجاور کا ہیں۔ نامرد کی اولاد شیخ مشہور ہے اور اب باندازِ سولہ سو بچاس مجاور خانقاہ سخی سرور پر رہتے ہیں اور اس زمانہ سے آباد ہو تھے ہوئے اب قبضہ بنگیا ہے۔ پہلے زمانہ میں قبر سخی سرور سادہ خاک کی تھی۔ پیچھے کے زمانہ میں دیوان لکھپت رائے ودہنپت رائے ہندوان سکنہ ہندوستان نے مکان پختہ بنایا اور از قدیم الایام ہر سرکار سے مجاور لوگوں کو واسطے مدد معاش کے کچھ نقدی اور محصول زمینات تمام موضع کا معاف بلا کرتا چنانچہ اب تک اسی طرح معافی بحال اس موقع پر چاہ کوئی نہیں آبادی زمینات رود کوہی و بارانی ہے۔ حتیٰ کہ پانی واسطے مال اور انسان کے بڑی مشقت سے حاصل ہوتا ہے اگر بارش ہو گئی تو پانی بارش کا پیا ورنہ اندازِ دو تین تین کوس رود میں جا کر زمین کھودتے ہیں۔ پانچ پانچ دس دس ہاتھ کھدائی سے پانی بطور چوا جمع ہوتا ہے اُس جگہ

مشکیاہا میں لاکر پیتے ہیں شب و روز اسی گردانی میں بسر ہوتا ہے۔ بایام میلہ بھی بشرطہ نہ ہونے بارش کے اسی پانی سے میلہ کے لوگ گزارہ کرتے ہیں۔ جوفی مشکیہ دو آنہ سے لیکر آٹھ آنہ تک فروخت ہوتا ہے۔ اکثر مجاور وغیرہ لوگ مشکونہ قبضہ مذکورہ بایام میلہ فروخت پانی کی بابت بُہت پیسہ کماتے ہیں۔ لوگ معتقد اِس خانقاہ کے بہت ہیں۔ مہینہ چیت میں اکثر زائرین پنجاب ہندوستان کیا ہندو کیا مسلمان دفعہ بدفعہ بڑے اعتقاد اور صدق سے آکر زیارت کر کے دعا مانگتے ہیں۔ آیک روز پہلے سنگراند بیساکھی سے تا دوسری ماہ بیساکھ یعنی 3 یوم میلہ سخی سرور بڑی ہجوم سے ہوتا ہے۔ قریب پندرہ ہزار زن و مرد جمعہ ہوتا ہوگا زیادہ تر لوگ اِس ضلع کے اور اضلاع متعلقہ چنانچہ مظفر گڑھ، ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خان، بہاولپور میلہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اِس میلہ میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ایک صرف تماشبین دوسرا واسطے ادائے فرض مذہبی جو بہت لوگوں کا قدیم الایام سے رواج چلا آتا ہے۔ کہ ہندو لوگ اکثر اس خانقاہ پر آکر زنار پوشی اور موتراشی لڑکوں کو کراتے ہیں مسلمان لوگ بھی اکثر موتراشی لڑکوں کی کراتے ہیں اور بعضے لوگوں نے بموجب عقیدہ خود شرط کیا ہوا ہے کہ بروقت بسر ہونے کسی مراد دلی کے مثلاً پیدائش اولاد و حصول شادی وصحت بدن آکر زیارت خانقاہ موصوف کی کریں۔ اور نذر مجوزہ دیویں اکثر لوگ واسطے ادائے اِس شرط کے آتے ہیں ایسے لوگ عموماً عیال اطفال خود ساتھ لاتے ہیں۔ تیسرا چند لوگ دعا طلب بامید حصول کسی مراد آئندہ کے آتے ہیں اعتقاد لوگوں کا اس حد تک ہے کہ ہندو لوگ جو ایک بوند پانی مسلمان کے پڑنے سے ناپاک ہوجاتے ہیں تو اس جگہ مجاوراں کے گھر سے برتن گلی لے کر اس میں پانی پیتے ہیں۔ البتہ بہ باعث قلب پانی کا بھی ہے۔ اب سرکار سے بندوبست احداثی چاہ بمقام سخی سرور منظور ہو کر کام شروع ہے بلکہ قریب ساٹھ ہاتھ کے کنواں کھدوایا گیا ہے کمارہ پتھر کا نہایت سخت ہے کہ

آگے بھی اِس موقع پر کنواں کھودا گیا تھا۔ قریب دوسو ہاتھ عمق کے پانی نکلا تھا۔ لیکن پیچھے کسی سبب سے کنواں مدفون ہوگیا کجاوران نے بھی کچھ پرداخت اُس کنواں کی نہ رکھی تھی کہ نہ موجودگی کنواں سے بموجب فروخت پانی ان کا حیلہ گزران کا بنا ہوا ہے۔ اب بھی احداثی یعنی کھودنے چاہ سے مجاور لوگ چنداں خوش نہیں لیکن عام لوگ سرکار عالی کو نہایت دعا دیں گے۔ اور رونق میلہ کی بھی زیادہ ہوگی۔ نسب نامہ سخی سرور صاحب کا محوے سخی سرور ابن زین العابدین، ابن امام حسین، ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اِس تحصیل میں جو اور دیہات ہیں اکثر بعد آبادی ڈیرہ غازیخان آباد ہوئے کوئی زیادہ پُرانا شہر نہیں ہے جب تک ڈیرہ غازیخان نہیں بنایا گیا ایرانہ محض تھا۔ آبادی زمین تحصیل ہذا حسب ذیل ہے۔ سیلابہ از دریا ایک حصہ چاہی خاص ڈیرہ وغیرہ ایک حصہ نہری یعنی نالجات دو حصہ بارانی صرف چوٹی وغیرہ نیم حصہ اس تحصیل میں دو تمن بلوچی واقع ہیں یارو باطل کی طرف تمن کھوسہ چوٹی کی طرف تمن لغاری مفصل حال ان کا بمعائنہ حالات بلوچستان واضح ہوگا۔

تحصیل سنگھڑ، سنگھڑ نام رود کوہی کا ہے جو بموسم برسات جاری ہو کر زمینات موقوعہ علاقہ تحصیل سنگھڑ کو آباد کرتی ہے دراصل شہر سنگھڑ کوئی نہیں دو قصبہ جات کلاں چنانچہ منگھروٹہ و تونسہ متصل ایک دوسرے کے واقع ہیں۔ تحصیل منگھروٹہ اور تھانہ تونسہ میں ہے تحصیل سنگھڑ کی اسی واسطے مشہور ہے کہ اکثر آبادی اِس تحصیل کی رود سنگھڑ سے ہوتی ہے اور بھی آبادی زیادہ تر رودہا کوہی سے منحصر ہے۔ واضح ہو کہ یہ تحصیل عین دامن پہاڑ پر واقع ہے اگر بارش اچھی ہو اور نہرہا بخوبی چلتی رہیں تو یہ علاقہ پر آباد اور خوش رونق ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ بارش نہ ہووے اور رودہا جاری نہوں تو ایسا سخت علاقہ ضلع میں نہیں ہے۔ چنانچہ اسی موقع پر کسی شاعر نے کہا ہے۔

بیت تونسہ منگھروٹہ ساختی: دوزخ چرا پرداختی

تفصیل رودہا موجودہ علاقہ سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان اور شروع کرنا

تحریر انکا جانب شمال حد انتہائے علاقہ اس تحصیل سے ہوا ہے

نمبر	نام رود	جہاں سے آتا ہے	کہاں تک جاتا ہے	پانی اسکا کہاں پہنچ سکتا اور کسقدر علاقہ آباد کرتا ہے	کیفیت
1	چھڑ لوہارڈی	اعد پہاڑ بمقابلہ حد موضع کوٹ قیصرانے	بیرون درہ بقدر سات آٹھ بند کے سیرابی ہوتی ہے	بشرط کثرت بارش محال بند مردم قیصرانی کو آباد کرتا ہے	اگر بارش پہاڑ پر قرار واقعی ہو تو اسقدر آبادی مندرجہ خانہ نمبر ۵ ہوسکتی ہے ورنہ خانہ نمبر ۳ کی آبادی ہوتی ہے
2	چھڑ کھوہ لاڑی	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے
3	رود بہالی	اعد پہاڑ بفاصلہ ۱۲ میل کے بمقابلہ کوٹ قیصرانے	موضع پہو تک بفاصلہ ۲ میل	اراضی حدود ذیل مشمولہ کوٹ قیصرانی چٹھہ جھوک دیا کہہ جھوک بودو جھوک رودوالہ ٹھٹھہ جھوک مہتوانی والی جھوک پاسن والی موضع پہو کو بھی سیراب کرتا ہے	اگر بارش قرار واقعی ہو تو زمینات خانہ نمبر ۵ سیراب ہوتی ہیں ورنہ زمینات جھوک بودو تک مشکل سیرابی ہوتی ہے
4	چھڑ جنگ سیاہ	اعد پہاڑ بفاصلہ ایک میل	پانچ چھ بندان	بقدر روس بندان مردم قیصرانی کی آبادی کرتا ہے	کیفیت اس بشرح نمبر ۳ کے ہے
5	بہلانی	بفاصلہ دو کوس اعد پہاڑ	۲۰ بندان	الی جھوک حمل والی فاصلہ ایک میل آباد کرتا ہے	بشرح صدر
6	چھڑ چولہے والی	اعد پہاڑ بفاصلہ دو میل	تین چار چھ بند	قدرے اراضی مردم قیصرانی فاصلہ تخمیناً پاؤ میل	بشرح صدر
7	لیری کوبھہ	اعد پہاڑ فاصلہ تین میل	۲۰ سوبند	بشرح صدر	بشرح صدر
8	لیری بھیرہ	=	=	=	=
9	لیری سوا	اعد پہاڑ بفاصلہ تین میل حد کوٹ قیصرانی	=	=	اگر بارش بخوبی ہو تو خانہ نمبر ۵ تک بہانی آبادی کرسکتا ہے ورنہ خانہ نمبر ۵ تک مشکل پہنچتا ہے
10	لیری ودادی	اعد پہاڑ فاصلہ یکنیم میل	چھ سات بندان	بشرح صدر	بشرح صدر
11	رود کہوان	اعد پہاڑ فاصلہ ۱۲ میل بمقابلہ کوٹ قیصرانی	موضع ناڑی رونگ فاصلہ ۸ میل	اراضی حسب ذیل کو سیراب کرتا ہے بروٹ منددانی مشمولہ کوٹ قیصرانی بستی بجدار منگھروٹہ کوٹ قیصرانی ناڑی رودہ	اگر بارش بقرار واقعی ہو تو اراضی مندرجہ خانہ نمبر ۵ کو سیراب کرسکتی ہے ورنہ موضع بروٹ منددانی و بجدار و کوٹ قیصرانی کو مشکل سیراب کرتی ہے
12	چھڑ کرالی و داہی	اعد پہاڑ فاصلہ ڈیڑھ میل	پانچ بند موضع کوٹ قیصرا	نیز درمیان اراضی بروٹ منددانی پہنچ سکتا ہے بفاصلہ پاؤ میل	بشرح صدر
13	کہانی	فاصلہ ۳ میل	۱۲ بند	اراضی بستی بجدار کو فاصلہ نیم میل سیراب کرسکتا ہے	بشرح صدر
14	قیصرانی والی	اعد پہاڑ فاصلہ تین میل	۱۲ بندان	اراضی حد منگھروٹہ فاصلہ صدر تک پہنچ سکتا ہے	کیفیت بشرح نمبر ۱۳
15	گلوالی	=	=	=	=
16	رود سنگھڑ	زعد پہاڑ بمقابلہ حد منگھروٹہ فاصلہ تخمیناً ۸۰ میل	براہ پاڑہ بجن لانگھہ دوہ سنگھڑ سے فاصلہ ۳ میل پر داخل دریا سندھ ہوتی ہے	اراضی مواضعات ذیل کو یہ رود سیراب کرتا ہے منگھروٹہ منددانی، بقلانی، سوکڑ کاڈی، تونسہ، سوڑاہ، ڈیرہ، جھیلاری، اشرف، دوہ، بوہڑ، بھیرہ شرقی، بھیرہ غربی بیٹ، منہا، لعلو، ٹب جھنگ، جھلہ، چاچکے، لعل شاہ جمراج، بجن لانگھہ، بودو پٹھان، جلب، عیدو، ارائین، جیہ عبداللہ، داہرہ شاہ، ناڑی شاہ، پہلوان شمالی، پہلوان جنوبی	اگر پہاڑ پر بارش باران بخوبی ہو جاوے تو مواضعات مندرجہ خانہ نمبر ۵ کی آبادی بخوبی ہوجاتی ہے بصورت کمی پانی مواضعات ذیل کی آبادی ہوتی ہے منددانی، منگھروٹہ، تونسہ، بقلانی، سوکڑ کاڈی، الاانکی بھی بمشکل سیرابی ہوتی ہے اور یہ رود تمام رودہائے علاقہ سے کلان بنام نہاد سنگھڑ موسوم ہے
17	گزی	اعد پہاڑ فاصلہ ۳ میل بمقابلہ حد موضع بقلانی	حد موضع چٹانی و کاڈی و بقلانی فاصلہ ۲ میل	فاصلہ ۵ میل تک پہنچتی ہے	بشرح صدر
18	چھپانی	فاصلہ ۲ میل بمقابلہ حد جسانے	بشرح خانہ نمبر ۱۷	فاصلہ ۵ میل تک پہنچتی ہے	کیفیت بشرح خانہ نمبر ۱۲
19	رود ہوی	اعد پہاڑ بفاصلہ ۵ میل بمقابلہ حد مھوئی	موضع ٹکول فاصلہ ۰ میل تک	مھوئی، ٹکول، بوہڑ	ایضاً
20	رود مٹی	ایضاً	حد احمدانی	فاصلہ ۶ میل موضع مٹی و احمدانی تک سیراب کرسکتی ہے	ایضاً

حد شمالی علاقہ تحصیل ہذا موضع ماڑی و پہرو کوٹ قیصرانی و حد جنوبی موضع پروان و مٹی و مہوئی فاصلہ جنوب شمال تخمیناً ۳۰ میل حد غربی پہاڑ کوہسان و شرقی دریاء سندھ فاصلہ شرق غرب تخمیناً ۵ میل ہے اکثر علاقہ کی آبادی بارش و رود کوہی پر و بعضے مواضعات لب

دریا میں آبادی چاہی و سیلانہ نیز ہے۔ خریف کی آبادی زیادہ اور اجناس ذیل کی پیدائش ہوتی ہے۔ باجرہ، جوار، کپاس، مونگ، شلجم، سموکہ اور ربیع کی زبادی بہ نسبب خریف کم اور اجناس ذیل کی پیدائش ہوتی ہے۔

گندم نخود کالنگ مسور موٹھ سرشف اسون سالوک خربوہ علاوہ اِن مزروعات کے اِس تحصیل میں اور کوئی میوہ وغیرہ چیز خوردنی قابل تحریر پیدائش نہیں ہوتی مگر درخت کریں بعلاقہ ہذا زیادہ اور موسم گرما میں یہ درخت اول پھول پیدا کرتا ہے۔ وبعدازاں میوہ سرخ کہ انداز میوہ درخت کنار کے برابر ہوتا ہے اور اُس علاقہ میں اُس کو ڈھیلہ بولتی ہیں بکثرت پیدا ہوتا ہے کہ غربا لوگ اس کے پھول و میوہ کو کھانے کے استعمال میں لاتے ہیں۔ گھوڑا اور بیل اِس علاقہ کا مضبوط زور آور و خوبصورت ہوتا ہے۔ بلکہ قابل تعریف ہے۔ بعلاقہ ہذا مواضعات ذیل کلان قابل تحریر حال مفصل آبادی وغیرہ کے ہیں کہ ان کا ذکر درج ہوا باقی قصبہ جات خرد کچھ حاجت تحریر حالات ان کی نہیں۔

بغلانی، منگھر وٹہ، تونسہ، سوکڑ، ہیرو، مکول، ہیرو شرقی، دایرہ شاہ، دراہبی، جھنگ، منگھر وٹہ وجہ تسمیہ اِس شہر کی یہ بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں کسی ویت نے سنگھڑ پر قلعہ پتھر کا بنوایا اسی زمانہ میں جس کو بہت مدت گزرتی ہے ویت مذکور نے جو نام اس کا منگھر وٹہ تھا اپنے نام سے یہ جانب شرق قلعہ مذکور فاصلہ دو میل پر آباد کیا اگرچہ کچھ پتہ تحریری یا بیان پیرسن سے محقق نہیں معلوم ہوا لیکن قیاساً ایسا پایا جاتا ہے کہ جیسا ہڑند ہرنا کس ویت کے وقت آباد ہوا یہ قلعہ بھی اسی وقت سے آباد ہوا۔ ازان بعد اقوام گاڈی و لنگاہ اِس شہر میں مست تک آباد رہے بعدش قوم نکالے کہ جب اور اقوام بلوچی پہاڑ سے نیچے اتری۔ اقوام گاڈی وغیرہ کو نکال کر آباد ہوئے دو دفعہ یہ شہر رود برد ہوا اب عرصہ تخمیناً

ایک سو بیس سال سے تیسری جگہ یہ دو شہر منگھر وٹہ کے آباد ہیں مالک موضع مذکور اکثر قوم نکانی قدرے قوم بزدار، مکان تحصیل بھی اس منگھر وٹہ غربی میں ہے۔ جانب جنوب شہر مذکور فاصلہ ــ قدم پر قلعہ سرکار ہے۔ چاہان حسب ذیل موجود ہیں۔

منگھر وٹہ شرقی میں منگھر وٹہ غربی قلعہ سرکاری علاوہ اِن چاہان کے ایک چاہ از سر نو بمرور تین سال سرکار عالی مقدار نے جانب شمال منگھر وٹہ غربی بمصارف خود واسطے افادہ رعایا تیار کروایا یہ شہر پہاڑ سے جانب شرق فاصلہ تین میل پر واقع ہے اور مردم شماری حسب ذیل ہے۔

منگھر وٹہ غربی

مرد (1313) عورت (1071) میزان (6384)

منگھر وٹہ شرقی

مرد (1040) عورت (1000) میزان (6040)

موضع بغلانی: بمرور تخمیناً تین سو برس مسمی لشکری خان قوم بغلانی بلوچ نے اس شہر کو آباد کر کے اپنی کے قوم کے نام سے اسم شہر بغلانی موسوم کیا۔ یہ موضع پہاڑ سے دو میل پر کنارہ شرقی سڑک سرحدی پر واقع ہے۔ آبادکار اس کی اولاد مورث مذکور و قوم جٹ گاڈی ہیں اور ایک چاہ آبنوشی کا موضع مذکور میں واقع ہے اور ایک خانقاہ کرم قبول شاہ صاحب واقع ہے کہ ہر سال ماہ اساڑھ میں بروز جمعہ اکثر لوگ زیارت کے واسطے آتے ہیں اور کشتی پہلوانان بھی اسی روز ہوا کرتی ہے۔

کوٹ قیصرانی: اس کو اولاد قیصر خان نے بمرور تخمیناً 360 سال آباد کیا اور چونکہ اولاد مورث بہ قوم قیصرانی نامزد پس اسم شہر نیز قوم کے نام سے کوٹ قیصرانی موسوم ہوا یہ

شہر درہ پہاڑ سے فاصلہ دو میل پر بکنارہ شمال رود کہوان واقع ہے اور تمام قوم قیصرانی اِس
گاؤں میں بستے ہیں، قدرے ہندو دوکاندار، ایک تمندار فضل علی خان پسر مٹھہ خان اس
موضع میں سکوت رکھتا ہے۔ جانب شمال اِس موضع کے للوء میل تک قوم قیصرانی آباد ہیں
اور یہ علاقہ تمام ریگستان اور پانی کی تمام قلت رہتی ہے۔ ایک چاہ آبنوشی زمانہ سابق میں
نواب غازیخان نے احداث کرایا تھا اور مبرود تخمیناً آٹھ سال جانب شمال موضع ہذا فاصلہ نو
میل پر قوم ابابی قیصرانی آبادکاران جھوک بودانی ایک چاہ حداث کیا۔ مگر عمق اس چاہ کا
بقدر ایک سوپچیس 125 ہاتھ کے تھا۔ مردمان مذکور سے بسبب ناتوانی پختگی چاہ نہ ہوسکی
عنقریب وہنہ چاہ شکستگی پر تھا۔ کہ سرکار فیض مدار نے رعایا اپنی پر رحم فرما کر بمصارف
زر کثیر تیاری و پختگی چاہ کرائی کہ اس چشمہ فیض سے اکثر تمن قیصرانی وغیرہ باشندگان بہرہ
یاب اور مصروف بدعوات ترقی اِپہال سرکار کے ہیں۔ علاوہ اس کی جانب شرق اس چاہ
کے سڑک سرحدی ہے ہزارہا مخلوق خدا آیندہ روند کو موجودی اس چاہ سے رفاہ ہے اور ثنا
خوان سرکار ابد پایدار کے ہیں۔

تونسہ شریف: یہ موضع اوپر کنارہ سڑک ضلع جانب شرق منگھروٹہ فاصلہ دو میل پر
واقع اور مسمی خیرہ خان چچا مورث مالکان تونسہ نے جس کو عرصہ تین سو تیس کا گزرتا ہے۔
جنگل ویرانہ دیکھ کر موضع آباد کیا اور نام کا تو بسبب جزوی آبادی کچھ نامزد ہوا تھا۔ کہ چند
عرصہ کے بعد بادشاہ خرسان جس کا نام محقق نہیں ہوسکتا واسطے سیر کے اس ملک میں آیا اور
بادشاہ موصوف کو رکھنے مُرغ طاؤس یعنی مور کا از بس شوق اور بہت طاؤس ہمراہ رہتے
تھے۔ اس مقام پر جو بادشاہ آ کر اترا تو قضا کار ایک طاؤس کلان مر گیا۔ تب سے نام اس
جگہ کا طاؤس مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ غلط عام سے تونسہ مشہور ہوگیا۔ مالک موضع ہذا قوم منجہ و

بُھٹہ ہیں۔ تخمیناً پانچ سو خانہ موضع ہذا کا ہے قدرے ہنوز بستے ہیں اور بمرود تخمیناً 80 برس اس
شہر میں حضرت خواجہ سلیمان صاحب علیہ الرحمۃ بعمر خُرد سالی یہاں رونق بخش ہوئے یہ
حضرت صاحب بعد حصول علم صاحب طاقت اور خدا پرست ہوئے۔ اور بتاریخ 7 ماہ صفر
1267ھ رحلت جہان فانی سے ہوئے ایک خانقاہ حضرت صاحب موصوف بمصارف
زر کثیر تیار ہوئی اِس خانقاہ کی عمارت نہایت عمدہ وصاف ہے۔ مزار شریف پر روزمرہ مخلوق
مرید کی امدورفت سے رونق رہتی ہے۔ اور ہر سال میں 7 صفر کو عرس حضرت خواجہ صاحب
موصوف علیہ الرحمۃ ہوا کرتا ہے۔ صدہا مُرید اسی روز دور دور سے مسافت کر کے شرف
زیارت کے واسطے اس مقام پر آتے ہیں۔ اور بحضور سجادہ نشین نذرانہ پیش کرتے ہیں۔
اس دربار پر لنگر بھی جاری ہے کہ فقیر اور مرید آیند روند لنگر خواجہ صاحب سے روٹی کھاتے
ہیں۔ یہ صاحب خلیفہ خاندان چشتیہ کے ہیں و نیز میاں عاقل محمد و تاج محمود کہ جن کی خانقاہ
کوٹ مٹھن میں اور میاں نور محمد جن کی خانقاہ حاجی پور میں ہے۔ ایک ہی دربار چہاروی سے
فیض یافتہ ہیں۔ اور اکثر پٹھان لوگ اقوام سدوزئی وفوفلزی وغیرہ علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
کے اس خانقاہ کے مرید ہیں۔ اس شہر میں تھانہ پولیس وڈاک بنگلہ سرکار موجود ہے۔

موضع سوکڑ: یہ موضع جانب جنوب خاص منگھروٹہ سے تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اور مسمی ملغ خان پسر نوتنک خان مورث کلان قوم بکانی بمرود تین سو برس کے
اِس موضع کو آباد کیا اور نام اِس موضع کا اس امر سے کہ وقت آبادی اس زمین پر بویا جاتا
تھا۔ اکثر زراعت بسبب نہ ملنے پانی کے خشک ہوجاتی تھی اور زراعت خشک کو زبان
اِس ملک میں سُوک بولتے ہیں۔ لہذا نام موضع کا سوکڑ مشہور ہوگیا اور مالکان موضع ہذا
اولاد ملغ خان کے ہیں۔ اور تخمیناً پانچ سو گھر مالکان وغیرہ کا ہے۔

موضع ہیرو شرقی: بعد عملداری نواب غازیخان جس کو عرصہ تخمیناً تین سو برس کا گزرتا ہے۔ مسمی ہیرو خان قوم ننکانی منجملہ پہلے ہگوانی ہیں۔ یہ موضع جانب جنوب و شرق تقنسہ فاصلہ چہار میل پر اور سڑک سے شرقاً ایک میل سو مجات ہوں گے۔ آبادی مزدوعات رود سنگھڑ سے ہوتی ہے۔

موضع دایرہ شاہ: یہ موضع جانب شرق منگھر وٹہ سے فاصلہ 7 میل پر بکنارہ دریاء سندھ واقع ہے۔ وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب شاہ دین پناہ صاحب نے بمرود تخمیناً چار سو بیس سال اس جگہ جنگل ویرانہ میں دایرہ خود بنایا اور روز بروز آبادی زیادہ ہوگئی۔ شہر بن گیا اس لئے موضع کا نام دایرہ شاہ مشہور ہوگیا۔ اور حضرت موصوف قوم سید ہیں وفات اُن کی بھی اِس مقام ہوئی اور خانقاہ شریف بھی اِس جگہ پر ہے۔ خود تو حضرت موصوف کی اولاد نہیں مسمات مائی سُہاگن خادم اُن کی تھی۔ اب اُس کی اولاد و خادم در مالک دربار کہلاتے ہیں اور نذرانہ وغیرہ حسب حصص تقسیم کر لیتے ہیں اور اس فقیر کی خانقاہ آنروے آب ضلع مظفر گڑھ میں بھی واقع ہے۔ ہر سال میں بماہ چیت میلہ بروز جمعہ کے مقرر ہے کہ پہلوان کشتی کرتے ہیں۔

موضع جھنگ: اِس موضع میں پیشتر قوم کہکل بستی تھی عرصہ تخمیناً تین سو سال کا گزرتا ہے کہ قوم منجوتہ ازروئے خرید یا کسی اور صورت سے مالک موضع کے قرار پائی عرصہ دو سو پچاس سال سے سلطان اسمٰعیل صاحب مورث اعلیٰ قوم قریشی اِس موضع میں آکر سکونت پذیر ہوئے اولاد ان کی زمینات خرید کر قابض ہوئے تا حال یہ موضع ہذا دونوں قوم یعنی قریشی و منجوتہ آباد ہیں۔ اور تخمیناً پانچ سو گھر باشندگان موضع ہذا میں ہے اور ایک چاہ آبنوشی کے واسطے موجود ہے اور یہ موضع لب دریاء سندھ پر واقع ہے۔

موضع دراہی: یہ موضع جانب جنوب منگھر وٹہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ عرصہ ایک سو پچاس برس کا گزرا ہے کہ مسمی الہ داد مورث مالکان موضع قوم جھجھرہ نے اِس موضع کو آباد کیا۔ اِس موضع کی زمین پر گھاس دربہ بہت پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے نام دراہی مشہور ہوگیا ہے عملداری ہائے گذشتہ میں اس موضع میں کاردار رہا کرتا تھا۔ آبادی اس موضع کی چاہی اور سیلانہ ہوتی ہے۔

موضع مکول کلاں: یہ موضع جانب جنوب و مشرق بفاصلہ 8 میل منگھر وٹہ سے ہے۔ اول اس جگہ قوم مکفول رہتی تھی۔ جب نوتنک خان مورث اعلیٰ قوم ننکانی بعلاقہ ہذا آیا تو حسن خان نوتنک خان مورث قوم حنانی سے اِس موضع پر قبضہ کر لیا۔ کہ تا حال اس کی اولاد متصرف ہے اور اور نام موضع بدستور مکول مشہور اور اِس موضع میں ایک خانقاہ اسمی حضرت مخدوم جہانی صاحب واقع ہے۔ اکثر لوگ واسطے زیارت کے آتے ہیں۔ اور خصوص جس کو مرض دُنبل وغیرہ کا ہو تو مریض کو خانقاہ خاک لگاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ بموجب اعتماد ان لوگوں کے مریض کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

تحصیل جام پور

یہ تحصیل بہت اچھے موقع اور تمام علاقہ بارونق و خوشنما ہے۔ قصبہ جام پور خاص شہر جام پور بعد آبادی ہونے ڈیرہ غازیخان کے آباد ہوا مشہور ہے کہ جام پاندہ ہے۔ نام جو اصل ذات کا چُغتہ اور باشندہ ہندوستان کا تھا۔ اور بادشاہ دہلی کے ساتھ جھگڑا اور لڑائی کرتا تھا۔ وہاں سے شکست کھا کر بطور گمنام یہاں آیا۔ اب جہاں شہر جام پور آباد ہے یہاں موضع مردم مانک کا تھا جام پاندہ ہی نے جو صاحب جائیداد اور چند لوگ برادری اس کے ساتھ تھے۔ اس شہر کو آباد کیا تب سے یہ موضع زیادہ تر آباد ہو چلا۔ پاندہی مذکورہ جو

زیادہ جھگڑا اور تکرار کرنیوالا تھا اِس سبب سے یہ قوم بنام نہاد جھگڑا مشہور ہوئی مردم مانک جوندر یکجا فوت ہو گئے تو نصف زمین موضع مذکور کی مردم اہیران کو ملی وہ بھی بتدریج فوت ہوتے گئے زمیندار اِس کے بموجب بنیاد وخرید کے مردم جھگڑا اور ہندوان ہیں بلکہ اب زیادہ تر زمینداری اہل ہنوذ کی ہے۔ اس قصبہ میں اولاد جھگڑا سے فیض محمد جھگڑا اور ہندو لوگوں سے چوہدری ولی رام نمبردار مقرر ہیں آبادی اس شہر کی گردنواح اس کے نالجات سے ہے۔ جو نالہ سون دروازہ شہر پر جریان رہتا ہے۔ اور کنوئیں بھی جاری ہیں اور مشرق کی طرف سیلانہ پھرہے بموسم ساون اِس نالہ سون پر مثل ڈیرہ غازیخان جیسی نالہ کسنوری پر رونق ہوتی ہے۔ اسی طرح اِس نالہ پر بھی اور پیشتر اِس سے جب تک سید شاہ جمال کی نہیں باندھی گئی یہ گانو بسبب کثرت سیلاب کے غرق آب اور خراب ہو گیا تھا۔ جب سے بند باندھی گئی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اکثر پیداوار نیل سیاہ اور افیون اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے ۔زمیندار قصبہ ہذا مرفہ الحال ہیں یہ شہر اچھا خوشنما اور بارونق ہے لوگوں میں یہ قصبہ ڈیرہ غازیخان کا بچہ مشہور ہے۔ مقام تحصیل اور تھانہ اسی قصبہ میں خاص مقرر ہے اور تفصیل مردم شماری خاص شہر حسب ذیل ہے۔

مرد (4249) عورت (3547) میزان (7996) اور اسباب چوبی مثلاً پایہ رنگین و پلنگ وکھلونہ ہائے طفلان وغیرہ بہت اعلیٰ قسم ساخت ہوتے ہیں۔

قصبہ داجل: یہ قصبہ ڈیرہ غازیخان کی آبادی سے پہلے آباد ہوا۔ وجہ تسمیہ اس یہ ہے کہ داؤ نامی قوم نہڑ مالدار تھا۔ بملاحظہ حال پشین زبان مندرضہ کتاب ہذا واضح ہوگا کہ سب سے پہلے بعلاقہ تحصیل راجنپور وہڑند مردم نہڑ آباد تھے ہڑند وداجل کے مابین فاصلہ تخمیناً 15 میل کا ہوگا۔ علاقہ ہڑند میں نہڑ بستے تھے۔ ان میں سے یہ شخص اسی مقام پر جہاں

اب شہر داجل کا ہے۔ اتفاقاً چلا گیا بارش ہوئی دیکھ کر موقع گھاس کا عمدہ پایا مال کے ساتھ اُس جگہ بسنے لگا۔ کہتے ہیں کہ ایک درخت جال کا موجود تھا۔ اس جگہ بستی بنائی بڑھتا بڑھتا ایک اچھا قصبہ بن گیا اور کثرت استعمال سے عوام الناس میں دادو جال ہوتا داجل مشہور ہو گیا۔ اب بھی پُرانا کاغذات پٹہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ دادو جال اصل نام موضع کا تھا اب لوگ اس موضع میں بتفصیل ذیل آباد ہیں۔

مرد (   ) عورت (   ) میزان (   )

آبادی اس موضع کی بارانی ہے۔ زیادہ تر رود کہا سے ہوتی ہے۔ اگر بخوبی بارش ہو جائے تو رود ہا جاری رہیں تو موسم ساونی میں یہ موضع خط بہشت کا ہے۔ زمینات ایسی تاثیر رکھتی ہیں کہ صرف ایک پانی جب زمینات میں بھر جاوے بے زوال فصل پختہ ہو جاتا ہے خدانخواستہ اگر بارش نہ ہوئے۔ خصوص موسم بیساکھ وجیٹھ میں دروزخ سے بھی بدتر ہے بڑا نقص سب سے یہ ہے کہ اکثر پانی پینے کی تکلیف رہتی ہے۔ پانی کا یہ حال ہے کہ شہر بھر میں کنواں کوئی نہیں پُرانے بعضے ہیں۔ مگر پانی مانند زہر کے ہے۔ اول تو موسم برسات میں دو تین بڑے بڑے تالاب گرداگرد شہر کے بھرے جاتے ہیں اکثر اُن سے گزارہ ہوتا ہے۔ جب وہ خشک ہو جاتے ہیں تو کالا پانی براہ موضع ہڑند پہاڑ سے آتا ہے مگر بڑی وقت سے میسر ہوتا ہے۔ بحالت کمی پانی لوگ بڑی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ پیشتر مقام تحصیل کا اس قصبہ میں تھا 1860ء سے مقام جام پور اسی سبب تکلیف پانی سے چلا گیا۔ ہڑند کا شہر ایسا بڑا نہیں جو قصبہ تصور کیا جائے مگر گرداگرد اس کے اچھے اچھے دیہات آباد ہیں۔ ہڑند کا قلعہ بہت پُرانا ہے یہ علاقہ ہنوذ راجہ کے وقت سے آباد اب قلعہ ہڑند میں تھانہ پولیس وغیرہ انگل کے واقع ہے اس علاقہ میں دوتمن گورچانی لُنڈ کے رہتے ہیں۔ آبادی علاقہ ہذا اکثر

رود کہا سے ہوتی ہے جو اس سے آبادی ربیع و خریف دونوں فصل اچھی ہوتی ہے پیشتر یہ علاقہ بسبب لوٹ مار مردمان پہاڑی کے تہ بار اور خوار تھا اب جب سے بندوست پہاڑ کا ہوا اور نیز کمان وقت بحال تمندار گورچانی و تمندار لنڈ متوجہ ہوئے روز بروز ترقی پر ہے۔ بفاصلہ تخمیناً تین قلعہ سے ایک اچھا موضع جس کا نام بٹی لنڈان ہے واقع مقام قیام گاہ تمندار لنڈان کا ہے۔ وہ موضع اچھا آباد اور خوشنما ہے۔ صرف یہ زیادہ عیب ہے کہ خاص بٹی لنڈان میں کنواں پانی کا کوئی نہیں گردنواح ان کے نہر کا پانی چلتا ہے وہی لوگوں کے پینے کے کام میں آتا ہے ذائقہ میں کچھ کسی صورت نقص نہیں۔ لیکن تاثیر خراب رہتا ہے۔

حاجی پور: یہ موضع تخمیناً دو صد سال سے ملک محمد بررہ نے جو ملک حیدر آباد سندھ سے کوچ کر کے اِس ملک میں آیا اور آباد کیا۔ بعد اس کے میاں صاحب عبدانبی قوم عباسی جو صوبہ قوم ملک سندھ کا تھا۔ آ کر متمکن ہوا جو اب اولاد اس کی میاں صاحب شاہنواز خان جاگیردار راجنپور موجود ہیں۔ مفصل حال خاندان حسب نسب میاں صاحب مشارالیہ چمن دوم گل دوم سے واضح ہوگا اب زیادہ تر رونق قصبہ مذکور کو بطفیل میاں صاحب ممدوح کے ہے۔ اور علاوہ اِس سے ایک خانقاہ میاں صاحب میاں نور محمد اہل فقرا کی واقع ہے۔ جو لوگ واسطے زیارت اس کے بوقت مقررہ بروز عرس آیا کرتے ہیں۔ خانقاہ کوٹ مٹھن و خانقاہ تونسہ علاقہ سنگھڑ اور یہ ایک ہی خاندان چشتی سے ہیں۔ آبادی موضع ہذا رودکوہی سے ہوتی ہے۔ بشرط بارش اجرای رودکوہی اچھی رونق آبادی کی ہوتی ہیں۔

کوٹلہ مغلان: بعملداری مغلی آغا علی اکبر قوم مغل جو اصل متوطن خراسان کا تھا۔ اور یہ ملک زیر تحت بادشاہت خراسان اور مغل لوگ علاقہ ہذا میں آ کر تعینات تھے۔ اس جگہ ویرانہ پر موضع آباد کیا جو کوٹلہ مغلان مشہور ہوا اب بھی مغل لوگ مرزا علی

اصغر وغیرہ اِس موضع میں آباد ہیں۔ اِس تحصیل میں جملہ آبادی عموماً چہار حصہ پر منقسم ہے۔ سیلانہ (یک حصہ) چاہی (نیم حصہ) نالجات یعنی نہری (ایک حصہ) رودکوہی (ایک حصہ) کالا پانی (نیم حصہ)

تحصیل راجن پور

قصبہ راجنپور وجہ تسمیہ اِس کا یہ ہے کہ شیخ راجن مخدوم صاحب والی سیت پور نے عرصہ تخمیناً یعنے سال 1145 ہجری جس کو عرصہ ماللحہ برس کا گزرا ہے جو اس عرصہ میں یہ علاقہ سیت پور سے تعلق رکھتا تھا۔ جب نالہ ڈہندی کُھد ایا اور نالہ قطب شاخ اُس کی نکالی یہ قصبہ آباد ہوا اُس کی نام سے راجنپور کہلاتا ہے۔ 1864ء میں اِس جگہ مقام تحصیل اور اسسٹنٹی سب ڈویژن ڈیرہ غازیخان مقرر ہوئی اور نیز چھاونی موضع اسسٹنٹی سے متصل ہو کر اس مقام پر آئی ہمیشہ ایک رجمنٹ اور دو کمپنی پلٹن تعینات رہتی ہیں قصبہ ہذا اور گردنواح کی آبادی اکثر نالہ قطب اور چاہی ہوتی ہے زمین بہت اچھی ہے۔ درخت اچھے سایہ دار خوشنما ہو گئے ہیں۔ جب سے صدر مقام عدالت پرگنہ کا اس قصبہ میں مقرر ہوا بہ نسبت سابق آبادی اور رونق شہر کو بڑا فرق ہے آگے یہ قصبہ مثل مواضعات دیہات میلا اور کم حیثیت تھا۔ اب شہر کا نمونہ بن گیا ہے۔ ہنوز روز اول ہے۔ جیسا سرکار کا ارادہ اِس موقع پر ضلع بنانے کا ہے اگر ضلع بن گیا تو زیادہ تر پرواز پا جائے گا۔ اور حقیقت میں یہ قصبہ اچھے موقع پر اور لائق ضلع کے ہے۔ اول سرحد کے کنارہ پر واقع ہے دوسرا وسط علاقہ میں ہے۔ افسوس کہ جیسی زمین اس قصبہ کی لائق آبادی کے ہے اور نالہ دروازہ شہر پر جریان تزاید آبادی پر نہ رعایا مستعد ہے اور نہ سرکار زیادہ متوجہ ہے۔ کیونکہ اگر اس نالہ کی چرائی اور اجراء کا زیادہ بندوبست کر کے لوگوں کو واسطے آراستگی باغات اور تزاید آبادی کے

راغب کیا جائے بلکہ مدد مناسب بھی منجانب سرکار ملے تو کچھ شک نہیں کہ ایک دن یہ قصبہ مثل ڈیرہ غازیخان بلکہ زیادہ ازان باغات سے آراستہ اور سبز سبز ہوجائے گا زمینداری اس قصبہ کی زیادہ تر پانچ قوم مفصلہ ذیل پر منقسم ہے۔

اقوام سید جن کا زبان شاہ نمبردار و سرگردہ ہے۔ اقوام سچدیو جنکا مکٹی آسانند نمبردار و سرگردہ ہے۔ اقوام نیرہ جن کا آسانند معتبر ہے مردم گھرانہ جن کا کیول رام سرگردہ ہے مردم ماچھن جن کا ملک عثمان نمبردار ہے۔ تفصیل مردم شماری ہے۔

مرد(3680) عورت( ) میزان(4849)

اور اس قصبہ میں ایک خانقاہ مولوی محمد حسن کی واقع ہے۔ یہ شخص قوم چتانی بلوچ تھے۔ میاں صاحب میا نور محمد سے جس کی خانقاہ قصبہ حاجی پور میں ہے۔ فیضیاب ہوئے چنانچہ اوپر خانقاہ کا ہے۔ مولوی صاحب خود بذات اچھے اہل علم اور فقیر تن ہیں۔ لوگ اچھا ادب کرتے ہیں۔

قصبہ کوٹ مٹھن: عرصہ تخمیناً دوسد سال میں جب اس علاقہ میں ناہر لوگ قابض تھے ایک شخص مٹھن نامی جتوی نے جو مالدار تھا اس موقع پر بستی اپنی بنائی۔ کچھ عرصہ بعد قاضی صاحب قاضی شریف محمد جو اصل متوطن منگھروٹہ ضلع ملتان کے تھے۔ مشیت ایزدی سے خانہ بکوچ ہو کر اس بستی میں آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ قاضی صاحب اہل علم تھے رواج علم کا شروع کیا رفتہ رفتہ اُن کا غوغا ہوا اور یہ موضع بن گیا بسبب واقع ہونے اوپر کنارہ دریا کے ہر صورت سے بیوپار وغیرہ اقسام کی ترقی شروع ہوئی۔ پیشتر صدر مقام حاکمان اسی قصبہ میں رہتا تھا چنانچہ جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی اول اس قصبہ میں تحصیل پھر اسسٹنٹی سب ڈویژن ڈیرہ غازیخان مقرر ہوئی 1864ء سے پیشتر جب

تک یہ قصبہ پُرانا بُرد نہیں ہوا ایسا خوش رونق اور پُر آباد تھا کہ ڈیرہ غازیخان صدر مقام ضلع سے لائق سبب اس کا یہ تھا کہ قصبہ ہذا کنارہ دریا پر واقع اور بیوپار براہ دریا دور اطراف جنوباً شہر بمبئی شمالاً ڈیرہ اسمٰعیل خان و ملتان و لاہور تک جاری اور ساہوکار بیوپاری بڑے نامور اور فن بیوپار میں نہایت دلیر رہتے تھے۔ جس میں ایک شخص بھائی نیک چند قوم پوپلی برادرزادہ بھائی مہر چند کا نام تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ جس کے پانچ سدا برت بمقامات ذیل خاص کوٹ مٹھن، راجنپور، ملتان، خان پور علاقہ، بہاولپور، غوث پور علاقہ، ایضاً مقرر رہتے تھے۔ یعنی بمقامات مذکورہ ہر کس فقیر و عاجز خیرات خواہ کو کیا ہندو کیا مسلمان منجانب مشار الیہ آرد ایک آمار نقد ایک تنکلہ دہرام تہ یعنی خیرات ملا کرتا تھا۔ اس قصبہ میں تخمیناً بیس کوٹھی ساہوکاران بیوپاریان کلان جاری اور لوگ بڑے مرفہ الحال اور مالا مال تھے۔ لیکن انقلاب زمانہ سے سب برباد ہوگئے سبب یہ ہے کہ اول 1864ء میں دریا سندھ شورش کر کے پُرانے شہر کو بُرد کر گیا خانہ برباد ہو کر مقامات حسنی میں گزر کرنے لگے۔ مقام کچہری اسسٹنٹی اور تحصیل کا وہاں سے منتقل ہو کر بمقام قصبہ راجنپور چلا گیا۔ کپتان لیسن صاحب بہادر اس وقت اسسٹنٹ کمشنر راجنپور کے تھے۔ صاحب ممدوح نے بندوبست آبادی شہر جدید کوٹ مٹھن کا کیا اگرچہ شہر بہت اچھا وضع دار خوشنما فراخ آراستہ تجویز ہوا لیکن بسبب نہ ہونے صدر مقام کم کے اکثر مکانات اور محلات ویرانہ ہوگئے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہوگیا کہ بیوپاری لوگ بسبب بیوپائی بیوپار کے 1964ء سے جو جب اجناس غلہ اور پنبہ کو کمی نرخ کا بڑا نقصان پہنچا تھا، خستہ حال و بیوپار اس قصبہ میں میاں صاحب غلام فرید اولاد اس قاضی شریف محمد صاحب سے بڑے بزرگ و اہل فقرا ہیں تفصیل شجرہ نسب سے ظاہر ہے۔

شجرہ نسب حضرت شریف محمد صاحب
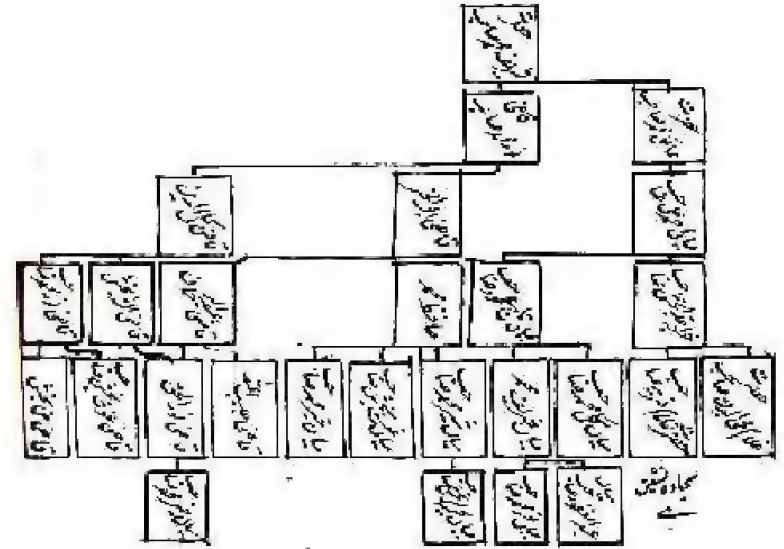
واضح ہو کہ یہاں عاقل محمد صاحب سے اِس خاندان کو زیادہ فروغ ہوا ہے یہ صاحب حضرت مہاروی صاحب سے بہرہ یاب ہو کر علاقہ ہمبر میں زور قدرت علم اپنے کا دکھایا اور بہت گمراہ لوگوں کو راہ معرفت کا بتایا صدہا لوگ بصدق دل بید سلک مُریدان ہوئے۔ چنانچہ نواب صادق محمد خان والی بہاولپور بھی مُرید اِس دروازہ کا ہوا ظاہر ہے کہ جب ایسا والی ملک معتقد اور مرید ہو زیادہ غوغا اور شہرت ہو جاتی ہے۔ اِسی سبب زیادہ تر نام مشہور ہوا۔ جب میاں صاحب موصوف کا وصال ہو گیا، ایک بہت اچھی خانقاہ بمقام پُرانا کوٹ مٹھن تعمیر ہوئی۔ جب سے پُرانا شہر دریا بُرد ہوا اب خانقاہ بھی اسی نمونہ کی نئی بنائی گئی ہے۔ اور ایک دوسری خانقاہ میاں تاج محمود صاحب متصل اس کے واقع ہے یہ خانقاہ بہ نسبت کانقاہ موصوفہ بالا چھوٹی ہے کیونکہ انکی مُرید بہ نسبت والی ملک کم مقدور ہیں۔ لیکن میاں تاج محمود صاحب راز فقیری میں خوب ماہر اور لاثانی تھے۔ میاں صاحب میاں سلیمان جن کی خانقاہ تونسہ میں ہے اور میاں صاحب نور محمد حاجی پور والہ اور میاں خدا بخش صاحب پوتہ میاں عاقل محمد صاحب اور میاں تاج محمود صاحب ایک ہی دربار سے فیض یافتہ وہم مکتب وہم مطلب تھے۔ تفصیل مردم شماری حسب ذیل ہے۔

مرد (1852)   عورت (1807)   میزان (36590)

قصبہ روجھان: وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ جس جگہ پر اب یہ قصبہ ہے اس زمین کا نام روجھان مشہور تھا۔ جب اِس ملک میں نہڑ لوگ متصرف تھے ان لوگوں نے گرداگرد اِس کے چھوٹے چھوٹے کوٹ تعمیر کئے کہ اب تک پُرانے نشان موجود ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد جب معرکہ بلوچستان زمین پر اترے سردار حمل خان اس وقت تمندار کل قوم مزاری کا تھا۔ اس نے جب زیادہ زور پایا اور قابض ہو کر مردم نہڑ کو ملک متصلہ سے بدر کیا

تب ایک نالہ احداث کرایا۔جس کا نام حمل واہ مزہور ہوا جو اب تک کھنڈر اس کا موجود پڑا ہے اس نے یہ قصبہ روجھان کا آباد کیا حسب رواج ملک جو سب بلوچ لوگ ایک دوسرے کا خوف رکھ کر اپنے اپنے مسکنات کو چھوٹا چھوٹا کوٹ دیوار کا تعمیر کر کے اندر اس کے بستے تھے اِس تمندار نے بھی شہر روجھان کے گرد کوٹ بطور قلعہ خود تعمیر کرایا جو تا حال بدستور چلا آتا ہے۔جب سے عملداری سرکار انگریز بہادر کی ہوئی اور ملک میں امن ہوا دوست علی خان تمندار مزاریان نے غربی طرف شہر روجھان سے بفاصلہ ایک میل اپنا علیحدہ ڈیرہ آباد کیا جو بنام ڈیرہ دوست علی خان کے مشہور رہا جب دوست علی خان فوت ہو گیا امام بخش خان برادر حقیقی تمندار موصوف مرحوم نے بنظر اِس کے کہ اس موقع پر دوران سیلاب زیادہ تھا۔اُس کے قریب علیحدہ ڈیرہ بنایا جو بنام شہر امام بخش خان مشہور ہے اور اب اچھا قصبہ بن گیا ہے۔خاص قصبہ روجھان سے بعضے امورات میں زیادتی پکڑ گیا ہے۔کیونکہ خاص مسکن گاہ تمندار کا ہے اور تمندار موصوف ذی مقدور اور صاحب خرچ کے ہیں ایک امیر کے پیچھے چند غریبوں کی گزران ہو سکتی ہے اسی سبب لوگ اکثر اس جگہ کی رہائش اپنے زیادہ تر مفید اور پسند تصور کر کے اماکن پذیر ہوئے ہیں۔ہنوز روز اول ہے یقین ہے کہ اس سے بھی زیادہ تر رونق اِس قصبہ ہو گی ڈاک بنگلہ سرکاری اس قصبہ میں تعمیر ہے۔اور تمندار صاحب نے اپنے اجلاس کے واسطے بہت اچھا بنگلہ رنگین اور خوشنما بنوایا ہے۔اور ایک مسجد بہت اچھی واسطے عبادت گاہ کے بنوائی ہے اور ہنوز تعمیر مہمان سرائے اور حرم سرا شروع ہے۔صرف اِس قدر نقص ہے۔کہ پانی ایک کنوئیں کا جو مشرق طرف قصبہ مذکور کے واقع ہے شریں باقی کنوؤں کا تلخ اور زمین گرداگرد جو سد کے باہر

ہے وہ بموسم طغیانی غرقاب ہو جاتی ہے اور جو زمین سد کے اندر ہے وہ کلر شور درخت میوہ دار اور رونق باغات نہیں ہو سکتی چنانچہ مدت سے تمندار صاحب نے ایک باغیچہ لگایا صدہا روپے خرچ کئے اور محنت از حد زیادہ ہوئی مگر بسبب ناقصی زمین کچھ فائدہ نہ ہوا اگر زمین اچھی اور لائق لگانے باغات کے ہوتی تو جیسا شوق تھا کچھ تعجب نہیں کہ شہر آراستہ ہو جاتا۔ گردنواح اس کے چند مواضعات آباد ہیں۔جو تمن مزاری کا قابض ہے اور پیداوار زراعت زیادہ تر اوپر کنارہ سیلانہ ہوتی ہے۔اور بجانب یعنی غرب کی طرف رود ہائی پہاڑ سے فصل خریف ہوتا ہے تفصیل مردم شماری بموجب ذیل ہے

مرد(3141)　عورت(2515)　میزان(5656)

قصبہ بھاگر: یہ قصبہ نہڑ لوگ نے جب نالہ بھاگری کھدوایا آباد کیا چنانچہ اب تک اولاد اسی نہڑ لوگ سے رانجھا خان وسلام خان نہڑ موجود اور ملکیت اکثر موضع ہذا اور ڈیرہ بھائی متصل اس کے انہیں کے قبضہ میں ہے اور نیز نمبردار و ذیلدار موضع مذکور کا سلام خان ہے۔آبادی اس موضع کی سیلانہ اور چاہی بھی ہوتی ہے۔

عمر غائی: جس زمانہ میں مخدوم صاحب نے نالہ قادرہ کھدوایا اور نالہ گیان مل اس کی شاخ نکلوائی تب سے یہ موضع عمر غائی آباد ہوا۔اگرچہ نالہ گیان مل غیر آباد لیکن بسبب گردش رُخ دریا کے آمد سیلاب کی زیادہ ہے اکثر زمین سیلانہ سے آباد اور کچھ نالہ قادرہ سے بھی آباد ہوتی ہے۔

قصبہ ڈنگ: یہ قصبہ بوقت صوبہ داری مخدوم صاحب آباد ہوا کہ اقوام جامڑہ نے آباد کیا۔چنانچہ اب تک اکثر ملکیت جامڑہ لوگ کی ہی ہے۔اکثر آبادی سیلانہ سے ہوتی

ہے۔ تھوڑی چاہی۔ اس قصبہ کی شرقی طرف پر خانقاہ ایک سید صاحب تہاران امام کی
ہے۔ اس پیر کی اولاد اور خاندان سے سید گیدہ شاہ دولن شاہ موجود ہیں اور یہ خانقاہ درمیان
جنگل ڈائمہ کے واقع ہے۔ جو اس جگہ اکثر مالدار لوگ سکونت رکھتے ہیں۔ اور مشہور
چوری پیشہ ہیں۔ وہ لوگ اکثر بموجب قریب اکثر حلف تہاران امام کی کرتے ہیں۔ کسی
کو جو جھوٹی قسم اٹھانے کا نتیجہ مل گیا۔ تب سے تہاران امام کے زیادہ تر معتقد ہوئے
اور جو کہ وہ لوگ ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں اور دودھ لسی پی کر مست پھرتے ہیں۔ موسم
چیت میں میلا مقرر کر دیا جو ہمیشہ اس موسم میں جمع ہو کر جھمر کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ رواج
پڑ گیا کہ بماہ چیت مطابق ماہ مارچ بروز ہر سوموار تین میلا کرتے ہیں جو درمیانی روز
سوموار ہوتا ہے۔ وہ بہ نسبت اول و تیسرے کے زیادہ تر فوقیت رکھتا ہے۔ حیثیت سابق
سے جس قدر ملک کی ترقی ہوئی۔ اسی قدر اس میلا کو بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اس علاقہ
میں صرف ایک یہ میلا ہوتا ہے۔ اور لوگ آج کل زیادہ آرام و رونق میں ہیں۔ اور میلے پر
اچھا ہجوم لوگوں کا ہوتا ہے۔ اور راگ و رنگ و ناچ و تماشہ بھی ہوا کرتا ہے یقین کہ آگے
کو زیادہ ترقی پر ہوگا۔

نوشہرہ: یہ قصبہ بوقت عملداری نواب صادق محمد خان صاحب والی بہاولپور اسلام
خان قوم داد پوترہ نے آباد کیا۔ اصل میں نام اس کا نواں شہر اسلام خان والا تھا۔ غلط عام
نوشہرہ نا مشہور ہو گیا۔ اب بھی نوشہرہ نامزد ہو گیا اب بھی نوشہرہ سلام خان والا مشہور ہے۔
بعملداری سابقہ یہ مقام رہائش کاروان کا تھا۔ 1863ء میں یہ قصبہ پرانا دریا برد ہو گیا نیا
شہر بنایا گیا ہنوز بسبب خوف دریا کے زیادہ تر عمارت نہیں ہوئی کہ لوگ خائف ہیں۔

قصبہ فاضل پور: یہ موضع بوقت کھدوائے جانے نالہ فاضل، فاضل خان گجر نے
آباد کیا اس واسطے فاضل پور مشہور ہے۔ آبادی موضع ہذا فصل خریف کی آبنوشی نالہ فاضل
شاخ نالہ قطب سے ہوتی ہے۔ اور فصل ربیع کو چاہی سے اس قصبہ میں ایک تھانہ پولیس
اور ڈاک بنگلہ سرکاری واقع ہے مردم شماری حسب ذیل

مرد (950) عورت (170) میزان (1120)

اور کمی ٹیک چند رصا بو خان دریشک نمبردار مقرر ہیں۔

موضع شکار پور: جب نواب محمود خان گجر نے نالہ محمود احداث کرایا اس وقت یہ
موضع نالہ محمود پر آباد ہوا وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ پیشتر آباد ہونے موضع ہذا سے نواب
موصوف اس موضع پر جو جنگل سخت تھا آ کر کھیلتے تھے۔ پھر اس جگہ جو موضع آباد ہوا تو بنام
شکار پور مشہور ہو گیا۔ ملکیت موضع ہذا کی وقت آباد ہونے موضع کے بطور روق نواب صاحب
نے تقسیم کر دی چنانچہ اب تک نشان وقوع و پٹہ جات زمینداران کے پاس موجود ہیں۔ اور
ملکیت زیادہ تر اہل ہنوذ کی ہے جو ابتدا سے قابض بعضے لوگوں نے پیچھے خرید فروخت کیا مبلغ
۔۔جمع موضع ہذا کی مقرر ہے۔ بقدر نو سو روپیہ اہل ہنوذ اور تین سو مسلمان ادا کرتے ہیں۔
اہل ہنوذ سے زیادہ تر اقوام ذیل معتبر و زمیندار ہیں۔
چودہری، منگتی، مسیحہ، اور منجملہ مسلمان لوگوں کے جتوئی سید اور تین نمبردار موضع ہذا کے
ہیں۔ میران خان دریشک چودہری کہہ ورام منگھی بھوجہ مل اگر چہ میران خان دریشک
احدا ہمز دار کی چندان ملکیت نہیں مگر چند پشت سے جو اس موضع میں آ کر سکونت پذیر ہوا اور
ایام ماضی میں بسبب بے انتظامی ملک بلوچ لوگوں کی زیادہ تر معتبر اور سرکردہ جانتے
تھے۔ اس واسطے یہ شخص ابتدائی عملداری میں نمبردار مقرر ہوا۔ یہ نسبت اپنے بزرگوں کے

اس شخص نے بموجب حکمت عملی اپنی کے البتہ کچھ ملکیت بنالی ہے۔ آبادی موضع ہذا پیشتر کل نالہ محمود سے ہوا کرتی تھی۔ اب مدت سے جبکہ نالجات بسبب روگردانی دریا کے کم رونق اور آنا سیلاب کا زیادہ ہوگیا۔ لہذا آبادی فصل ربیع سیلانہ و چاہی سے ہوتی ہے۔ اور فصل خریف کی کم ہے۔ آبادی زمینات تحصیل ہذا حصص ذیل پر منقسم ہے۔

سیلابہ دونیم حصہ جاہی ایک حصہ نالجات ایک حصہ بارانی رود کوہی ایک حصہ

تین نالجات کلان اس تحصیل میں واقع ہیں۔ نالہ قطب، قادرہ، دہندی اور دو تمندار بلوچی ہیں۔ تمندار مزاری، تمندار دریشک۔

گل تیسرا

ہیئت اور شکل ضلع نقشہ مفصل مشمولہ کتاب ہذا سے واضح ہوگی کہ ہیئت اور شکل ضلع ہذا مستطیل ہے اور جنگل ویرانہ بہت اور آبادی کم اور یہ ضلع سرحدہ کے اوپر واقع ہے۔

سرحد جانب جنوب: اول جنوب کی طرف سرحد سندھ کی ملتی ہے اگرچہ حکومت ایک ہی لیکن حد جانب جنوب احاطہ دوسرا ہے۔ یہ ضلع پنجاب احاطہ کے شامل جنوباً اس سے بمبئی احاطہ شروع ہوتا ہے۔ اور اس ملک کی بول چال اور گزران حال بہ نسبت پنجاب خاص لاہور اور گرداگرد اس کے بہت فرق اور بنظر قرابت اِس ضلع سے اکثر متفق اور کچھ مختلف ہے سبب اتفاق کا یہ ہے کہ اول تو ایک دوسرے سے علاقہ ملحق ہے دوسرا چند مدت یہ ڈیرہ غازیخان جب میاں صاحب غلام شاہ والی حیدرآباد سندھ کا تھا۔ شامل حکومت سندھ کے رہا بعد اس کے بھی سوار ڈیرہ غازیخان علاقہ داجل ہڑند میر نصیر خان

والی قلات کے قبضہ میں رہا۔ تیسرا اِس ضلع میں اکثر لوگ قوم بلوچ سکونت رکھتے ہیں۔ اور اُس علاقہ میں بھی جو سرحد سندھ پر علاقہ جیکب آباد واقع ہے بلوچ لوگ بیٹھتے ہیں۔ بلکہ قلعہ قلات کا جو تحت سردار بلوچی کا ہے وہ علاقہ جیکب آباد کے متعلق ہے اور چال چلن جملہ بلوچوں کا ایک ہی دستور پر ہے۔ اس سبب سے اِس ضلع کو سندھ سے زیادہ تر اتفاق ہے۔ صرف فرق تھوڑا سا یہ ہے کہ جو عام لوگ کنارہ دریا پر رہتے ہیں ان کی بولی سندھی زبان میں اس علاقہ کی بولی سے قدرے مختلف ہے۔ اور لوگوں کی آمد و رفت دونوں علاقہ میں بکثرت رہتی ہے کیونکہ تمن مزاری کا اس سرحد اور سندھ کے علاقہ میں دونوں سرحدات پر پھیلا ہوا ہے۔ سردار اُن کا اس علاقہ روجھان میں رہتا ہے۔ چوتھا دریاء سندھ کا اس ضلع کی مشرقی سرحد پر گزرتا ہوا علاقہ سندھ میں چلا جاتا ہے۔ اُس کے وسیلہ سے اِس ضلع کے لوگوں کی سوداگری سکھر و شکارپور و کراچی سندھ سے زیادہ رہتی ہے اب جو بندوبست سرحد بلوچستان کا درپیش ہے اِس ضلع کو سندھ سے متعلق کرنے میں بہت فوائد حاصل ہوں گے۔ کیونکہ قدیم الایام سے ایک دوسرے سے اِن علاقہ جات کو اتفاق رہا ہے۔ خصوص سرحد دونوں کا ایک ہے۔ یعنی پہاڑ یاغستان اِس ضلع سے متصل ہے۔ وہی اُس علاقہ سے اور جو رستہ قافلہ جات اور سوداگری کا ہے دونوں علاقہ جات کے شامل ہے۔ اور علاقہ بلوچستان درمیان سرحد خراسان اور ایران کے واقع ہے۔ جیسی سرحد پشاور کی اس علاقہ پنجاب میں ہے۔ اسی طرح بلکہ اُسے بھی زیادہ تر مفید یہ سرحد بلوچستان قلات کی ہے بوجوہات ذیل۔

اول جو یہ پہاڑ سرحد ضلع ہذا اور جیکب آباد کے اوپر واقع ہیں۔ بسبب قلات کے نیچے اور زیر تحت ہیں۔ جب قلات کا انتظام ہوگیا گویا ان کا انتظام پیشتر ہوچکا۔

دوئم قندہار اس رستہ سے بالکل قریب یعنی سوار تخمیناً آٹھ روز میں قندہار سے پہنچ سکتا ہے۔ اور رستہ بالکل صاف اور آسودہ صرف بد انتظامی سرحد بلوچستان سد راہ ہے۔ جب یہ راہ کھل جاوے گونا گوں آمد و رفت قافلہ جات سوداگری کی ہوگی۔

تیسرا جب قندہار تک رستہ کھل گیا خراسان کا راہ قندہار سے آسان ہے پشاور سے خراسان جانے کو تکالیف رستہ کی زیادہ ہیں اس رستہ سے کم بشرطیکہ بندوبست سرحد بلوچستان کا ہو جاوے۔ زمانہ ماضیہ میں بھی پشاور سے یہ رستہ سبقت رکھتا تھا۔ چنانچہ 1540ء میں جب ہمایوں بادشاہ خراسان دہلی پر تاخت لایا یکدستہ فوج اس راہ درہ بولان سرحد قلات سے گیا تھا اور دوسری دفعہ 1755ء جب نادر شاہ بادشاہ فوت ہو گیا احمد شاہ تخت نشین خراسان ہو کر تحت دہلی پر حملہ آور ہوا تو بھی اسی رستہ قلات سے ہندوستان پر پہنچا کہ میر نصیر خان والی قلات جس کی اولاد سے اب خداداد خان ہے۔ ساتھ گیا تھا۔

چوتھا رستہ ایران اور اصفہان اور سستان غرباً اس سرحد سے قریب تر در سدھا ہے۔

سرحد جانب شرق: ضلع ہذا کی دریاء اٹک جسکو سندھ کہتے ہیں واقع اور آنروے آب اس کے جنوبی گوشہ پر علاقہ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور کا متصل ہے یہ نواب صاحب بہادر قدیم الایام سے خیر خواہ اور دوستدار سرکار عالی کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب سرکار عالی نے اوپر خراسان کے چڑہائی کی اس وقت جو نواب محمد بہاول خان والی بہاولپور کے تھے سرکار کو بہت اچھی مدد دی اول تو اپنے ملک سے راستہ دیا کہ افواج سرکاری راستہ بہاولپور کے گئی۔ دوسرا مدد رسد رسانی خوب کی بعد اس کے جب 1847ء میں دیوان مول راج صوبہ ملتان کا باغی ہو گیا تھا۔ نواب صاحب ممدوح نے سرکار کو دینے

افواج وغیرہ ہر بات سے مدد کی سرکار نے بھی براہ قدردانی و حق شناسی کے ساتھ نواب صاحب موصوف کے بہت اچھا سلوک اور رابطہ اتحاد کا مربوط رکھا۔ کہ 1867ء میں نواب محمد بہاول خان پوتہ بڑے بہاول خان کا فوت ہو گیا۔ بیٹا ان کا نواب صبح صادق خان بعمر تخمیناً پانچ سالہ صغر سن تھا۔ حسب درخواست مائی صاحبہ اہل پردہ نواب صاحب مرحوم کے بندوبست ریاست مذکور اپنے تعلق میں کیا چنانچہ میجر منچن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہوئے کہ اب نسبت سابق دن رات کا فرق ہے ہنوز روز اول ہے تھوڑے عرصے تک بہت اچھا بندوبست ہو جائے گا۔ زہے طالع نواب صاحب صبح صادق خان کے کہ ایسے نیک نہاد حاکمان کی توجہ سے انکے ملک کا بندوبست ہو رہا ہے۔ اور وہ تعلیم پاتے ہیں۔ اِس علاقہ سے ملک ریاست مذکور کو بھی قدیم سے توسل چلا آتا ہے کہ 1814ء میں یہ علاقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے تسخیر کیا۔ نواب صادق محمد خان مرحوم بطور اجارہ لیا ہوا تھا چند سال عملداری نواب صاحب کی رہی تب سے رعایا اس ضلع کو اس علاقہ سے بہت اتفاق اور اتحاد ہے چنانچہ اشرف خاندان لوگ اس ضلع کے بعلاقہ ریاست مذکور ملازم اور روزدار و جاگیر خوار ہیں۔

سرحد شمال علاقہ: علاقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کا متصل ہوتا ہے۔ صدر مقام کمشنری ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہے تمن قیصرانی دونوں اضلاع کے علاقہ میں مسکن گزیں ہیں۔ فضل علی خان تمندار قیصرانی بمقام کوٹ قیصرانی علاقہ ضلع ہذا میں رہتا ہے۔ اسی لئے ان دونوں اضلاع کو آپس میں پیوند ہے۔ اگر سرحد ضلع تا انتہا مسکنات تمن مذکور مقرر ہو جاوے یعنی ایک ضلع کے تعلق جملہ تمند ہو جاوے تو عین مناسب ہے۔ کیونکہ اب تھوڑے عرصہ سے 1867ء میں ایک بھاری مقدمہ ہوا جو کوڑا خان قیصرانی مقدم پہلی جو

بعلاقہ ڈیرہ اسمعیل خان رہتا تھا۔ بسبب اس کے کہ تمندار اس ضلع کے علاقہ میں رہتا تھا۔ کوڑا خان مذکور کی بعلاقہ ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے زیادہ تر آمدرفت رہتی تھی اور بسبب آمدورفت معتبری ہوگئی اسی بلند مزاجی کے باعث کپتان گری صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے ساتھ بڑی بے ادبی سے پیش آیا بلکہ صاحب ممدوح کو اپنے ساتھ لے کر طرف پہاڑ خانہ بکوچ ہو کر چلا گیا کہ بحمایت کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان و بمدد تمندار بلوچی علاقہ ہذا کوڑا خان مذکور گرفتار و مغلقب ہوا اگر ایک ہی ضلع کے تعلق کل تمن ہوتا تو اس کی سرزمین ایسی ہوا خود تمندار ہونے کی نہ بہرجاتی جس سے ایسی نوبت پہنچے۔ بعد اس تحریر کے تھوڑے عرصہ سے موضع بٹی وغیرہ مواضعات متعلقہ تمن قیصرانی ضلع ڈیرہ اسمعیل خان سے منتقل ہو کر شامل ضلع ہذا ہو گئے۔

سرحد غرب: منجانب غرب ایک پہاڑ عظیم جس کا نام کوہ سلیمانی مشہور ہے واقع ہے۔ یہ پہاڑ طول میں شمال طرف سرحد پشاور کے ساتھ اور جنوب کی طرف کراچی سے پرلی طرف بحر ہند جا کر ملتا ہے۔ تخمیناً فاصلہ چھ سو میل اور عرض میں تخمیناً سو میل ہوگا۔ کسی زمانہ میں یہ پہاڑ شاہ سلیمان بادشاہ کے تحت میں تھا۔ بلکہ شاہ موصوف کی زیادہ تر رہائش اور گزران اسی پر تھی۔ اسی سبب کوہ سلیمانی مشہور ہے۔ بعد اس کے بھی یہ شامل بادشاہت خراسان کے رہا جو مدت سے تحت خراسان پر بادشاہی اقوام افغانستان کی چلی آتی ہے اسی سبب اس پہاڑ پر اکثر لوگ اقوام افغانستان آباد رہے۔ لیکن پہاڑ مذکور پر رستہ آمدورفت لہائی چڑہائی مشکل ہوتی ہے۔ واسطے آمدورفت افواج شاہی موقع تکلیف تھا۔ خصوص گوشہ سرحد بادشاہت خراسان اور ہندوستان کے واقع ہے۔ اسی سبب جو

لوگ اس میں بستے ہیں بطور باغی کے رہتے تھے۔ 1540ء میں جب میر چاکر سردار بلوچی معہ اقوام بلوچی معرکہ خود بمدد ہمایوں بادشاہ علاقہ مکران سے نیچے آکر طرف دہلی گیا تھا تب اقوام بلوچی نے اس پہاڑ پر محاصرہ کر کے افغان لوگوں کو نکال دیا اور خود قبضہ کر لیا۔ افغان لوگ اس زمانہ سے نیچے اتر کر غربی طرف سکونت رکھتے ہیں کوہ ماڑی وغیرہ مقامات پر چند قبریں افغانان کی موجود ہیں بایام سکونت افغانان یہ پہاڑ اچھا آباد اور خوش رونق تھا اب بھی بعضے مقامات پر آبادی ہے لیکن فیمابین بلوچوں کے جو ایک دوسرے سے جنگ رہتا ہے اسی سبب سے زیادہ غیر آباد چنانچہ مفصل حال لڑائی و جنگ بلوچی بمطالعہ حال بلوچستان مندرجہ چمن دوم گل چہارم کے واضح ہوگا۔ اس ضلع کے متصل تمنات بلوچی بموجب ذیل سرحد شمال سے شروع کر کے نہردار، کہتران، مری، بگٹی، اور متصل ان کے غربی طرف زیر پہاڑ کاکر، موسیٰ خیل، لونی، ترین وغیرہ رہتے ہیں۔ اس پہاڑ میں گھاس اعلیٰ قسم کی پیدا ہوتی ہے۔ اس سبب مالدار لوگوں کو بڑا آرام ہے پانی بنظر گزارہ کافی ہے۔ آبادی اکثر کالا پانی، بارانی، رود کوہی سے ہوتی ہے۔ اس کے غربی طرف جو اقوام افغان رہتی ہیں وہ علاقہ سب آباد اور مرفہ الحال کہ کالا پانی اس علاقہ میں عام ہے۔ جس کے سبب آبادی زمینات بہت اور پیداوار غلہ کی زیادہ ہوتی ہے۔ ان تمنات بلوچی پہاڑ نشینوں کی آمدورفت اقوام افغانان متصل ہیں اکثر رہتی ہے۔ اور بموجب دستور بلوچی گاہے صلح گاہے جنگ۔ ظاہر ہوگا کہ آگے اسے جب سے اقوام بلوچی اس پہاڑ پر قابض ہوئے کسی بادشاہ ہندوستان کا اس پہاڑ پر قبضہ ہاتھ قادر نہیں ہوا بلکہ اکثر بادشاہان زمان ماضی اس سرحد سے تنگ اور واسطے انتظام اس کے خواہاں رہے بلکہ دریائے اٹک کے غربی طرف جو علاقہ پشاور سے تا سرحد جیکب آباد و کراچی بندر واقع ہے۔ بسبب باغی

ہونے ان پہاڑوں کے رعایا علاقہ مذکور کا بھی انتظام قرار واقعی نہ ہوسکا۔ باوجودیکہ جملہ
بادشاہوں کے وقت سے بہ نسبت اور علاقہ وسط پنجاب اور ہندوستان کے اِس علاقہ میں
زیادہ زور افواج وغیرہ انتظام کا رہا چنانچہ بملاحظہ حال پیشین زمان تواریخ ضلع ہذا ظاہر
ہوگا۔ بلکہ جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تب سے اگرچہ علاقہ متصل میں رفتہ
رفتہ بموجب ہرج وخرچ انتظام رعایائے سرکار کا ہوگیا۔لیکن پہاڑ کی بے انتظامی بدستور
رہی۔ جب سے یعنی 1866ء میں کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان و
مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجنپور تعینات ہوکر بہمہ تن اِس انتظام میں
مصروف ومتوجہ ہوئے۔ آہستہ آہستہ اب راز اور بھید اس سرحد کا بخوبی کُھل گیا ہے
چنانچہ بماہ مارچ 1870ء دورہ سیر پہاڑ کا بلا کچھ ہرج وخرچ کے ہمراہ وصلاح اُن لوگوں
کے جوسدراہ تھے فرمایا کہ مفصل حال کوچ مقام وملک وآبادی ومخلوق وتمنات موقوعہ پہاڑ
مذکور نقل یادداشت دورہ مذکور جو راقم نے بروقت دورہ کے قلمبند کی مندرجہ ذیل سے
واضح اور روشن ہوگا۔ مخفی نہیں کہ ہر چیز کے سنے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے، چنانچہ
مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ" جنتبک بچشم خود اِس سرحد کو نہیں دیکھا۔ کچھ اور رقم
خیال میں تھا جب دیکھا تو کچھ اور ہی ہے۔ اور بحالت ناواقفیت جو باتیں بناوٹ بابت
مشکلات اس سرحد وحالات اقوام سرحدی منجانب اقوام مذکور ودیگر اقوام ہمقوم اس کے
سُنے میں آتے تھیں۔ اب بنیاد اس کی جاتی رہی کیونکہ اب بناوٹ کسی کی پیش نہیں جاسکتی۔

یادداشت دورہ پہاڑ جناب سنڈیمن صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنر مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر

تاریخ 9،10،11 مارچ 70ء مقام کوہ ماڑی تعداد فاصلہ ہڑند سے تا ماڑی
21 میل تعداد یوم 3 یوم موضع تہل باکرتھانہ ہڑند سے براہ رود میرلڑ روانہ ہوئی اول بمقام
چشمہ وکہور وض جہاں قبرستان مردم افغان واقع تھا پہنچے یہ ایک چھوٹا سا چشمہ پانی کا ہے۔
مگر اس میں پانی عام گھاس بہت لکڑی کی فی الجملہ قلت ہے الا تھوڑے فاصلہ سے لکڑی
بھی میسر ہوسکتی ہے۔ یہ جگہ تہل باکرے بفاصلہ تخمیناً آٹھ میل ہوگی وہاں سے روزانہ ہوکر
اول بمقام گراف آئے راستہ میں تھوڑی روہی پتھروں کی ہے تاہم کچھ وقت نہیں شتران
پُر بار گرم آف تک پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ ساتھ تھے۔ چشمہ مذکور سے یہ جگہ چار میل ہوگی۔
یہ موقع عین چڑھائی پہاڑ ماڑی کے نیچے واقع ہے۔ گھاس لکڑی عام اور پانی ایک رود میں
جہاں سے سر رود میرلڑ شروع ہوتا ہے۔ چشمہ جریان موجود مقام گاہ سے فاصلہ نصف میل
ہوگا۔ پانی لانے کے واسطے نیچے تل رود میں اُترنا پڑتا ہے تھوڑی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر
پانی بہت عمدہ ہے۔ اور عام یہاں پر صاحبان نے حاضری کھائی اور آرام کیا۔ شتران یہاں
سے رخصت ہوئے کہ آگے جگہ جانے شتران کی نہیں تھی۔ بوقت 2 بجے دن چڑھائی کوہ
ماڑی کی شروع ہوئی قریب ساڑھے 4 بجے کے اوپر سر کوہ ماڑی کے نیچے فاصلہ تخمیناً 4
میل ہوگا لیکن چڑھائی سخت زیادہ ترتختی بموقع کھنڈک[ا] جیرگ کی پیش آئی۔

ا۔ یعنی رستہ چڑھائی پہاڑ جو مثل دروازہ کوٹ ہوتا ہے۔

جواس جگہ اکثر سواران گھوڑے سے اتر کر تخمیناً سو قدم پیدل چلے۔ چونکہ یہ راستہ مدت سے ویران پڑا ہے کبھی آمد ورفت نہیں ہوئی۔ اگر تھوڑی غور حاکمان ہوتی تو راستہ سواری کا آسان بن سکتا ہے۔ اِس وقت ہمرکاب صاحبان ممدوح کے تمن گورچانی ولغاری ولنڈ بقدر اڑہائی سو آدمی کے ہوگا اور مسٹر فرایز صاحب بہادر مہتمم بندوبست بھی سیر کے واسطے ساتھ تھے۔ قریب مقام زیارت سے ڈیرہ ہوا زیارت ایک چشمہ پانی کا نام ہے۔ کہ ایک مغاک میں موجود رہتا ہے۔ بلوچ لوگوں میں ایسی مشہور ہے کہ اس موقعہ پر ایک فقیر رہتا تھا جو لوگ اس کی زیارت کرنے کے واسطے جاتے تھے اسی سبب افغانستان کے عہد سے اس موقعہ کا نام زیارت مشہور ہے پشت کوہ ماڑی اچھی جگہ اور وسیع میدان ہے بہ نسبت زمین کے بہت سرد اور ہوا ہمیشہ چلتی رہتی ہے تا سر یانی کے داچھے تین دن اس جگہ پر مقام ہوا رسد ہر کسی کی اپنے ساتھ مال چرائی کے واسطے گھاس بہت دیکھا گیا۔ زمین لائق آبادی کی کچھ نہیں درخت کاہو، جال، کریل، پھوک، بہت ہیں لیکن بسبب خشکی پہاڑ ارتفاع میں کم مسٹر فرایز صاحب بہادر یہاں سے واپس تشریف لے گئے۔ کپتان کار صاحب بہادر سالہ پنجم ڈیرہ غازیخان بہ تقریب سیر آکر شامل ہوئے۔ میرن خان تمندار وریشک بھی اس مقام پر پہنچ گیا۔ تمندار موصوف کے ہمراہ تخمیناً بیس سوار ہوں گے۔ کپتان صاحب موصوف جریدہ طور تھے۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
12 مارچ 76ء	پولکھانے	16 میل	1 یوم

قریب زیارت پہلے ایک جگہ چڑھائی کی آتی ہے۔ پھر نیچے اترنا ہوتا ہے۔ پیچھے زمین دراش کی آجاتی ہے۔ یہ زمین عرض میں بقدر تخمیناً ایک میل اور طول میں بقدر دو میل ہوگی۔

چار طرف سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ مانند دیوار کی ہیں۔ اس زمین سے گذر کر پھر اوپر کو چڑھنا ہوتا ہے۔ اس جگہ سے روان ہو کر اوپر رود پولگھانی پہنچے پانی اور لکڑی اس جگہ عام مل جاتا ہے۔ اور بمقام ہذا تمنداران مری وبگٹی مع مردمان تمن خود بحضور صاحبان حاضر ہو گئے امام بخش خان تمندار مزاری مع گزن خان تمندار مری پہنچا اور چند سوار مع تمندار مری چند سوار ہمراہ غلام مرتضی خان تمندار بگٹی کے آئے اسباب رسد و نیز باقی ڈیرہ خیمہ جو تھل باقر سے براہ رود چاچھڑ کے روانہ ہوا تھا۔ شامل آکر ہوا اس جگہ قریب سات سو نفر سوار جمع ہو گیا ایک رات اس جگہ مقام کوچ ہوا۔

نام تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ	تعداد یوم
3 مارچ 70ء	کہلچات معرف	8 میل	1 یوم

یہ جگہ مقام پولگھانی سے بفاصلہ تخمیناً آٹھ میل ہوگا رستہ صاف ہے جا ہی مقام پر گھاس لکڑی عام پانیکا ایک تالاب بھرا ہوا ہے پانی پینے میں مزے دار تاثیر میں نے انتظار جگہ قیام اچھی صفا شمالی طرف سے کوہ کُپ اور جنوبی طرف سے پہاڑ جاموزر دواقعہ ہے۔

نام تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ	تعداد یوم
14 مارچ 72ء	بوڑ	14 میل	1 یوم

مقام کہلچات سے سیدھا شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک تھوڑی سے چھاڑی موسومہ لکی اور تھوڑی لاہی پہاڑ کُپ کے ہے اور رستہ صاف براہ بوڑ اوپر رود بوڑ کے ڈیرہ ہوا۔ زمین بوڑ بقدر آٹھ میل طول اور تین میل عرض ہوگا۔ مگر زمین بہت عمدہ اور لائق کاشت کے ہے۔ لیکن بسبب ہونے جنگ درمیان مردم بلوچی کے ویران پڑی ہے اور شمالی

طرف ایک پہاڑ چوکی المعروف بارک در جنوبی طرف پہاڑ کپ واقع ہے اور گھاس لکڑی عام پانے کی البتہ وقت ہے۔ مگر چیچ تل رود کے باتھ سے آدمی ٹوبہ یعنی چشمہ کھود کر پانی نکال لیتے ہیں اور آبادی زمین ہذا بشرط ہونے بارش باران ہوسکتی ہے۔ اور اس زمین پر تمندار گورچانی دعویدار ہے نی اور سُنا جاتا ہے کہ سابق کسی وقت مردمان تمن لشاری اور گورچانی اس جگہ پر بیٹھتے تھے۔ اب جو سرکار کا ارادہ واسطے انتظام مردم بلوچی کی ہے۔ یقین کہ ایک دن یہ زمین بہت سیر حاصل ہوگی۔

نام تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ	تعداد یوم
15 مارچ 70ء	کوٹ نہڑا المعروف (لغاری بارکھان)	1 میل	1 یوم

بر وقت صبح مقام بوڑ ڈیرہ کوچ ہوائی اول پہاڑ بارگ کی چڑھائی سے اتر کر راستہ میں صرف چند چھوٹے چھوٹے اوہڑی ہیں اور کچھ مدرج نہیں توپ اور اسباب بخوبی جاسکتا ہے۔ کوہ کالہ کی تن میں سے رود نریال کا جاری ہے۔ مگر پانی بارش کے وقت چلتا ہے۔ اور ایک جگہ تھوڑا پانی اب ہے موجود اور ایک اچھا قطعہ زمین کا بنام لوپا کے مشہور ہے۔ مقام بوڑ سے تخمیناً پانچ میل ہوگا۔ اس جگہ سے کوہ سیاہ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ ایک میل کے فاصلہ پر دغا ک کلان کا کہنڈک شروع ہوتا ہے اور چڑھائی خوب مزہ دار سے کنہڈک کنڈک مابین ایک پتھر کے اوپر بلوچان نے چند نشان پائے شتران اور چند نشان پائے آدمیکے پتھر میں بنے ہو۔ دکھائے۔ ایسے معلوم دیتے تھے کہ جیسے کیچڑ میں پانو پھنس جاتا ہے۔ بلوچ لوگ کہتے ہیں کہ یا علی مرتضےٰ صاحب کے پایہ ہیں واللہ علم بالصواب۔ بعد اس چڑھائی کی زمین نساؤ کی ہے یہ ایک بڑی وسیع زمین کہ جس کی چوڑائی تخمیناً دو میل اور لمبائی تخمیناً پندرہ میل کی ہوگی اور زمین مذکور لائق آبادی کے ہے اور

کوٹ کہنہ پتر ہائی کے موجود ہیں اور آگے مردمان حسنی اس جگہ آباد تھے۔ مگر تمن مری نے لشکر کشی کر کے مردم حسنی کو مغلوب کر لیا تب سے کوچ کر گئے ہیں۔ بعد اس کے کوہ سفید اور اس کوہ میں چند کان مٹی کی ہیں اور سنگ سفید مانند سنگ یہود کے موجود بعد اسکے قطعہ میں بنام داماں کے آجاتی ہے۔ اس بعد اسکے کہنڈک وٹا کرے کا ہے۔ جگہوں سے آمد و رفت توپ کی مشکل ہے۔ نجر و ہر پہنچ سکے گے۔ ان بعد رود ٹاکری کے جو جس میں کالا پانی جاری ہے عجیب قدرت قادر کی ہے۔ کہ ایسے دشت بیابان میں ایک دریا جاری کر رکھا ہے۔ یہ پانی نجر پہاڑ سے نکل کر براہ درہ کہا کی ہڑند کو جا کر سیرابِ زمینات کرتا ہے۔ اس جگہ صاحبان نے حاضری تناول فرمائی اور یہ جگہ بوڑ سے بفاصلہ 18 میل ہوگی۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے آگے کو روانہ ہوئے دیکھنے میں آیا کہ ایک اور نالہ کالا پانے کا جریان ہو کر شامل اس پانی کے ہو جاتا ہے۔ رستہ اچھا ایک سفید دڑ کی چڑھائی سے پہراگی حد بارکم کی شروع ہوگی کوہ دوڑ آتا ہے اس سے گزر کر زمین شروع ہے اور رود دہوئی کے آب بارش سے جریان ہوتی ہے موجود یہ رود ہے جاری ہو کر رود کہا میں شامل ہو جاتے ہیں اور چند کوٹ ویرانہ موجود ہیں آبادی زمین ہذا بسبب تکرار فیما بین تمن کھتران دمری جو ہمیشہ جنگ رہتی ہے۔ نہیں ہوسکتی اور تھوڑے فاصلہ پر کوٹ نہڑوں کا ہے اور متصل اس کے چند کوٹ بنام کوٹ نہڑوں کے کہلاتے ہیں۔ اور کالا پانی نیچے کوٹ کے چلتا ہے آبادی زراعت گندم کی ہوتی ہے۔ زراعت دیکھنے میں اچھی معلوم دیتی ہے بالفعل اعلی قسم کی نہیں کیونکہ بارش نہیں ہوئی مگر تو بھی بہ نسبت علاقہ سندھ کے قسم سیلانہ سے اعلی درجہ کا ہے۔ زمین بہت لائق ہے، زراعت مذکورہ دو قسم سے کاشت ہوتی ہے۔ ایک تو کالا پانی سے پہلے زمین کو سیراب کر کے پھر قلبہ رانی کرتے ہیں۔ بعد تخم ریزی دو

تین دفعہ کالا پانی سے سیراب کراتے ہیں پانی مثل زمینات چاہی کی بذریعہ تک لگتا ہے۔
دوسرا قسم مثل پچادھ کے بارش کے پانی سے سیراب ہوتا ہے مگر قسم پچاسی پہ فوقیت رکھتا
ہے کہ پچادھ میں مسد دو بند پر بہت محنت ہوتی ہے۔اس میں کچھ محنت ہوتی، اس میں کچھ
محنت نہیں صرف زمین جب سیراب ہو گئے اسی کو قلبہ رانی کر کے تخم ریزی کی جاتی ہے۔
پھر کچھ ضرورت پانی دینے کی نہیں ہوتی اور بصورت دوبارہ ہونے بارش کے ملک سندھ
کے اعلیٰ قسم سے ہے۔زراعت اچھی پختہ ہوتی ہے یہ سب فوقیت زمین کی ہے۔رات کو
کوٹ نہڑ میں ڈیرہ ہوا۔مردم نہڑان نے معرفت جمال خان تمندار لغاریان سب لوگوں کی
اچھی طرح خاطرداری کی چنانچہ چھارپائی، لکڑی، گھاس، پہارون، رسد وغیرہ تمندار لوگوں
کو دئے۔شہر کوٹ نہڑ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ چار پانچ دوکان ہندوان اور بقدر چند
خانہ بلوچان کا ہوگا۔ چنانچہ اکثر نہڑ تھوڑے سے اور لوگ قصباتے از قسم لوہار، زرگر،
دور کہاں، بولی جوان لوگوں کی ہے اچھی طرح سمجھی جاتی ہے۔مانند ہمارے ملک کی بولی
کی بولتے ہیں الا کچھ ملک سندھ کی بھی اس میں آمیز ہوتی ہے۔مردمان باشندہ اس جگہ
کے بالکل وحوش جنگلی نظر آئے۔کچھ لیاقت پوشاک لباس کے نہیں ہے۔ڈیرہ رات کو
باہر کوٹ مذکور کے خیمہ زن رہا۔صبح صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہذا بتقریب سیر اول اوپر
کوٹ لغاری تشریف لے گئے۔دیکھا گیا کہ ایک تو وہ کوٹ پرانا بنایا ہوا بزرگان تمندار
لغاری کا ویران اور منہدم پڑا ہوا ہے۔ الانشان اس کے موجود ہیں۔اب نیا کوٹ
پتھروں کا بنا ہوا ہے۔مگر یہ کوٹ بہ نسبت کوٹ پرانا چھوٹا ہے۔اور اندر اس کوٹ کے
بقدر چالیس پچاس گھر ہوگا۔باہر گرداگرد اس کے آبادی زراعت گندم جزوی زیر کنارہ
کوٹ کے ہے۔زیادہ دور تک بسبب خوف کے لوگ آبادی نہیں کرسکتے اور آبادی

زراعت کالا پانی سے جو پہیر کوہ سے آتا ہے ہوتی ہے۔چنانچہ اب بھی ایک نالہ جاری تھا
ایک اور طرفہ ماجرا دیکھنے میں آیا کہ نیچے اس کوٹ کے دو کنوئیں بطور چشمہ پانی کے
خودبخود جاری اور اُن میں سے بقدر چار چار جھلار کے پانی جاری ہو کر زمین کو سیراب کرتا
ہے، کچھ حاجت آرت لگانے دبیل جوتنے کی نہیں ہے۔بطور تکہ زمین آبنوش ہوتے
ہیں۔صرف ہرج قلبہ رانی کی ہوتی ہے کہ ایک مزارعہ بقدر سو بیگہ زمین کاشت کرسکتا
ہے۔اور منجملہ ان ہر دو کھوؤں کے ایک کنواں برابر زمین اور دوسرا کنواں بارتفاع دو
سوفٹ بلندی واقع ہے۔اگر کوہ زیرین کو اجراء سے بند کیا جاوے تو اوپر والا چاہ زیادہ
پرآب ہوجاتا ہے۔اگر بلندی والا کو بند کیا جاوے تو کوہ زیرین میں زیادہ تر پانی جاری
ہوجاتا ہے۔عجب قدرت الٰہی ہے۔پھر وہاں سے چل کر براہ کالا پانی جو قریب سُندہ
پہیر کوہ کے نکل کر طرف لغاری بارکھان جاتا ہے۔اوپر کوٹ داہمانی کے پہنچے یہ کوٹ بھی
مثل کوٹ ناہر کی ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے آگے روانہ ہوئے۔راستہ میں ہنوز کوٹ
میر حاجی کا تین چار میل کے فاصلہ پر تھا کہ نیچے کوہ چندران خوف بارش باران ہوئی۔بلکہ
چند دانہ ژالہ کے بھی پڑے۔مگر خیریت سے گزرے وہاں سے چل کر کوٹ میر حاجی میں
گئے۔اندر شہر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اندر کوٹ خام لوگ بستے ہیں اور بقدر بارہ دوکان
ہندوان اور ایک مقان مڑی بنا ہوا ہے۔کہ اُس میں ایک جوگی ہندوستان بود باش رکھتا
ہے۔اور دواخانہ برہمنان کے ہیں۔اور ایک شخص مثل رواج ملک سندھ اولکا ہٹی بنا ہوا
ہے۔لوگوں میں رواج دیا یعنی خیرات کا بہت ہے۔قریہ بالکل کچھ نہیں بلوچوں کے
بقدر چار سو خانجات ہوں گے۔شہر بڑا میلا ہے اور لوگ باشندگان نہایت تنگ گزران
کرتے ہیں۔بسبب خوف کے باہر دروازہ کوٹ کے لوگ نہیں بیٹھ سکتے اور اندر بھی

گنجائش نہیں لاچار تنگی سے گزران کرتے ہیں۔ قریب دیوار کوٹ دو باغیچہ ہیں۔ اُن کو دیکھا گیا تو اس میں اکثر درخت انار اور درا کہہ اور درخت الوچہ لگے ہوئے ہیں۔ درختان مذکور اچھے پرداز میں ہیں۔ لیکن کوتاہی عقل کے سبب کوشش کرتے زمین کی خاصیت واہ عجب ہے۔ کہ اب بھی درخت انار کے ایسی پرداز میں ہیں۔ کہ سندھ کی طرف کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ ایسے موقعوں پر اگر آراستگی باغات کی ہو جاوے تو یقین ہے کہ مثل خراسان میوہ پیدا ہوگا۔ اب بھی صفت انگور بارکھان سب لوگوں میں مشہور ہے۔ پھر وہاں سے کوٹ چوہڑ میں گئے۔ یہ شہر کوٹ میر حاجی سے بطرف مشرق بفاصلہ دو میل ہوگا۔ شہر کو جو دیکھا گیا اور ایک برج کے اوپر چڑھ کر صاحب ممدوح نے سیر کی۔ تو یہ کوٹ مثل کوٹ میر حاجی کی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ خانجات ہوں گے۔ اور شمالی طرف اس کے دفا کا پہاڑ واقع ہے کوٹ چوہڑ سے بفاصلہ بیس پچیس میل ہوگا۔ وہاں تک کھتران آباد ہے۔ بلکہ اندر اس کے بھی کھتران لوگوں کے بہت زراعت آباد ہے۔ مغربی طرف سے پہاڑ چندرائیں کا واقع ہے۔ پھر وہاں سے واپس آ کر کوٹ میر حاجی میں مردمان بلوچ نے روٹی کھائی۔ بابل خان تمندار کھتران نے اچھے دل سے روٹی دی۔ پھر وہاں سے دوسرا رستہ پیر کوہ کی شرقی طرف سے براہ کوٹ ہا مردمان قاسمانی کے روانہ ہوئے پھر رستہ میں بارش ہوئی۔ مری سے بارش برساتے ہوئے وارد کوٹ نہڑ کے ہوئے بسبب بارش باران کے رات وہاں ڈیرہ ہوا۔ پھر یہاں سے صبح کوچ ہوا۔ واضح ہو کہ یہ علاقہ بارکھان کا طول میں تخمیناً چالیس میل اور عرض میں بقدر دس باراں میل بموجب حدودات اربع ذیل ہوگا۔

جنوباً کوہ ورڑہ، شرقاً کوہ، شمالاً کوہ فرعا، غرباً کوہ چندرائین، یہ زمین اکثر لائق آبادی کے ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بے امنی ہے۔ بلوچ لوگ ایک دوسرے سے

شورش رکھتے ہیں۔ کچھ طرف آبادی کی متوجہ نہیں مردمان کھتران زراعتکاری میں خوب مشتق ہیں۔ اور دل سے آبادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور شر فساد سے حتے المقدور کنارہ کرتے ہیں۔ بلکہ قوم کھتران کے جو مشہور ہوئی ہے صرف کھیتی کرنے سے کھتران مشہور ہو گیا ہے۔ لیکن امر لاچاری ہے کہ دو مارہ میں ہیں۔ اس طرف سے یعنی جنوب اور مغرب کی طرف سے مری اور شمال سے افغان موسیٰ خیل اور لونے وغیرہ ان کو لوٹتے ہیں۔ تمن مری زیادہ نادار و بھوکا ہے۔ جب موقعہ ملا ان لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بھی بموجب رسم بلوچی کے کبھی کبھی اجتماع کر کے گھوڑا اٹھاتے ہیں۔ اور عوض کرتے ہیں۔ مگر دل سے نہیں چاہتے راقم جو کوٹ ہا تذکرہ صدر میں جب سیر کرنیکو گیا۔ تو اکثر لوگوں کی زبانی یہ ہی سُنا کہ خدا جلدی سرکار انگیریزی کو یہاں لاوے بلکہ پوچھتے تھے کہ کب صاحبان بہادر یہاں اپنا بندوبست کریں گے۔ دریافت سے واضح ہوا کہ بقدر ستر اسّی کوٹ علاقہ بارکھان میں بستے ہیں۔ بقدر تین چار سو خانہ ہندوان کا ہوگا۔ اور بلوچ لوگ اور مسلمان قصباتے ہر قسم بقدر دس بارہ ہزار مرد و عورت چنانچہ بقدر چار ہزار مرد اسلحہ بند ہیں۔ جبکہ کل تمن کھتران جمع ہو جاوے تب تمن کھتران اس قدر شمار میں آتا ہے۔ جس کے تفصیل علیحدہ پہلے روا حالات بلوچی سے ظاہر ہونگے اور کوٹ ہا علیحدہ علیحدہ مختلف فاصلہ پر آباد ہیں۔ نام ان کا علیحدہ علیحدہ بارکھان نام صرف زمین کا ہے۔ مواضعات کا علیحدہ علیحدہ نام مشہور ہے۔ بارکھان کوئی زہر کا نام نہیں۔ اس صورت سے ہے کہ کوٹ ہا کے تھوڑے فاصلہ پر بعضے بعضے ٹکرہ آبادی زراعت کے ہیں اُن کے اوپر نزدیک ایک ایک برج بنا ہوا ہے۔ جو محافظ زراعت کے لحاظ سے اُس میں مردم تھوڑی دور تک اس بُرج کے باہر نکل کر خبر گیری زراعت کرتے ہیں۔ بہت دور تک نہیں جا سکتے کہ خوف مفسدان مری بر سر ہے۔

اور کوٹ چوہرا چھا قصبہ ہے گرداگرد اس کے شہر پناہ بنی ہوئی ہے اور اندر اُس شہر پناہ
یعنی کوٹ کے دو تین برج موجود ہیں۔ کہ ایک دوسری سقف کے اوپر آدمی در بچہ سے
مشکل سما سکتا ہے۔ وہ اس خیال سے بنی ہوئی ہیں کہ جب کبھی مفسدان نے شہر کو محاصرہ کیا
پہلے شہر پناہ پر خبردار ہو کر امان میں رہے۔ اگر اُسے بچاؤ نہ ہو سکا۔ اور مفسدان کا اندر دخل
ہو گیا تو باشندگان جس قدر سما سکے اُس برج کے اوپر چڑھ کر جان اپنی بچوائی مردمان مری کا
خوف اس حد تک ہے کہ بعضے زمینات لغاری بارکھان کی جو ملکیہ جمال خان تمندار
لغاریان کی ہے اور کھیتر لوگ آباد کرتے ہیں۔ یہ زمین زیادہ تر ملک مری سے قریب ہوتی
ہے۔ لوبارانی مری وغیرہ کو معرفت تمندار مذکور واسطے بچاؤ اس آبادی کے کچھ غلط بطور
برات کر دیتے ہیں۔ اگر سرکار عالی ایسے ملک کو اپنے تحت میں لاوے اور انتظام قرار واقعی
ہوئی ہے کہ اس ملک میں میوہ جات مانند خراسان ہر قسم کے پیدا ہوں گے۔ اور اب بھی
جو غلہ گندم اس زمین بارکھان میں پیدا ہوتا ہے تو سب لوگوں میں اچھی طرح مشہور
ہے۔ کہ آرد ایک سوغات کا قسم ہوتا ہے مطلب کہ اور ملک کا میدہ اور اس غلہ کا صرف آرد
برابر ہے۔ اور شیرینی میں اس سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ سوداگری ان لوگوں کی بالفصل
براہ درہ مقام تھوڑا سا علاقہ ڈیرہ غازیخان سے البتہ ہوتا ہے۔ اور بورہ یعنی سمت ملک
پٹھان بھی کرتے ہیں۔ بشرطا امن سوداگری کو بڑی رونق ہو جائے گی کہ جب بےخوف ان
لوگوں کو رستہ آمدورفت کا ہو گیا علاقہ ڈیرہ غازیخان سے ہر قسم بندوبست سوداگری کا
کرسکتے ہیں اور آئندہ کریں گے اور ملک بارکھان سے رفتہ رفتہ پٹھان لوگوں کے
آمدورفت سوداگری زیادہ شروع ہو جائے گی۔ بلکہ یقین اس سے ہوتا ہے کہ جب پٹھان
لوگوں نے بندوبست ملک کہتران کا دیکھا اور حال ذیشان سرکار انگیریزی اور نیک ذاتی

صاحب بہادر ضلع ہذا جو جنہوں نے اب یہ ہی بندوبست کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ سُنا صدق
دل سے اطاعت گزین ہو کر زیر تحت سرکار عالی کے چلیں گے۔ جو بالفعل وہ لوگ بھی مثل
بلوچستان پہاڑی کی بیہوشی اور رحوشت سے گزران کرتے ہیں تو ہین اور لحاظ غارت گری
دشمنان سے خوف میں رہتے ہیں۔ بہرہ یاب ہونگے سُنا جاتا ہے کہ وہ ملک اس ملک سے
زیادہ تر سیر حاصل ہے۔ اور زمینات لائق آبادی کی ہیں۔ مگر بسبب بے عقلی لوگوں کے و نیز
شر فساد و بے اتفاقی ویران ہیں۔ کوہ چندر این کی پرلی طرف جب درہ ہن بجانب غرب
کے سے گزرا کھولو کے زمین سے جو اس میں مردمان بجرانی مری و پٹھان قوم زرکہان بیٹھے
ہیں پھر آگے اِس سے سب اقوام پٹھان کا علاقہ شروع ہوتا ہے اب بھی بارکھان میں میوہ
جات چہار او کشمش عمدہ آمد ملک پٹھان جو بورہ مشہور ہے، موجود تھا۔

تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ	یوم
17 مارچ 70ء	کہنب کا کبھانے	45 میل	1 یوم

صبح دائرہ دولت صاحبان ممدوح طرف کہان روانہ ہوا پہلے سے دہی راستہ جو
آئے ہے کوہ درڑہ کے قریب گزر کرتے ہوئے کوہ وٹا کری پر جب پہنچے اُسکے چڑھائی
سے رستہ تبدیل ہوا اور وٹا کری سے جو کالا پانی جاری تھا دوسرے رستہ سے جو کہان کی
طرف جاتا تھا گزر گیا۔ ایک رستہ بطور پگ ڈنڈی کے ظاہر تھا۔ اُسکے آگے بوبل کی
چڑھائی چڑھ کر آگے تھوک ستو بر کنبہ کا آتا ہے۔ تھوک اُس کو کہتے ہیں جو مابین پہاڑوں
کے ایک ٹکڑا مانند زمین کے آجاتا ہے۔ وہ نہ تمام زمین ہوتی ہے۔ اور نہ پتھر یعنی پتھر اور
زمین آمیز ہوتی ہے دیکھنے میں زمین معلوم ہوتی ہے اصل میں نہایت سخت پھر آگے رستہ
پر کوہ گری آیا جو مانند برجی کی نظر آتا ہے۔ بعد اُسکے تھوک دادشاہ جو عام زبان میں یہ زمین

باپشت نسا ہو معروف ہیں اس سے گزر کر رود چھترانک کے جس میں ایک چشمہ پانی کا بھرا ہوا تھا آئی وہاں صاحبان بہادر نے حاضری کھائی تھوڑی دیر تک ٹھیرے۔ پھر وہاں سے سوار ہوئے۔ اول زمین چترانک کی ہے بعد اُسکے زمینات ذیل متصل ایک دوسرے کے ہیں۔ ربیا تگے، خشر کرآہ، خمیس متّ، صفیر آئی، ریٹی اراضی۔ یہ زمینات بھی لائق آبادی کی ہیں۔ حیثیت میں اچھی معلوم ہوتے ہیں۔ بارش باران سے آباد ہو سکتی ہیں۔ بسبب جنگ کہتران وایک دوسرے کے ویران پڑی ہوئے ہیں۔ درمیان ان کے ایک رود شور کا موجود جن کو شوری کہوڑ بولتے ہیں۔ یہ رود بڑی طویل ہے پانی اس کا کہڑی کی طرف جاتا ہے۔ رستہ میں اور بھی دو تین جگہ پانی موجود ہے۔ کہ وہ بھی یہ ہے رود آگے آجاتی ہے۔ پھر کہنبانے کے کہعب پر پہنچے جو مابین فکر پہاڑ کے قریب بنیاد چڑھائی دوچنگ کے واقعہ ہے کوٹ ناہر سے رود چترانک جہاں حاضری کھائی تھی۔ تخمیناً بیس میل اور مقام جہاں شب بارش ہوئے تھے 25 میل تک 45 میل آج منزل ہوئے۔ مطلب کہ اس صبح سے شام تک برابر سوار رہے صرف ایک گھنٹہ حاضری کے وقت فرصت ہوئی جگہ کوچ سے مقام تک رستہ صاف ہے۔ صرف دو جگہ پر ایک چڑھائی رودٹا کری دوسرا کہنبھانی کا کہنب کے قریب لاہی چڑھائی سخت ہے۔ اس جگہ سے توپ مشکل چل سکے گی گھاس لکڑی مقام قیام پر البتہ مل سکتی ہے۔ مگر ذرہ محنت سے پانی عام ہے اور رستہ میں گھاس لکڑی بہت ہے۔ الا بعضے بعضے جگہ پانی کا ذائقہ شور ہے۔

تاریخ	نام مقام	تعداد فاصلہ	تعداد یوم
18 مارچ 70ء	کہان	18 میل	1 یوم

صبح بڑی فجر ڈیرہ کوچ ہوا چڑھائی کہنڈک دوچہنگ کی شروع ہوئی یہ ایک

مشکل چڑھائی ہے۔ بدون پیدل چلنے کے گھوڑا مع سوار مشکل چل سکتا ہے۔ یہ چڑھائی طول میں چار میل ہوگی۔ اس موقع پر اکثر سوار لوگ اترے۔ بلکہ صاحب لوگ بھی پیدل چلے یہ چڑھائی ماڑی کی چڑھائی کے مطابق جیسا گرم آف سے براہ چیرک کی کہنڈک کے چڑھے تھے ہوگا زیادہ تر اس وقت اس واسطے مشکل نظر آئی تھی کہ جب ماڑی پر چڑھے اسپان سواری تر و تازہ تھے۔ جب اس چڑھائی پر پہنچے اسپان پیشتر منزل کشیدہ اور خستہ حال ہو رہے تھے۔ بطرف مغربی و شمالی اس موقع کے کوہ تیتراہ اور عقب آن کوہ رُست رانے واقع ہے۔ کہان سیدھ جنوبی طرف ہے۔ چورا ا ورا ز شہد سے جب باہر نکلے پھر زمین کہان کی شروع ہوتی ہے۔ جس چور سے باہر نکلنا ہوتا ہے۔ ایک بڑا دروازہ کوٹ شہر کے مطابق ہے۔ اس جگہ سے شہر کہان کا بفاصلہ دو میل ہوگا۔ قریب شہر کہان اوپر کنارہ کے رود ڈیرہ ہوا۔ اس رود پر چند چشمے پانی کے موجود ہیں۔ اور زمین بہت سے ویران پڑی ہوئی ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر تھوڑی آبادی زراعت گندم کی نظر آئی تھی۔ مگر نہ چندان۔ شہر میں جا کر دیکھا تو بقدر تین سو خانہ بلوچان مری اور ہر قسم قصباتے وغیرہ کے ہوں گے۔ لوگوں کی گزران تنگ اور عقل ہوش گزران خوراک پوشاک کا بالکل ندارد اپنے مطلب میں پورے۔ شہر میں چند دکانہ ہندو فقیر کے ہیں۔ چنانچہ دھرم شالہ ہے۔ جو اس میں باوا غریب داس اودا سے فقیر اس کا مالک اور گدی نشین ہے۔ پوتھی پستک گرنتھ صاحب کا موجود ہے راقم نے جا کر اس پُستک کو پڑھا اور فقیر موصوف سے ملاقات کی ہندو لوگوں میں کریا کرم بالکل کچھ نہیں اور پھر اور رواج اکثر بلوچی رکھتے ہیں۔ دیکھنے میں عورتاں اہل ہنوذ اور مسلمانوں کے کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔

ا۔ چور اس کو کہتے ہیں جو پہاڑ میں بطور مغاک رستہ گزرنے کا ہوتا ہے۔

جس طرح عورت مسلمانوں کی جامہ گھگا پھرتے ہیں۔ اِس طرح عورت ہندوان کے اور
مرد ہندو پاجامہ اور ٹوپی رکھنے میں پہچانے جاتے ہیں۔ بول چال ملکی بولے جو ہمارے ملک
کی بولی کے برابر ہے اکثر بولتے ہیں۔ مگر زیادہ تر بلوچی میں زبان ان کی چلتی ہے۔
گوشت کھانے کا رواج عام ہے۔ تا بحدیکہ سب برہمن فقیر گوشت کھاتے ہیں۔ کوئی
آدمی تارک نہیں بلکہ برہمنوں کو ہندو لوگ ہنداوشن بھی گوشت روٹی کا دار تیوہار کیروز
دیتے ہیں۔ ایک اور دستور ان لوگوں کا برخلاف رواج ہمارے ملک کے پایا گیا۔ جب
کبھی کوئی عورت بیوہ ہو جائے اُس کی شادی پھر دوسرے جگہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ جیسا
مسلمان لوگوں کا رواج ہے کہ اگر خاوند متوفی کا بھائی حقیقی موجود ہو تو اس عورت بیوہ سے
شادی کر لیتا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے۔ کہ جو بھائی خاوند متوفی کا متوفی کو ہال دیوے
اور کریا کرم کرے وہ شادی نہیں کر سکتا۔ دوسرا بھائی بے شک شادی کر لیوے۔ پیشتر ان
لوگوں کے صرف بارکھان سے سوداگری ہوا کرتی تھی۔ اب جس دن سے سرکار سے تمن
مری نے سلوک کیا ہے، سوداگری قصبہ روجھان علاقہ تحصیل راجن پور ضلع ہذا سے شروع
کر چلتے ہیں۔ رفتہ رفتہ تھوڑے روز میں زیادہ رواج پکڑ جائے گا۔ مردمان تمن مری اسلحہ
بند بتعداد چار ہزار کہ جس کی تفصیل حالات بلوچی میں درج ہے۔ اور قیاساً معلوم ہوتا
ہے۔ کہ کل عورت مرد بلوچی وغیرہ قصباتے تخمیناً بارہ ہزار آدمی ہوگا۔ صرف یہ نہیں علاوہ
اِس کے اور مری لوگ قوم مزارانی درہ بولان علاقہ قلات میں رہتے ہیں۔ لوگوں میں یہ تمن
بارہ ہزاری مشہور ہے۔ چار ہزار آدمی مندرجہ بالا تین حصہ پر منقسم ہیں۔ گزنی، لوہارانی،
بجرانی، گزنی معہ شیرانی اکثر کہان اور متصل اِس کے کوٹ منڈائی میں بیٹھتے ہیں۔ لوہارانی

شم پھلاوغ میں اور بجرانی کوہلو میں رہتے ہیں۔ گزران لوگوں کی چار حصہ کے اوپر ہے۔
یعنی کھیتی ایک حصہ اور مالداری پر ایک حصہ اور دو حصہ غارتی ملک پر چوری اور غارتی ان
لوگوں کے نزدیک کچھ گناہ نہیں ہوتا۔ بلکہ عین ثواب اور حلال سمجھتے ہیں۔ زمین آبادی کے
واسطے نسادو شم و پھلاوغ اِن لوگوں کے واسطے کافی ہے۔ لیکن ایک تو جنگ جدل
ہمساہگان سے فرصت نہیں۔ دوسرا خوف ہمسایوں اُس سے حوصلہ نہیں کر سکتے۔ تیسرا و
قوف زراعت نہیں۔ چوتھا مال حرام کا جو کھا دیکھا ہے۔ اب محنت کر کے حلال کھانا
مشکل نظر آتا ہے۔ زیادہ تر خوف ان لوگوں کو تمن بگٹی کا ہے۔ جو چند دفعہ فیمابین مقابلہ ہوا
اور تمن بگٹی شکست کھائی اس واسطے آبادی اُن کی نہیں ہو سکتی اس تمن کے لوگ غارتی اور
چوری کے پیشہ میں بڑے بہادری دلاور ہیں۔ کیونکہ سوا اس رستہ کے ان کی کچھ اور گزران
و پیشہ نہیں یہ لوگ کچھ شرع ایمان اور شریعت سے باہر نہیں۔ نماز روزہ سے ایسے ڈرتے
ہیں جیسا تیر کمان سے اب جس دن سے سرکار عالی نے بندوبست اِن کا مایانی الجملہ ہر
صورت لیاقت کا فرق ہو چلا ہے۔ کیونکہ آمد و رفت علاقہ سرکاری اور صحبت آدمیوں سے
آدمان کی خصلت ان میں اثر کرنے لگ گئی ہے۔ ورنہ کچھ شک نہیں کہ دیکھنے میں شکل
آدمی اور گزران جانوران کی رکھتے ہیں۔ یقین ہے کہ اب بتوجہ حاکمان وقت جو متوجہ ہیں
تھوڑے روز میں یہ لوگ آدمی ہو جائیں گے۔ اور کام اچھا کرنے لگ جائیں گے۔ لیکن
افسوس ہے کہ جس طرح حاکمان کا توجہ اِس کے حال پر رہا ہے۔

ا۔ سیال بمعنے ہمسر و رشتے برابر کے ہے۔

مگر تمندار لیاقت مند نہیں اگر تمندار اہل لیاقت ہوتا تو یقین تھا کہ بہر یاب ہو جاتا اور کوئی نیکی اٹھاتا اب بھی نیک ذاتی حاکمان سے ممکن ہے کہ بندوبست اس کا تمن قرار واقعی ہوگا۔ بعد دو بجے دوپہر کے کہان سے کوچ ہوا۔ اول بمقام کالا کوہ پہنچے جو ایک جگہ تل غار میں پانی کالا موجود ہے۔ یہ واقع کہان سے بفاصلہ تخمیناً آٹھ میل ہوگا۔ پھر وہاں سے چلتے ہوئے براہ ڈوئی کے جھاڑی چڑھے۔ آگے سُجانی کچھ پر ڈیرہ ہوا مقام ڈوئی کے قریب تک حد تمن مری کی ہے۔ آگے تمن بگٹی کا شروع ہوتا ہے۔ سُجانی کچھ بھی بگٹی کے علاقہ میں ہے۔ اس جگہ ایک ڈنبہ پانی کا موجود ہے۔ گھاس لکڑی عام ہے رات یہاں ڈیرہ ہوا یہاں تک راستہ بالکل صاف ہے۔ کچھ وقت نہیں مانند سڑک کی ہے کوہ کالا سے دس میل ہوگا۔

مقام تاریخ	نام مقام	تعداد فاصلہ	یوم
19 مارچ 70ء	کوہ، المعروف ڈیرہ	25 میل	1 یوم

صبح ڈیرہ کوچ ہوا آگے اُس سے تھوڑے فاصلہ پر رود پاتر کی ہے جو بارش باران سے جاری ہوتی ہے۔ اور اب بھی دو تین ٹوبہ پانے کے موجود ہیں آگے اِس سے زمین پازکی ہے۔ یہ زمین وسیع اور حیثیت میں لائق آبادی مگر بباعث بے امنی جو مردم مری بگٹی کا اکثر آپس میں جنگ رہتی ہے خوف کے سبب بگٹی لوگ زمین آباد نہیں کر سکتے۔ پھر آگے اِس سے زمین مازغ اس جگہ سے رستہ کے تھوڑی دور پانی بھی موجود ہے۔ پھر آگے اِس کے باربوج کا کھنڈک شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ کھنڈک چڑھائی میں کچھ مشکل نہیں کہ سیدھا ہے اسباب یعنی گھوڑا و توپ اس رستہ پر بخوبی چل سکتا ہے۔ مگر پتھر کے وٹوں سے البتہ گھوڑوں کو تکلیف ہے۔ تھوڑی غور سے یہ رستہ جلدی صاف ہو سکتا

ہے۔ کھنڈک کے اوپر ایک جگہ باگڑ کی چور میں ایک چشمہ پانی کا ہے۔ جو مانند کھوہی کے ہے۔ اس کے اوپر صاحبان بہادر نے حاضری کھائی۔ یہ جگہ سُجانی کچھ سے دس میل ہوگا۔ پھر وہاں سے آگے کوچ ہوا۔ تھوڑے فاصلہ پر زمین روکی ہے۔ کہ یہ زمین بھی بہت اچھی اور زراعت گندم کی کاشت ہوئی تھی۔ رستہ کی طرف جو زراعت تھی وہ بالکل ناقص لیکن اس سے بفاصلہ دور اچھی زراعت نظر آتی تھی۔ ناقصی زراعت بسبب نہ ہونے بارش باران کے معلوم ہوتے تھے۔ ورنہ زمین کی لیاقت میں کچھ فرق نہ تھا۔ یہ زمین نصف مردم شمبانی جو شاخ بگٹی تمن کی ہے دوسرا نصف تمن زرکہانی المعروف بگٹی کی ہے۔ آگے اس سے براہ چور گرم آف جہاں سے پانی کالا نکل کر طرف سیاہ آف کی آتا ہے۔ مقام سیاہ آف میں آئی یہ منزل مقام سُجانی کچھ کی سے چند میل ہوگا۔ رستہ بالکل صاف ہے کچھ کسی صورت ہرج نہیں توپ سامان بخوبی چل سکتا ہے۔ ڈیرہ بیبرک المعروف سیاہ آف میں مقام فرمایا۔ اس جگہ پر اسباب ڈیرہ تنبور سد جو مقام بوڑ سے روانہ ہوا تھا براہ چھٹے، سیاہ ہتک، لوٹے مقام سیاہ آف پر پہنچے۔ غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے بشوق دل حتی المقدور جملہ مردمان ہمراہی صاحبان بہادر کی ضیافت کی شہر میں جا کر دیکھا گیا کہ دس بارہ دوکان ہندوان اور دو سو خانہ بدوش لوگوں کا ہوگا۔ ہندو لوگوں کا حال چال اکثر مانند کہان کی معلوم ہوا لیکن شکل اور رنگت کافی الجملہ فرق ہے۔ کیا ہندو کیا مسلمان یعنی وہ لوگ کیا عورت کیا مرد سیاہ رنگ اور زیادہ بدصورت معلوم ہوتے تھے۔ اِن لوگوں میں البتہ صورت اچھی ہے۔ کوٹ شہر کے گرد اگرد ایک نہر کالا پانی جاری ہے۔ کہ جس کے سبب زراعت گندم کی زیادہ تر اور رونق اچھی نظر آئی بہ نسبت شہر کہان زیادہ رونق تھی۔ گزران لوگوں کی اکثر زراعت کاری پر ہے۔ بیوپار لوگوں کا صرف ساتھ جیکب آباد کی تھوڑا سا رہتا تھا۔ اب

بسبب بندوبست صاحبان ضلع ہٰذا قصبہ روجھان سے زیادہ شروع ہو چلا ہے۔ یقین کہ تھوڑے روز میں بہت زیادتی پکڑ جائے گا۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
17 مارچ 70ء	ذرکہش	16 میل	1 یوم

صبح سیاہ آف سے ڈیرہ کوچ ہوا۔ اس جگہ سے طرف ملک سندھ علاقہ جیکب آباد کو تین رستہ نکلتے ہیں۔ چنانچہ صاحبان بہادر براہ دگوڑی اور گلہ اسباب براہ چیشے اور سوارو اسپان وعام لوگ براہ درالی روانہ ہوئے۔ تینوں رستہ درست صاف ہیں۔ تھوڑا او گوڑی کا رستہ ہرج ناک ہے باقی دو رستہ مانند سڑک کی اسباب اونٹ وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ چنانچہ مقام سُہری گھنب پر جو بفاصلہ دس میل ہوگا۔ حاضری کھائی۔ پھر وہاں سے آگے کوچ ہو کر مقام ذُرکہش پر رات گزاری۔ یہ ایک اچھی جگہ اور پانی عام گھاس لکڑی البتہ محنت سے میسر ہوتی ہے۔ پانی کا عجائب موجود ہے۔ اور چشمہ مذکور چند درخت گل جنگلی شگفتہ ہیں اور کہان و بوشہ مثل ملک کنارہ دریائے سندھ کے پیدا ہیں۔ راستہ بالکل صاف کچھ کسی صورت کی تکلیف نہیں۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
21 تاریخ 70ء	سوری علاقہ جیکب آباد	46 میل	1 یوم

ذرکہش سے صبح چل کر بوقت تخمیناً گیارہ بجے دن کو بمقام سوئی جو پوست جنگی علاقہ جیکب آباد سرحد سندھ کا واسطے حفاظت مردمان بلوچی پہاڑ نشینان کے مقرر ہے پہنچے۔ یہ فاصلہ تخمیناً 25 میل ہوگا۔ رستہ صاف ہے، کچھ ہرج نہیں اسباب توپ وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ اسباب ڈیرہ رات یہاں رہا اور جناب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر

ڈپٹی کمشنر ضلع ہٰذا بوقت شام بطرف کشمور جو کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد بانتظار ملاقات صاحب ممدوح بمقام کشمور تشریف رکھتے تھے۔ تشریف لے گئے۔ گویا اب دورہ پہاڑ ختم ہوا الحمدللہ والمنتہ کہ یہ دورہ خیر وعافیت سے بصحت بدون سلامتی مال وجان کل ہمراہیان دورہ کی صورت انجام پائی۔ دوسرا شکر ہے اُن صاحبان کا کہ جن کی طفیل سے اس نے دنیا کا سیر کیا۔

حال رستہ قندہار

واضح ہو کہ براہ سخی سرور درہ کوہ کالا سرحد تمن لغاری سے تین رستہ نکلتے ہیں۔ رستہ نمبر ایک کوٹ رکنی علاقہ موسیٰ خیل سے چل کر بمقام شہر سمنبوزی کا کر شامل رستہ نمبر دو کے ہوتا ہے۔ یہ رستہ آسودہ اور توپ اسباب وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ رستہ میں ہر ایک منزل پر گھاس لکڑی اور پانی عام موجود ہے۔ اور رستہ ہذا اوسط آباد ہے۔ موسیٰ خیل میں جاتا ہے۔ لیکن رستہ میں بہ نسبت رستہ نمبر ایک کے فاصلہ کا تفاوت ہوتا ہے کہ یہ رستہ تھوڑا سا ٹیڑہا ہے۔ اول شمال کی طرف زیادہ جا کر بعد اس کے نیچے بجانب جنوب اُترنا ہوتا ہے۔ تمنات مری یا بگٹی جب تمن موسیٰ خیل پر لشکر کشی کرتے ہیں اسی رستہ رُکنی سے جاتے ہیں۔ رستہ نمبر دو یہ رستہ درہ مقام کوہ کالا سے بالکل سیدہا ہے۔ مگر براری اور توپ کے واسطے یہ رستہ ہرگز کار آمد نہیں ہو سکتا اول سخی سرور سے براہ کوہ کالا بعد اس کے بغان[ا] کھتران دیونی پر چڑھائی اور لاہی پہاڑ کی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ رستہ ہذا اونٹ مشکل چل سکیں گے۔ صرف پیدل آدمی کے واسطے اچھا ہے۔ چنانچہ جاسوس مرسولہ جو پیدل تھے۔ اس رستہ سے گئے تھے۔ بمقام منزل سخی سرور سے تا قندہار جس طرح وہ لوگ گئے بمقام منزل گاہ نمبر قائم کیا گیا ہے۔ ازروے بیان سفیران بہ تفصیل ہر ایک منزل کے تعداد فاصلہ کوہ کالا سے اِلے قندہار چند کوس ہے۔ جس کا۔۔۔ میل ہوتا ہے۔ اس جگہ سے قریب پچاس میل راجن پور ہوگا۔ ازروے نقشہ ایشائی کے بھی تعداد بفاصلہ راجن پور و قندہار سیدہا قریب 300 میل معلوم ہوتا ہے۔ پس بلحاظ پیچ و تفاوت رستہ کے یہ مقاصلہ راست معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ (بغان نام پہاڑ کا ہے تی جو سیدہا پہاڑ شل سد کی سرحد قوم پر ہوتا ہے تی اوسکو بغان یا دغان کہتے ہیں۔ ۱۲)

بعد ازاں کچھ تکلیف نہیں سیدھی زمین اور سیدہا رستہ ہے۔ رستہ نمبر تین یہ رستہ تل چوٹالی سے اس رستہ میں صرف اُن تین پہاڑوں کے اوپر لاہی چڑھائی ہے۔ گزرتا ہے۔ اور اسی نام پر مشہور ہے۔ یہ سب سے اچھا اور آباد رستہ ہے۔ صرف کوہ کالا یا سخی سرور سے چلے ہوئی کچھ ختم ہوتا ہے۔ جو بجانب جنوب اترنا پڑتا ہے۔ مگر دراصل براہ درہ چھاچھہڑ و کوٹ میر حاجی کچھ چندان ختم نہیں ہوتا بلکہ سیدہا ہوتا ہے۔ پیشتر جب کبھی کچھ آمد و رفت ہوئی تو اسی رستہ سے۔ چنانچہ اب بھی بارکھان علاقہ کھتران تک یہ رستہ جاری ہے۔ یعنی بارکھان میں اجناس میوہ جات چنانچہ چھوہارا، بادام، مجیٹھ، آمد قندہار بارکھان میں دیکھے گئے۔ اگرچہ بطور فاصلہ کے بارکھان کے لوگ خود قندہار سے آمد و رفت نہیں کر سکتے مگر ڈاک بڑاک یعنی ایک قوم سے دوسرا دوسری سے تیسرا اس طور آمد و رفت اجناس ہوتی رہتی ہے۔ پیشتر سوا درہ مقام کے اور کوئی رستہ ملک کھتران میں بسبب مفسد ہونے قوم مری کے نہیں تھا اب اور بہت رستہ ہر طرف سے بارکھان میں جانے کے واسطے ہیں۔ اب بارکھان تک کچھ انتظار رستہ کی نہیں۔ پیشتر کو بھی رستہ بنا ہوا ہے۔ کہ ہر قسم کی بار برداری توپ وغیرہ جا سکتی ہے اور ہر ایک منزل پر آبدی اور گھاس لکڑی اور پانی موجود ہے۔ و نیز ہر ایک منزل گاہ پر اچھی شہر آبادی کے آتے ہیں۔ پارسال عندالدورہ علاقہ بارکھان ایک پُرانی خانقاہ قریب لغاری بارکھان کے دیکھی گئی۔ جس کے اوپر چند اینٹ سنگ[ا] بشمہ الفاظ تواریخ و سبب تعمیر وغیرہ حالات لگے ہوئے تھے۔ نقل اس کی جسقدر پڑھنے میں آئی کی گئی کہ ذیل میں درج ہے۔

ا۔ اینٹ یعنی خشت مای سنگ لی۔

ترجمہ سنگ اول

بتاریخ ہفتدہم ماہ رمضان 1010 بحکم بندگان حضرت نورالدین محمد جہانگیر شاہ غازی بکمک قندہار یقین شدہ بود ازین منزل عبور خمود خسراہ میر بزرگ ابن نواب مرحومی میر محمد معصوم بکری المتخلص بنامی۔

ترجمی سنگ دوئم خرد

ازماہ ذوالحج روز دوشنبہ ازماہ ذوالحج

ترجمہ سنگ سوئم کلان

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بناشد مسجد ازان ملک بوبا تور تریئی زرخیل لوسیانی درعہد سلطان فیروز شاہ شانزدہم ماہ ذوالحج روز دوشنبہ نقل فردیدو بستم ازماہ ذوالحج روز آدینہ مسجد برآوردہ شد سنہ سعبین وسلع ماتیین ۷۷ ہجری مقدسہ

خدائی بران بندہ رحمت کندہر کہ درین مقام رسد فاتحہ با اخلاص مدد نماید حسن خبر جستن خیر شخص سنگ کادین اسداول سندہ زرگر تیا یوز

تمت

دردار یکے کفکف رخشندہ نماز	زان خواجہ پشمینیہ یکے زندہ نماند
آن کرہ آتشین برتو وہ لعل	خواہندہ کجا رود کہ بخشندہ نماند

ظاہر ہوگا کہ 1010 ہجری میں جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا تھا وزیر اُن کا امیر خسرو بموجب حکم شاہی طرف قندہار جاتا تھا۔ جب علاقہ بارکھان میں پہنچے ایک امیر ہمراہی وزیر موصوف اس جگہ فوت ہوگیا۔ کہ لاش اس کی یہاں رکھائی اور خانقاہ تعمیر ہوئی۔ امیر محمد جہانگیر شاہ بادشاہ اسی رستہ تل چوٹالی سے قندہار کو گیا کیونکہ یہ رستہ مقامات لاہور وملتان کے واسطے عین سیدھا و قریب تر ہے۔ براہ پشاور یا جیکب آباد بڑا ٹیڑھا پڑتا ہے۔ جاء غور ہے کہ ایسا امیر جب علاقہ یاغستان سے طرف قندہار گیا۔ البتہ اُس کے ساتھ ہر قسم سامان فوج وتوپ وبراداری اونٹ وغیرہ ضرور ہوگا۔ پس واسطے صفائی رستہ کے کچھ موقعہ اعتراض باقی نہیں رہا مگر بارکھان کے آگے تاحد پشین علاقہ قندہار کے ملک یاغستان کا ہے اور اس میں اقوام متفرق ومختلف رہتی ہے۔ نقشہ مشمولہ میں علاقہ سرحد یاغستان کے سُرخ لکیر قائم کی گئی ہے۔ جو اقوام مختلف متصل رستہ کت رہتے ہیں۔ ہر ایک کی حدودات علیحدہ علیحدہ اندازاً لگائی ہے۔ اور جس قدر حالات جمعیت وآبادی اُن کا معلوم ہوا ہے۔ ظاہر کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام قوم	نام سردار یا مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند
1	موسیٰ خیل	پایندہ شیخ	2000

یہ قوم شمالی سرحد کھتران برابر طرف شمالی اِلے سرحد ضلع ہذا پھیلے ہوئی ہے۔ آگے اِس سے اقوام شیران کی ہے۔ اور اس سے آگے بجانب شمال اقوام وزیری جو سرحد ڈیرہ اسمعیل خان کے مقامات پر رہتی ہے۔ یہ قوم بڑی مالدار اور مرفہ الحال ہے۔ کالا پانی اس علاقہ میں بہت جاری رہتا ہے۔ چراگاہ مال کے واسطے بھی عمدہ ہے اور یہ علاقہ بنام بورہ کے مشہور ہے۔ دراصل نام زمین کا ہے۔ اور یہ زمین سمت شمال ومغرب دور تک

جاتی ہے اور اقوام لونی وکاکڑ واتمان خیل سے اس کا اکثر انجام رہتا ہے۔ مگر اقوام کھتران سے گاہے صلح گاہے جنگ رکھتے ہیں۔ مری وبگٹی کے واسطے شکار گاہ ہے کہ وہ اِس قوم کو بہت مارتے ہیں۔ یہ لوگ بسبب اس کے کہ کھتران درمیان ان کے سدراہ ہے عوضہ ان کے ساتھ نہیں کرسکتے۔

نمبر شمار	نام قوم	نام مقدم	تعداد نفری
2	لونے	پایندخان	1200

اِس اقوام کی کھتران سے زیادہ صلح رہتی ہے۔ بعضے وقت جنگ بھی ہوجاتی ہے۔ اقوام مری وبگٹی اس کو ہمیشہ مارا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تھوڑے ہیں اور مری وبگٹی ان سے دور رہتا ہے۔ اس باعث سے بخوبی عوضہ نہیں کرسکتے ہاں کبھی کبھی جب کھتران سے صلح ہوتی ہے۔ البتہ تعاقب کرتے ہیں۔ زمین ان کی بہت اچھی سیر حاصل ہے۔ آبادی دونوں قسم بارانی وکالا پانی سے ہوتی ہے۔ خراج کسی کو کچھ نہیں دیتے اقوام شادوزئی و ترین سے اکثر صلح ہوجاتی ہے۔ گاہے جنگ بھی ہوتی ہے۔

نمبر	قوم	مقدم	نفری
3	ترین	بلند اسمٰعیل	طانفر700

واضح ہو کہ یہ قوم تین موقعوں پر علیحدہ علیحدہ متمکن اور اُن کے مقدم بھی علیحدہ ہیں۔ اول چوتالی اِس گروہ میں قریب ایک سونفر رہتا ہوگا۔ جس کا مقدم مسمّی بلند ہے دوسرا مقام تل اس جگہ بھی قریب ایک سونفر رہتا ہے۔ اُن کا مقدم مسمّی اسمٰعیل ہے۔ تیسرا بمقام عمرزئی جس کا مقدم کرلاز ہے۔ یہ تینوں موقع راہ پر واقع ہیں۔ اور بھی متصل آن دور فاصلہ پر یہ قوم رہتی ہے۔ تینوں مقدم علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک دوسرے سے کچھ سروکار

نہیں۔ مگر ہمیشہ صلح رہتی ہے۔ خصوص اچھے آباد کار لوگ ہیں۔ کبھی کچھ تکرار نہیں کرتے قوم مری کو خوب لوٹ مار کرتی ہے۔ آبادی اور گزران اُن لوگوں کے بہت اچھی ہے۔ یہ قوم عین راہ پر واقع ہے۔ اقوام شادوزئی اور اوسترانہ اُن کے قریبی ہمسایہ ہیں ہمیشہ ایک دوسرے سے صلح رہتی ہے۔ بلکہ اقوام ترین اور شادوزئی میں فی الجملہ خویشگی اور رشتہ داری رہتی ہے۔ سُنا جاتا ہے کہ یہ قوم اس قدر والی قندہار کو مانتی ہے کہ بقدر تین ہزار روپیہ سالیانہ نذرانہ ادا کرتے ہیں۔ چاتالی، تل، عمرزئی یہ تینوں گانو اچھے آباد اور قریب ان کے بہت آبادی ہے۔ اور پیداوار از قسم غلہ گندم وجوار و مکئی بہت ہوتی ہے۔ آبادی رود کوہی وکالا پانی سے زیادہ ہوتی ہے۔ زمینات خوب سیر حاصل ہیں اور لوگ بھی مرفہ الحال ہیں۔

نمبر	نام قوم	نام مقدم	تعداد نفری
4	شادوزئی	جہانگیر خان	نفر200

یہ قوم جزوی ہے اقوام ترین سے ان کی رشتہ داری ہے۔ ایک دوسرے کے اتفاق وصحبت سے گزران کرتے ہیں۔ مگر لوگ چالاک زیادہ ہیں اور ان لوگوں کے پاس گھوڑیاں بھی زیادہ ہیں۔ آبادی زمین وگزران بدرجہ اوسط ہے۔ سنا جاتا ہے کہ مقدم اس قوم کا ہوشمند ہے اور خدمت سرکار انگیریزی کو پسند کرتا ہے۔ یہاں تک بھی تمنات مری و بگٹی غارت کرتے ہیں۔

نمبر	نام مقدم	نام قوم	تعداد نفری
5	صدر اوسترانہ	دسترانہ	نفر100

یہ قوم بھی جزوی ہے یا تفاق صحبت اقوام ترین کے گزران کرتے ہیں آبادی

ان کی بدرجہ اوسط ہے۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
6	اوتمان خیل	...	...

یہ لوگ اچھی کافی جمعیت رکھتے ہیں اپنے زور کے ساتھ گزران کرتے ہیں۔ اکثر اُنکے اقوام متصلہ سے صلح رہتی ہے۔ یہ کسی کو کچھ خراج یا نذرانہ نہیں دیتے۔ آبادی ان کی بہت اچھی ہے۔ کالا پانی ورود کوہی جاری رہتا ہے۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
7	کاکڑ وڈمبڑ	...	نفر 5000

کاکڑ وڈمبڑ دراصل ایک ہی قوم ہے۔ صرف دو پہلے ان کے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ قوم بہت زیادہ ہے۔ جنوبی سرحد اس کی یہ ہے جو نقشہ میں درج کی گئی شمالاً برابر پشاور کے مقابل تک چلی جاتی ہے یہ قوم بہت ہے۔ بلکہ کاکرستان مشہور ہے۔ ہمیشہ یہ لوگ باغی چلے آتے ہیں۔ اب تک کسی بادشاہ کو خراج نہیں دیا لوگوں میں مشہور ہے کہ بوقت احمد شاہ درانے بادشاہ کابل ازروئے شمار نفری ان کا قریب ایک لاکھ کے آیا تھا جو قوم برستہ قندہار او پر تل چوٹالی واقع ہے۔ اس کا اندازاً تعداد قریب پانچ ہزار کے ہوگا۔ جو درج کیا گیا ہے۔ یہ قوم مندرجہ صادق خان کو اپنا سردار یعنی مقدم مانتے ہیں۔ اگرچہ یہ قوم سرحد قندہار کے قریب رہتی ہے۔ مگر والی قندہار سے برخلاف ہے۔ گزران ان لوگوں کی زیادہ تر مالداری پر ہے۔ زراعت بھی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ غلہ گندم و مکئی عام ہے۔ اور میوہ جات بھی اُس جگہ پیدا ہوتے ہیں۔ آب وہوا اس جگہ کی سرد شروع ہوجاتی ہے۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
8	مددخان	زور	نفر 4000

زور نام دراصل زمین کا ہے، اور اُس میں تین اقوام حسب ذیل آباد ہیں۔ چھلگری، مکھیاتی، وڈتبر رہتے ہیں۔ اصل میں یہ بھی تینوں شاخ قوم کاکڑ کے ہیں اور والی قندہار سے باغی رہتے ہیں۔ بلکہ درہ بولان کے قافلہ جات کے واسطے زیادہ تر یہ قوم سدراہ ہے۔ کہ بروقت موقع نقصان پہنچاتے ہیں۔ سرداران کا مددخان ہے اور یہ شخص اچھا بہادر آدمی ہے گویا کہ پہاڑ اس کے واسطے جائے پناہ کے ہیں۔

نمبر	مقدم	قوم	تعداد نفری
9	بختاور خان	بارودی	نفر 700

یہ قوم اقوام مری اور افغان و بہردی کے درمیان رہتی ہے۔ اگرچہ اصلاً یہ قوم افغان ہے۔ مگر بلوچی رواج پر زیادہ چلتے ہیں اور سُنا جاتا ہے کہ یہ لوگ والی وندہار کو کچھ مانتے ہیں۔ کہ نقدی نذرانہ ادا کرتے ہیں۔

حال رستہ قندہار بشرح منازل

1۔مقام ٹوبہ: اول موضع درغری علاقہ تحصیل جامپور سے براہ رود چاچڑ جو رود مذکور پانی بارش سے جریان ہوا کرتی ہے۔روانہ ہو کر پہلا منزل گاہ بمقام ٹوبہ ہے۔رستہ عین صاف تل رود میں جانا ہوتا ہے۔رستہ میں پانی مل سکتا ہے۔مگر نمکین ہے۔یہ منزل گاہ گھاس لکڑی بہت ہے پانی ٹوبہ میں موجود ہے۔ٹوبہ بمعنی چشمہ پانی کی ہے۔کہ چشمہ رود کے کنارہ پر بقدر دو فٹ مربع اور چار فٹ عمق ہے موجود۔جس قدر پانی درکار ہو مل سکتا ہے۔اور پانی پینے میں اچھا خوش مزہ ہے۔

2۔پھولکھائی: ٹوبہ سے براہ اسی رود کے بقدر 16 میل جا کر آگے بیٹ بخشہ کا ہے۔یہاں تک رستہ گھوڑوں کا اچھا ہے۔اونٹ کے واسطے وقت ہے پانی رستہ میں دو تین جگہ مل سکتا ہے۔اور اس جگہ قریب دو تین چھلار پانی تل رود میں جریان رہتا ہے۔گھاس لکڑی کی کچھ پروا نہیں۔ یہاں سے آگے بفاصلہ چار میل براہ پشت نیلا مقام پھولکائی منزل گاہ ہے۔یہ جگہ عین کنارہ پر واقع ہے۔پانی شیرین رود میں جریان ہے۔گھاس لکڑی عام مل جاتا ہے۔

3۔بوڑ مقام: اول پھولکھائی سے روانہ ہو کر بفاصلہ آٹھ میل بموقعہ کھلچات رود میں پانی بہت موجود ہے۔اور زمین صاف ہے کچھ تکلیف گھاس لکڑی کی نہیں۔یہاں سے سیدھا شمال کی طرف تھوڑی سی چڑہائی کوہ لگی کی ہے۔اور ایک لاہی کوہ ٹپ سے اترنی ہوتی ہے۔اور رستہ بالکل صاف ہے۔ براہ زمین بوڑ اوپر رود بوڑ کے منزل گاہ ہے۔زمین بوڑ کی طول مین بقدر آٹھ دس میل عرض تخمیناً ڈیڑھ میل ہوگا۔زمینات بہت عمدہ لائق آبادی کے لئے ہے۔لیکن بسبب جنگ جدل ایک دوسرے کے ویران ہے۔پانی گھاس لکڑی عام ہے۔کچھ کسی طرح سے ہرج نہیں ہے۔

4۔مقام وٹا کری: منزل چہارم بوڑ سے ٹا کری تک رستہ درست ہے۔صرف ایک جگہ اوپر کنہ طلک وٹا کری المعروف اڈھ ونجہا تکلیف ہوگی۔مگر تھوڑی توجہ سے وہ جگہ درست ہو سکتی ہے۔بورڈ سے 15 میل ہوگا وٹا کری کے رود میں کالا پانی جاری ہے۔اس کالا پانی کو اس موقعہ پر وٹا کری کہتے ہیں۔گھاس لکڑی عام ہے۔اور یہی پانی لعلاقہ ہڑند بدرہ کہا پہنچتا ہے۔

5۔کوٹ میر حاجی: منزل پنجم وٹا کری سے کوٹ میر حاجی 16 میل ہوگا۔رستہ بالکل صاف ہے براہ کوٹ نہڑا اوپر کوٹ میر حاجی جانا ہوتا ہے۔آٹھ میل پہاڑی زمین ہے بعد اس کے زمین بارکم شروع ہوتی ہے۔

6۔کوٹ ملک زئی: منزل ششم کوٹ میر حاجی سے براہ درہن روانہ ہو کر رستہ میں کوٹ عمر خان کا آتا ہے۔اس کے قریب کوٹ ملک زئی کا ہے۔یہ ٹکڑا زمین موسومہ کہولو اگرچہ قدیم الایام سے افغانستان قوم زرکھان کا تھا مگر اب عرصہ سے مردم مری بھی بجرائی قابض ہے۔قدری افغان مذکور بھی رہتے ہیں۔مگر ماتحت مردمان مری کے ہے اور موقعہ آبدی کا اچھا ہے۔کچھ تکلیف گھاس لکڑی کے نہیں۔

7۔مقام زرن: کوہلو سے جب روانہ ہوئے صرف تھوڑا سا پہاڑ ہے آگے رستہ صاف ہے۔ایک موقعہ زرن پر چشمہ پانی کا موجود ہے۔اور مقام منزل گاہ پر گھاس لکڑی وہاں بہت ہے۔بسبب لحاظ جنگ مری کے آباد نہیں ہو سکتی۔

8 چوتالی: مقام زرن سے روانہ ہو کر بفاصلہ قریب چھ میل ایک چشمہ پانی کا ہے۔وہاں سے چھ میل چوتالی ہوتی ہے۔چوتالی کا اچھا شہر ہے۔آبادی بارانی اور کالا پانی سے ہوتی ہے اور جگہ آرام کی ہے۔

9۔تل چوٹالی: سے پانچ میل کے فاصلہ پر کوٹ شادوزئی کا آباد ہے۔جس میں مسمی جہانگیر مقدم شادوزئی رہتا ہے۔وہاں سے آٹھ میل کوٹ مردمان اوسترانہ کا ہے۔اس جگہ سے تین میل مقام تل ہے۔اس کے گردا گرد بہت کوٹ مردمان ترین کے آباد ہیں۔

10۔عمرزئی: مسمی گرلاز مقدم یہاں رہتا ہے۔یہ بھی اچھا شہر ہے۔

11۔ شنجی زئی: یہاں سے سرحد افغانستان کاکڑ کا ملک شروع ہوتا ہے۔رستہ صاف کچھ ہرج نہیں۔

12۔شنجاوئی: اس موقعہ سے کچھ تنگی رستہ کی ہے۔کہ بطور درہ اندر روہ کے چلنا ہوتا ہے۔ اِدھر اُدھر سے پہاڑ ہیں۔مگر تاہم رستہ کشادہ ہے۔

13۔پئی: بشرح صدر

14۔روشنج: اِس جگہ رستہ صاف ہے گھاس لکڑی عام۔

15۔زرغائی اسپیی زندائی: بشرح ایضاً

16۔عیسب کیچ: بشرح نمبر14

17۔لگاند: بشرح نمبر14

18۔پشین: پشین کا ایک علاقہ ہے۔جو برابر مقابل شال سرحد قلات چلا جاتا ہے۔اس میں اکثر فوفلزئی کی رہتی ہے۔یہ علاقہ خاص متعلق قندہار زیر حکومت والی خراسان کے ہے۔

19۔کویک: یہ ایک شہر ہے۔اور قوم کویک اس میں رہتی ہے۔

20۔میل: اِس جگہ پر رستہ بولان اور تل چوٹالی شامل ہوتا ہے۔اس واسطے میل ہے۔

21۔قندہار

گل چوتھا:

کیفیت حال نالجات ضلع ڈیرہ غازیخان: ظاہر کہ جب تک شہر ڈیرہ غازیخان کی آبادی نہیں ہوئی تھی اس ضلع میں کچھ چندان آبادی زمین اور رواج نالجات کا نہیں تھا۔ اگرچہ مردم نہڑ اس ملک میں آباد تھے۔لیکن سوا ایک نالہ بہا گسری کے جو جس کو اسلام خان نہڑ نے علاقہ بہا گسری میں کھدوایا جو مواضعات ذیل اس نالہ پر آباد ہوئے۔ بہا گسر، بنگالہ، سبزانی، سولگے۔اس نالہ کا موہان دریا سے نکلتا تھا۔اور کوئی نالہ آباد نہیں تھا۔جب 1556ء میں غازی خان نے شہر ڈیرہ غازیخان کا بنایا اُس کے بعد متواتر تین نالہ کستوری، وجہ تسمیہ اِس کا یہ ہے کہ ایک سوداگر چند بار مشک کستوری واسطے فروخت کے لایا تھا۔ڈیرہ غازیخان میں ایسا شخص متمول کوئی نہیں تھا۔ جو اس کو خرید کرے۔ سوداگر بطور شکوہ گوئی غازیخان کے پاس آیا غازیخان نے وہ تمام مشک خرید کر کے نالہ میں ڈلوادی تب سے اِس کا نام نالہ کستوری مشہور ہوا۔چار شاخیں بہ تفصیل ذیل خان دیوان، موتی، جام، گڈر اس کے مقرر ہوئیں۔ بروقت کھودنے کے موہان نالہ ہذا جانب شمال موضع گلی والی نکالا گیا۔اور رونق آبادی بہت اچھی ہوئی اور یہ نالہ جانب شرق محض قریب شہر ڈیرہ غازیخان کے گزر کیا اور مواضعات حسب تفصیل اِس پر آباد ہوئے۔ بہائی، دوچرخہ، پیر عبدالرحمان، جیا تپانی، چوٹالہ، حاجی غازی درگاہی چن، دروپلہ، صوبہا ارائین، سکھیرہ ارائین، سمین، صدر بدر، صبرہ ناچھیاں، کوٹلہ سکھانے، متھر بخشہ ارائین، نورہ کوریہ، نوزنگ کہاگی، نالہ صاحبان، وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ صاحب خان قوم کہک کاردار وقت نے یہ نالہ احداث کرایا لہذا نام صاحبان مشہور ہوا موہان اس کا بڑی دور شمال کی طرف سے جاری تھا نالہ چیہڑی بھی اِس کی شاخ مقرر ہوئی اور مواضعات حسب ذیل اُس پر آباد ہوئے۔ بیٹ جھیلہ، آبر بند تارائین، بیگ والہ، مہٹہ چاندیہ، جانگلا، جکھر، حاجی کماند، وتی والہ، دودہ، دول، شیرو، علیشاہ، ملکانی، محب لسہ کانی، ماچھی والہ، نوروا ہی نہڑ، کاغن سندیلہ، مانہ احمدانی، نورنگ مجید، جلیانی، جھوک، کولہ واہ، ہلکانے کلان، نور پور، ہڈیر ملانہ، جام پور خاص، کوٹ طایر۔

نالہ دول، یہ نالہ موضع احدانی سے جو بفاصلہ 30 میل شہر ڈیرہ غازیخان کے شمالی طرف واقع ہے، نکل کر براہ دامان پہاڑ قریب موضع محمد پور گموالہ جو راجن پور سے بفاصلہ آٹھ میل جانب غروب واقع ہے جاتا تھا یہ نالہ بہت بڑا اور دامن پہاڑ اوپر واقع تھا سن ۱۱۲۴ ہجری میں نواب غازیخان یہ محقق نہیں کہ دوسرا غازیخان یا تیسرا ناظم ڈیرہ غازیخان کا تھا اور نواب محمود خان گوجر منشی دربار نواب موصوف کا تھا نالہ بشارت جو اُس زمانہ میں دریا قریب کنجیر جو برابر اس کے بستی حاجی محمد اکرم علاقہ تحصیل ڈیرہ غازیخان واقع ہے۔ اس موقعہ سے لوٹ کر برابر موضع شہر سلطان علاقہ ضلع مظفر گڑھ شامل دریا چناب کے ہوتا تھا خاص شہر سیت پور مع مواضعات متصلہ اس کنارہ دریا کے تھا اور علاقہ تحصیل راجن پور جو اب آباد ہے۔ بالکل ویران صرف طرف روجھان وہڑندو بہا کسر تھوڑے تھوڑے آبادی تھی یہ نالہ بشارت احدات کرایا کہ موہان جس کا برابر سیت پور کے تھا۔ اور مواضعات ذیل اس پر آباد ہوئے۔

کوٹلہ شیر محمد ہنڑی، مہر یوالہ، کلان پور، رنگپور، بلکہ چند اور موضع بھی موہان کی طرف آباد ہوئے۔ جس زمانہ میں غازیخان نے نالہ بشارت کھدوایا اُس زمانہ میں شیخ محمود مخدوم صاحب صوبہ دار سیت پور کے تھے۔ جو پہلے یہ صاحب بطور امیر مردم نہڑ کے تھے۔ بسبب سُست ہوجانے حکومت مردم نہڑ کے مخدوم صاحب موصوف ملک نہڑ پر قبضہ پا گئے۔ مخدوم صاحب کو اشتیاق احدائی زیادہ تھا۔ چنانچہ پہلے نواب غازیخان سے واسطے شریک کرنے نالہ بشارت کے استدعا کرے۔ جبکہ غازیخان نے یہ بات نامنظور کی۔ پھر مخدوم صاحب نے نالہ بہشتی جواب شاخ دہندی کی ہے۔ اس کی دو شاخیں تھیں جو کہ بہشتی نیچے کی طرف اور موہان اس کا بھی قریب تر نکلتا تھا۔ جب یہ نالہ جاری ہوا پانی زمینات کو بذریعہ تنگ نہ ملتا تھا۔ اس واسطے شاخ رسول واہ کا علیحدہ موہان دریا سے نکال کر بڑا نالہ قائم کیا اور نالہ بہشتی وقطب اس کی شاخ مقرر ہوئی۔ چنانچہ نمونہ نقشہ ہئیت نالجات ذیل میں درج کیا جاتا ہے کہ ملاحظہ سے متصل واضح ہوگا۔
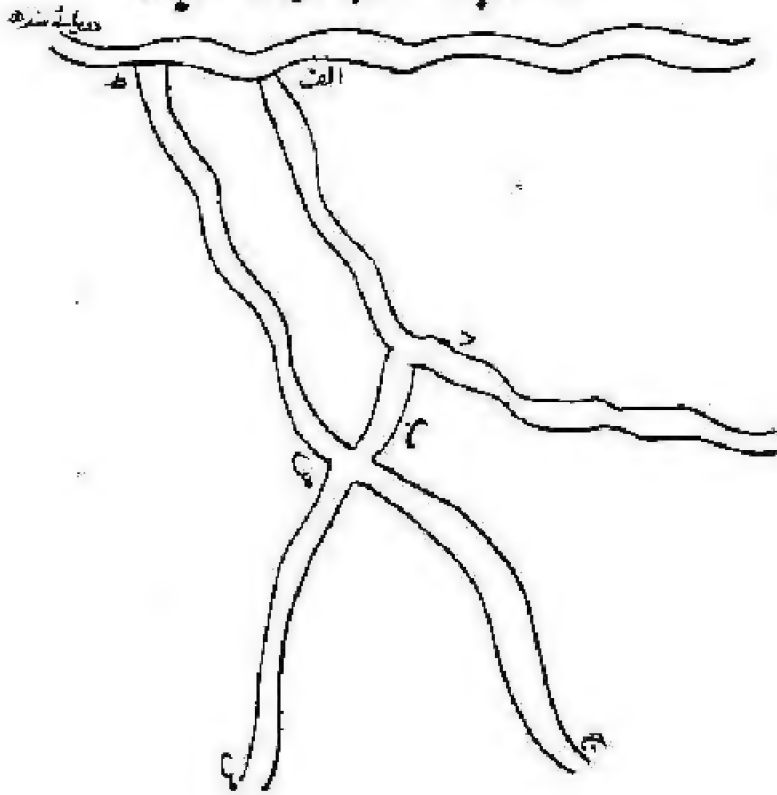
حرف الف براہ ب تا ج نالہ بہشتی احداث ہوا جس کی دو شاخ حرف د سے تار
نالہ قطب اور حرف س سے تا ص رسول واہ مقرر ہوئی تھی۔ بعد اس کے حرف ط سے تا س
نیا مُنہان احداث ہو کر رسول واہ میں ڈالا گیا جو اب دھندی مشہور ہے۔ اور حرف ج
بہشتی شاخ دھندی کی ہے اور پُرانا مُنہان بہشتی کا قطب ہو گیا فقط:۔

اور بہت مواضعات حسب ذیل اوپر نالجات مندرجہ بالا آباد ہوئے۔ دنیا پور،
کوٹلہ جندہ، شاہ پور، غوث پور، جلالپور، بہاولپور، رسول پور، کوٹلہ گیان، کوٹلہ احمد، محمد پور،
کوٹلہ بابل، سلطانپور، کوٹلہ لشاری والہ، کوٹلہ دلیل، تہل باقر، راجن پور حاص جب کہ
موہان رسول واہ کا نیا کھود کر کھولا گیا۔ ایسے زور شور سے پانی چلنے لگا کہ سب کنارہ نالہ کے
ٹوٹ گئے۔ جیسا اب بھی کنارہ با نالہ ہذا قائم نہیں رہ سکتے اکثر علاقہ میں پانی اس کا پھیل
گیا۔ اس سبب سے لوگوں کو زبان پر دھندی نامزد ہو گیا۔ ملکی زبان میں دھندی اس کو
کہتے ہیں جو ملک میں دھندی یعنی رولہ پاسے دیو پانی جو ہر طرف عام تھا۔ لہذا دھندی
سے مشہور ہوا۔ اس نالہ میں پانی ایسا اجرا ہوتا تھا کہ چند سال تمام سال بھر یہ نالا چلتا رہا۔
اور آبادی کو ایسی رونق ہوئی مشہور ہے کہ ایک دفعہ جو مخدوم صاحب کو خیال ہوا کہ ہمارا
روپیہ نالہ ہذا پر خرچ ہو گیا ہے پھر ہر جھلار ایک روپیہ بطور نذرانہ کے وصول کیا۔ کہتے ہیں
کہ لاکھ روپیہ صرف ایک روپیہ فی جھلار کے حساب سے وصول ہوا اس قدر آبادی کو رونق
اور ترقی تھی۔ مخدوم صاحب کو بادشاہت خراسان سے عوض تردد آبادی محصول نالجات ہذا عطا
ہوا تھا۔ جو کہ مخدوم صاحب کو احداثی نالجات دھندی اور قطب میں بہت منفعت حاصل
ہوئی۔ اسی عرصہ میں نالا قادرہ کو بھی کھدوایا موہان اس کا اس وقت موضع پاکی والے جو

برابر موضع علی پور ضلع مظفر گڈھ جو تب دریاء سندھ اس نواح میں چلتا تھا۔ احداث کرا کے
عمر کوٹ تک لائے اور چار شاخ اس کی حامد، پہاڑ کہتی گیا نمل اس وقت سے کھودی گئی
اور مواضعات حسب ذیل نالجات ہذا پر آباد ہوئے۔ کوٹلہ نصیر، کوٹلہ نور محمد، کوٹلہ سید خان،
بستی بھی، دگو بہما گ، مرغائی، قادرہ، کوٹلہ حسن شاہ عمر کوٹ، کوٹلہ حسن حامرہ، کوٹلہ گہان،
کوٹلہ فتو حل، کوٹلہ ذایت، مرغائی کوٹلہ امام بخش خان بزدار، کوٹلہ میرن، کوٹلہ گندی شاہ،
کوٹلہ غلام مرتضے شاہ اور بہت اچھی رونق سے یہ نالا جاری ہوا۔ 1739ء میں جب نادر
شاہ بادشاہ خراسان بعد تاجت آوری بادشاہی یہ ملک ایں روآب اٹک شامل بادشاہ خراسان
کے کیا۔ نواب محمود خان گوجر کو منشی دربار نواب غازیخان مرحوم کا تھا۔ بموجب لیاقت
اس کے صوبہ دار ڈیرہ غازیخان کا مقرر کیا۔ یہ شخص بہت عقلمند اور نیک بخت تھا احداثی
نالجات اور آبادی ملک کا بہت اچھا بندوبست کیا چنانچہ نالجات حسب ذیل اس کے عہد
میں بعضے اپنے خود اور بعضے اس کے بیٹے نواب برخوردار خان وغیرہ لواحقان نے کھدوائی
کھودے گئے۔

نالہ مانکا معہ شاخ ذیل نالا کوئی نالا شوریہ شنبہ والہ معہ شاخ ہا
شوریہ کوٹ حہ والہ دھوری باجہ کریہ کہادر کریہ حاصل کرایہ الہداد
جو حال شاخ شوریہ شنبہ والا کے ہیں
دہگانہ معہ شاخ نالا سندی وغیرہ حسب ذیل نالا سون معہ دو شاخ حسب تفصیل ذیل
راج بہار نالا فاضل نالا پیپریہ نالا موسیٰ
لور معہ شاخ ذیل نالا محمود
نالا محمد نالا اسلام اور مواضعات ذیل آباد ہوئے

موضع باطل، پالگاہ، گدائی، پیر عبدالرحمان، کوٹلہ سکھانی لکے، جبر دار، ڈھورامن، مراد بلندہ، تونک سکھانی، بیٹ نہر کی، ہوتہ تہوانی، ہوت بری کہبزہ، جاری سہدو، چھابڑی بالا، سیکسانی، بنوائی، تہتہ بگول، چوٹی زیرین وبالا، قائیم والہ، نورین بکھر واہ، بستی کہوسہ جھوک یارشاہ، چھابڑی، ماپن کوٹ یارووڈور، بری دلیل، بٹے الیران، جھوک حافظ نور، لاڈن، میر ٹھہ۔ نالہ ماکا: وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب یہ نالا دریا سے نکالا گیا تب موہان اس کے سے مانک یعنی موتی نکلتے تھے اور بعضے کہتے کہ مانک نامی ملازم نواب صاحب تھا۔ اُس نے یہ نالہ احداث کرایا۔ اس واسطے بنام ماکا مشہور ہوا۔ یہ نالا معموری تک جاتا تھا۔ نالا شوریہ، نالا دھوری، نالا باجہ اس کے یہ تینوں شاخ تھے۔ اور آبادی دیہات ذیل ان نالجات سے ہوئے۔

بری دلیل، پیر عادل، کوٹ داؤد، پہلپہڑی، جبھی، متھلا، قائیم سلطان، مہر تھے۔

نالہ کوئی: وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ یہ نالا کوٹ داؤد خان تک جاری ہوتا ہے۔ اس واسطے نام اِس کا کوئی معروف ہو گیا۔ اور موضعات ذیل کے اس سے آب پاشی ہوئے۔

پالگاہ گداری، پیر عبدالرحمان، حاجی غازی، حیدر فرشی، ورڈیلہ، سکھیرہ آرائین علیو الہ، عثمان دونہ، کلی والی، کوٹلہ غلام، کوٹلہ سکھانی، لاڈین، نوریہ کوریہ شنبہ مرکند، جام پور، خان پور، کوٹ چٹھہ، نصیر دہاندلہ معموری۔

نالہ شوریہ شنبہ والا: وجہ تسمیہ اس طور ہے کہ یہ نالہ زیر موضع شہنہ کے آتا ہے۔ اور وہاں اُس کا زمین شور میں ہے۔ اس واسطے شوریہ شنبہ والہ معروف ہو گیا۔ اور زمین شاخ اس کی مندرجہ نمبر نکالی گئی۔ اور مواضعات ذیل نالہ سے آباد و سیراب ہوئے۔

حیدروان، صدر فرشی، صبرہ، کنجی نپاتی، مندوس والہ، بیٹ جتوئی، خان پور، دوسہ، حافظ نور حسین، کوٹ چٹھہ، خوجہ یاری والے ریکڑہ مہتم، نور پور، ناڑی دھرہ، خانپور خاص، کوٹ طاہر، کوٹ جامو، دہیگانہ، کوٹلہ سکھانی، ہزارہ۔

نالہ دہگانہ: یہ نالا بدرالدین معمار نے احداث کرایا۔ موہان پر اسکا نام بدر ہون مشہور ہے۔ درمیان اور پاندیر دہگانہ بولتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یہ نالہ زیر موضع دہیگانہ تحصیل جامپور کے جاتا ہے۔ لہذا نام اس کا دہیگانہ مشہور ہو گیا۔ بوقت احداثی اس نالہ کے پانچ شاخ حسب ذیل اس سے احداث ہوئی نالہ سمندری، راج ہوری واہی، نور بہار۔

چنانچہ راج جمال محمد دریچہ نے بھوری واہی بھورہ نامی جتوری اور بہاروری۔ بہار نامی جتوے اور نور محمد خان گجر بیٹا محمود خان گجر نے احداث کرائی اس واسطے نام ان کا کار کھا گیا۔

نالہسون: موہان اس کا اس موقعہ سے جہاں اب وہ ہے۔ بفاصلہ تخمیناً دس میل شرقی طرف سے نکل کر پاند اس کا اسلام پور تک جاتا تھا۔ اور وجہ تسمیہ اس کے یہ ہے کہ سونہ خان کمیدار نے یہ نالا احداث کیا یا اُس کے نام سے سونواہ مشہور ہو گیا۔ اور تین شاخ اس کی احداث ہوئے چنانچہ موسیٰ، سپہہ کر، گانمون۔

ا۔ شاخ: خود محمود خان کے وقت موسیٰ نامی کیدارنی احداث کرایا کہ اس کے نام سے موسیٰ مشہور ہوا پاند اس کا تاحد دہیگانہ جاتا تھا۔ اور زمینات مالموالی اسی آبنوش ہوتی ہیں۔

۲۔ شاخ: پھر یہ برخوردار خان پسر نواب محمود خان نے کہہ دیا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بروقت احداثی نالہ میں ٹھہیر یعنی خم پڑ گیا اس واسطے نام اِس کا ٹھہیر یہ مشہور ہو گیا۔

۳۔شاخ: یہ شاخ ملک کا نمون قوم جکھڑ زمیندار جامپور نے احداث کرایا ہے۔ اور مصارت نقداتی اس کا قریب نو دہزار روپیہ کے ہوا تھا۔ نالہ نور یہ نالہ خود نور محمد خان گجر پسر نواب محمود خان نے احداث کرایا۔ لہذا نورواہ مشہور ہو گیا۔ اور لبنای میں نور پور تک جاتا ہے۔ چنانچہ موضع نور پور بھی نور محمد خان نے اس نالہ پر آباد کیا اور وقت احداثی نالہ مذکورہ نقد پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ اور نالہ محمد و اسلام دو شاخ اس نالہ سے نکالے گئے۔ چنانچہ نالہ محمود والا کا دیوان محمد غوث نے احداث کرایا کہ مبلغ۔۔۔ ہزار اس پر خرچ ہوا۔ اور موضع محمد پور کنارہ نالا محمد واہ پر آباد کیا اور چوڑائی اس نالہ کی بقدر چالیس فٹ کے تھی اور مواضعات ذیل آبنوش ہوئے۔

شاہ جمال، ہیرو، خانپور، کوٹلہ مغلان، محمد پور، نور پور، کوٹلہ دین شاہ، بابل والے، بھو کہا، جامپور، دہیگانہ، حاجی پور، شاخ نالہ اسلام ۲ یہ شاخ اسلام خان گجر پوترہ نواب محمود خان نے احداث کرایا اور بقدر مبلغ 80000 ہزار خرچ ہوا النبائی میں تا حدروجھان جاتا تھا۔ موضع سلام پور اس نالہ پر آباد ہوا۔ نالہ محمود خان نے خود احداث کرایا۔ چنانچہ مواضعات ذیل گجرات، ربخ، سکھانی والہ، گجر والی، باغوالہل، قاسمپور، شکار پور، عاقل پور آباد ہوئے اور بہت زمینات ویرانہ اس نالا پر آباد ہوئے۔

نالہ فاضل: یہ نالہ نواب فاضل خان بیٹا محمود خان گجر نے احداث کرایا۔ اس واسطے فاضل واہ مشہور ہوا۔ موضع پورو کوٹلہ داد اس پر آباد ہوئے۔ واضح ہو کہ جب سب نالجات جاری اور آباد تھے۔ ملک کو بڑی رونق اور ترقی تھی جو نالجات مخدوم صاحب نے کھدوائے ان کے اوپر حکومت اور محصول مخدوم صاحب کا تھا۔ اور باقی نالجات و ملک متعلقہ ڈیرہ غازیخان پر حکومت نواب محمود خان کی تھی اور محصول بادشاہ خراسان کو ادا کرتا تھا۔ اور اسی عرصہ میں بسال ۱۲۰۷ھ مطابق 1791ء قاضی نور محمد صاحب نے علاقہ

کوٹ مٹھن کا بادشاہ، خراسان سے اجارہ لیکر نالہ قاضی جس کا علیحدہ موہان دریا سندھ سے بطرف مشرقی وشمالی طرف موضع دنگ سے نکالا چنانچہ موضع قادرہ تک یہ نالہ جاتا ہے اور مواضعات ذیل اس سے آبنوش ہوتے ہیں۔
دنگ بستی محب علی، کوٹ مٹھن، کوٹلہ حسن، قادرہ۔

نالہ ہاشم: بعملداری خراسان عرصہ تخمیناً 80 برس سے یہ نالہ ہاشم خان مستاجر و موضع دہیگانہ نے حداث کرایا۔ اس واسطے نام ہاشم ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ پہلے زمینات موضع دہیگانہ نالہ سون و نالہ پھیر یہ و نالہ دہیگانہ سے آباد ہوتے تھے۔ جب پاند نالہ سون کا پانی بسبب اجرائی قریہ جات کثیر موضع دہیگانہ تک نہ پہنچ سکتا تھا اور پاند نالہ پھیر یہ ویران ہو گیا۔ مستاجر مذکور نے قریہ جانب زیر ین سے اوپر ایک موہان جدید نالہ سون نکال کر بقدر تین میل از سرنوں کھدا اور سو نمبین داخل کر دیا۔ اور نالہ حضوری بھی اسی نالہ سے نکالا کہ تب یہ نالہ نوشہرہ اسلام خان تک جاتا تھا۔ ظاہر ہو کہ اس عرصہ میں نالجات اور آبادی ملک کو بہت رونق ہو گی چنانچہ اکثر مواضعات نالجات پر آباد ہو گئے۔ اور علاقہ ہذا میں چند ریاستیں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ چنانچہ ڈیرہ غازیخان میں نواب محمود خان اور علاقہ داجل ہڑند میں میر نصیر کان بہروی اور علاقہ راجنپور میں مخدوم صاحب شیخ راجن اور علاقہ کوٹ مٹھن قاضی نور محمد اور عمر کوٹ سے جنوب کی طرف تمندار مزار خان۔ صوبہ داران شوق ایک دوسرے سے زیادہ منذارک آبادی کے ہوئے۔ بعد چندے کئی سبب خرابی نالجات اور بدبختی ملک کے وقوع میں آئے۔ اول دریاہ سندھ چکر کھا کر سابقہ موقعہ کو چھوڑ دیا مغربی طرف جس موقعہ پر اب جاری ہے چلنے لگا۔ چنانچہ علاقہ سیت پور دریاہ سندھ کی پارلی طرف ہو گیا۔ اکثر نالجات کے موہان با منہدم و دریا بُرد ہو گئے بلکہ بعضے بعضے مواضعات

دریابُرد ہوگئے۔ نالجات جو دریا سندھ کی طرف واقع تھے سب خراب ہوگئے۔ جبکہ دریا قریب آ گیا ایک تو موہان قدیمی جاتا رہا اور دوسرے موہان سے جو علاقہ نزدیک ہوگیا پانی زمینات کو بذریعہ تک نہ لگ سکا اور علاقہ اس سے زمینات آبنوش بسبب نکلنے پانے چھل، تلائی، شاہ جمال، دجل پاہ، یعنی کالہ والے زمینات آبنوش نالہ غرقاب ہوگئی۔ چنانچہ نالہ بشارت اوسیدن سے بالکل ویران ہوگیا چند مواضعات جو اس پر آباد تھے آبادی فصل خریف کی بالکل جاتی رہی صرف چھل سے آبادی ربیع کی ہوتی ہے دوسرا نالہ قادرہ کہ جو مواضعات موہان پر تھے وہ بھی خراب ہوگئے۔ اب صرف پاند پر قدرے آبادی ہوتی ہے۔ اور نالہ نور وسون کو چھل شاہ جمال نے غرقاب میں داخل کر دیا۔ نور بالکل ویران ہوگیا، سون البتہ جاری رہا۔ اور ماںکا وشور یہ شنبہ دھوری وغیرہ نالجات آب سیلاب کالا والا سے غرقاب میں ہوگئی۔ بلکہ یہ پانی کالا والا علاقہ روجھان تک برابر چھل یعنی غرقاب کر دیتا تھا۔ حکومت سُست ہوگئی کچھ بندوبست نہ ہوسکا سندھ کے نالجات اکثر اسی طرح برباد ہوگئے۔ دوسرا امر دمان بلوچی بسبب سُستی حکام زیادہ تر غلبہ پاتے ہوئے علاقہ میں طریقہ لوٹ کوٹ جاری رکھا۔ بلکہ بلوچ لوگوں کا آپس میں جنگ جدل ہوگیا۔ چنانچہ مزاری اور گورچانی کی آپس میں تیس سال تک کامل جنگ رہی اور صدہا لوگ منجانب جانبین قتل ہوئے اور دریشک اور مزاری اور گورچانی و دریشک ازین قسم کہ جو مواضعات نالہ دھندی اور گیا مل میں راہ پر واقع تھے یہ مردمان بلوچ ایک دوسرے پر گھورہ ا[1] اٹھاتے مواضعات درمیانی راہ کو لوٹتے جاتے تھے۔ نالہ دھندی و گیا مل خاص اِن تمنات کے سبب سے ویران ہوگیا۔ اور ازین قسم لغاری اور کھوسہ کی آپس میں چند برس جنگ رہی۔

ا۔ گھورہ، اوٹھاتے یعنے لشکر کشی کرتے، ۱۲۔ ۲۔ کھندر یعنی پرانا نشان تاوہ فوتہ

نالہ ماںکا اور شور یہ شنبہ وغیرہ اِس سبب سے زیادہ تر ویران ہوگئے نالہ دول جو محض دامن پہاڑ پر تھے۔ پہلے وقت میں ہنوز اور نالجات جاری تھے۔ کہ یہ نالہ برباد ہوگیا۔ کہ اب تک کچھ پتا بھی نہیں ہے۔ صرف قدری کھندر باقی ہے۔ آنی پانی رود کوہی سے کھنڈر بھی اکثر برباد ہوگئے ہیں۔ تیسرا عملداری میں تفرقہ پڑ گیا۔ بادشاہی خراسان سے کاردار مغل پٹھان ولائتی مقرر ہو کر آتے۔ حال چال اس ملک بالکل ان سے نہ ہوسکا۔ پیداوار نالجات بسبب جنگ جدل مردم بلوچی بالکل نہ ہوسکا۔ بادشاہی خراسان سے جو دریافت حال نالجات کا ہوا ناظم ڈیرہ نے جو مغل تھا بسبب لحاظ شرم اپنے کی جھوٹی رپورٹ درباب ہونے آبادی ملک بدستور سابق لکھ دی، جب موسم عبور فصل کا ہوا آمدنی فصل کچھ نظر نہ آئی واسطے پورہ کرنے مالیہ سرکاری کے 4 لاکھ روپیہ رعایا سے اجبراً وصول کر لیا۔ بلکہ مثل مفسدان رعایا کو لوٹ کر سرکار میں روپیہ داخل کر دیا۔ جبکہ رعایا پر ایسی ایسی سختی ہونے لگے۔ یعنی اُدھر سے بلوچ لوگ لوٹتے کہ ان کے سبب آبادی نہ ہوسکی۔ اِدھر سے اہالیان سرکار نے انتظام اور حفاظت ملک بجاء خود از دست انہوں نے بھی مثل مفسدا لوٹنا شروع کر دیا اکثر لوگ خانہ بکوچ ہو کر بائزو آب دریا سندھ علاقہ ریاست بہاولپور و ضلع مظفر گڑھ میں چلے گئے۔ کہ اب تک وہ لوگ اس جگہ موجود ہیں۔ یہ علاقہ اکثر اُجاڑ ہوگیا۔ چنانچہ ہنوز بھی بہت مواضعات ویران پڑے ہوئے ہیں۔ جب کہ دھندی ویران ہوگیا نالہ قطب کا موہان علیحدہ دریا سے نکالا گیا یہ نالہ فی الجملہ درمیان علاقہ یعنی وندہ پر نہ زیادہ طرف سندھ کے اور نہ بچپاہر کے پہلے کئی دن اچھا آباد رہا پیچھے زیادہ تر شورش بلوچی سے برباد ہوگیا۔ جب عملداری مغلی زیادہ تر سُست ہوگئی یہ علاقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے تسخیر کیا چنانچہ نواب صادق محمد خان صاحب والی بہاولپور کو بطور اجارہ کے نواب موصوف فی الجملہ انتظام ملک میں کچھ متوجہ ہوئے۔ چنانچہ بعضے تمنداران بلوچی یعنی کھوسہ

بھکانے ولغاری وگورچانی سے ناطہ نسبت لئے اور نالجات کا بھی بندوبست کیا یعنی نالہ قادرہ کا موہان سابقہ جو مارے چکر دریا سے مدفون ہو گیا تھا۔ اس کا موہان قریب موضع نوشہرہ دریا سے نکالا اور نالہ بہا گسر وقاضی جو ویران پڑے تھے۔ قادرہ سے یہ دو شاخ نکالی اور فاضل جو ویران ہو گیا تھا اس کو شاخ قطب مقرر کر کے احداث کرایا اور جس قدر نالجات باقی تھے فی الجملہ جاری ہوئے اور آبادی ملک کی شروع ہوئے۔ بعد ازاں مہاراجہ صاحب نے ملک اپنا نواب صاحب والی بہاولپور سے واپس لیا۔ دیوان ساون مل صوبہ ملتان کی تحت رکھا دیوان ممدوح حتیٰ المقدور کوشش آبادی نالجات میں دل بجاں سے مستدارک ہوئے۔ جو نالجات کے سبب گردش دریا موہان ہائے سابقہ اُن کے منہدم ہو گئے تھے ان کی موہان ہا درست کرائی چنانچہ بشارت کو موہان سے کھدوا کر پاند محمود میں داخل کر دیا۔ اور سون کو صفا کرایا نالہ مانکا کو بھی صفا اور کچھ احداث کیا اور قریہ کا نمون جو پیشتر شاخ سون کا تھا۔ اور سابقہ موہان سون دریا بُرد ہو گیا تھا اس سے اچھی طرح نہ چل سکتا تھا۔ لہٰذا اس کا علیحدہ موہان دریا سے نکالا گیا۔ رعایا آبادی میں مساعی کرنے لگے۔ لیکن مردمان بلوچی بلند مزاج ہوئے تھے وہ لوگ بدی بدکاری سے دست کوتاہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ دیوان ممدوح دو دفعہ تمن مزاری پر اور گورچانی پر تاخت آور ہوا لیکن تاہم عادت جبلی ان لوگوں سے دور نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ تمن گورچانی کی حال سے نیک واضح ہوگا کہ بجر خان گورچانی کیسا رولا[1] پایا ہوا تھا کہ بجر کی بھگی اس ملک میں مشہور ہے۔ دیوان اپنی طرف سے کوشش بھی اچھی کرتے تھے۔ مگر بلوچ لوگ جب موقع پاتے تھے وہ بھی بدی بدکاری ملک کرتے رہتے تھے۔ جو نالجات بالکل ویران ہو گئے تھے،

ا۔ رولا بمعنیٰ فساد(۲)

یعنی دولؔ، دہندیؔ، نورؔ، بشارتؔ اِس کا پھر کچھ بندوبست دیوان صاحب سے نہ ہو سکا جو نالجات کہ کچھ بچے ہوئے تھے۔ ان کی پرداخت البتہ دیوان موصوف کرتے رہے۔ اور کوئی نالہ احداث نہ کرا سکے کہ بد انتظامی مردمان بلوچی سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ بعد اسکی جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی مواضعات پر جمع باچھ ہوئی۔ بسبب کثرت آب سیلاب اکثر مواضعات زیر غرقاب ہو گئے۔ چنانچہ سرکار کو ہمیشہ اوسط 1500 سالیانہ جمع مقررہ سے مجرا دینا ہوتا تھا کہ بلکہ سال 1854ء میں جو بندوبست ضلع کا ہوا ہے بقدر ایک لاکھ روپیہ بسبب غرقابہ وغیرہ سقامت مواضعات سرکار سے مجرا ہوا اور 1854ء میں سرکار بندوبست مسدودی سرکالہ والہ کا کیا دو تین سال تو بدستور ٹوٹتے رہے چنانچہ 1856ء میں ایسا زور شور کا پانی نکلا تھا کہ چند مواضعات کے نقصان کئے اور چند عمارت شہر ڈیرہ غازیخان وغیرہ قصبہ جات منہدم کر دئے۔ 1857ء سے سد قائم ہوگئی۔ مسدودی سد سے اکثر مواضعات کو فائدہ پہنچا زمینات نالجات کی زیادہ بندوبست صفائی اور درستی موہان نالا جات کا ہونا شروع ہوا۔ اس سد سے کل ضلع ہٰذا کے نالجات کو غرقاب آب سیلاب سے بچاؤ ہوا لوگ زیادہ ترشوق میں آئے۔ 1856ء میں گریم صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن کے تھے۔ نالہ قطب کا نیا موہان کھدوایا اور چوڑا کیا اور قادرہ کے گٹ ہا سابقہ درست اور مسدود کرائے۔ اور سد کہو کا بند ہوا ہے۔ اور موہان نیا کھدوایا تب سے یہ نالہ جاری ہونے لگا۔ جب یہ سد کالا والی مسدود ہوئی لوگوں کو زیادہ شوق آبادی نالجات کا ہوا اور آرام وانتظام سرکار کا بھی روز بروز ترقی پکڑتا گیا پہلے سال 1856ء میں مردمان رعایا علاقہ راجن پور نے روبرو ڈیوس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور درخواست احداثی نالہ دہندی کے گزرانی لیکن اس وقت ملتوی رہ گئی۔ 1861ء میں

جب منچن صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر ضلع ہذا کے تھے۔ جمال خان تمندار لغاریاں و امام بخش تمندار مزاریان وغیرہ زمینداران علاقہ راجن پور متفق ہو کر درخواست احداثی نالہ دھندی کی گزرانی کہ نالہ صرف 600 کھودا گیا۔ جو کہ نالہ محمد و اسلام شاخ دھندی کی ہو گئے تھے۔ جب دھندی کھودا گنجائش پانی کی کافی نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے 2500 پتی داران دھندی نے مالکان شاخ ہا کو دبکر بیزار کیا کہ پھر وہ شاخ نالہ نور سے مقرر ہوئی۔ نالہ مسو علاقہ سنگھڑ مین مسو خان لکانی نے نالہ جدید احداث کرایا کہ جس پر مبلغ ۔۔۔ خرچ ہوا ہے۔ خان موصوف نے از خود کیا ہے۔ طول اس کا ۔۔۔ میل تک ہے۔ اور عرض ۔فٹ۔ بسبب آبادی سرکار سے بیس سال تک محصول زمینات مذکورہ بحق محمد مسو خان معاف ہو چکا ہے۔ اور نام نالہ بنام مسو واہ مز مشہور ہوا۔

نالہ فضل واہ: یہ نالہ بھی 1861ء میں فضل علی خان تمندار لنڈان نے احداث کرایا۔ تخمیناً 12000 سال اول میں خرچ ہوا۔ یہ روپیہ تمندار موصوف از خود خرچ کیا ہے۔ اس نالہ کا 12 میل طول اور 18 فٹ عرض ہے۔ اور سرکار سے بالعوض ہرج و خرچ کچھ سال تک محصول معاف ہے۔ نالہ ماکا 1863ء میں حسب درخواست جمال خان تمندار لغاریان پاند نالہ ماکا کا احداث کرایا۔ آگے پاند اس کا معموری تک جاتا تھا۔ اس سال سے واجل تک یعنی بقدر 14 میل زیادہ احداث ہوا۔ اور مبلغ //// اس پر خرچ ہوا۔ جس میں 17000 نصف سرکار 17000 نصف باقی جمال خان موصوف از خود کیا۔ اور محصول بنظر رعایت 15 سال تک بحق جمال خان معاف ہوا۔ اور نالہ شوریہ کوٹ جھٹے والہ شاخ ماکا کا تھا۔ جب پاند کھودا گیا تب سے یہ نالہ معہ شاخ ہا شوریہ شنبہ سے نکالا گیا۔ نالہ دھوری شاخ ماکا کا تھا۔ جب فضل واہ احداث ہوا تب سے پانی اس کا افزود ہو چلا

دھوری میں آنے لگا کبھی کبھی نالہ ماکا سے بھی مدد ملتی ہے۔ جو کہ پیشتر نالہ شاخ سمندری نالہ دھگانہ کا تھا سال 1863ء میں پھر موہان سمندری علیحدہ کھود کر ایک بڑا نالہ بنایا گیا ہے۔ 1864ء میں سد شاہ جمال تیار ہوئی جس کے اوپر تخمیناً مبلغ (......) خرچ ہوا نالجات دھندی اور نور اور سون غیرہ کو اس سد سے بہت اچھا فائدہ ہوا۔ سال 1866ء میں پتی داران دھندی نالہ نور کھود کر بحسب تجویز کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا واسطے مدد دے نالہ دھندی میں داخل کیا۔ تب سے دھندی کو بہت اچھی مدد ملی کہ 1 سال ماہ ستمبر تک نالہ دھندی جاری رہا، اور سال 67ء میں نالہ پھیریہ اور موسیٰ نور کی شاخ ہا کھودی گئی۔ جو 1869ء سے جب تجویز جناب مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور بدستور سابق نالہ پھیریہ شاخ نالہ سون کی ہوئی۔

نقشہ حروف الف

نقشہ حرف ت

تفصیل اُن شہروں کی جہاں تین ہزار یا زیادہ اس سے ہیں۔

نمبر	نام تحصیل	نام شہر	مرد	عورت	میزان	کیفیت
1	ڈیرہ	خاص ڈیرہ غازیخان	11909	8414	20123	
2	..	چوٹی بالا ومائین			7300	
3	جام پور	جامپور خاص	4249	3547	7796	
4	..	داجل	3053	2640	5693	
5	..	بٹی میروالے	2310	1750	4060	
6	سنگھڑ	کوٹ قیصرانی	2012	1864	3876	
7	..	تونسہ	1806	1542	3348	
8	..	منگھروٹہ	2353	2071	4424	
9	راجن پور	کوٹ مٹھن	1852		3659	
10	..	دنگ	1753	1307	3060	
11	..	روجھان		2515	5656	
12	..	کن	2326		4096	
13	..	میران پور	1969	1557	3526	
14	..	راجن پور خاص	2380	1569	4849	

ظاہر ہوگا کہ آٹھ حصہ سے ایک حصہ ہندو اور سات حصہ مسلمان۔ سبب اس کا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دریا اٹک کے آنرو آب قدیم سے اہل ہنوز کم رہائش رکھتے ہیں۔ اور خصوص یہ علاقہ ہندوستان جو خاص ملک رہائش ہندوان کا ہے آخری سرحد پر واقع اور حدودات علاقہ ہذا زیادہ تر اقوام مسلمان سے متصل ہوتی ہے۔ چنانچہ مغرب کی طرف اکثر اقوام بلوچستان اور اس سے آگے افغانستان و ایران متصل ہوتا ہے۔ جنوب کی طرف سے اکثر مسلمانی راج رہا کہ پہلے میاں صاحب سرائی بعد اس کے میر صاحب ٹالپور مسلط رہے۔ اور مشرق کی طرف علاقہ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور شامل ہوتا ہے۔ اور شمال کی طرف سے بلوچستان و افغانستان واقع ہے۔ اور مخصوص یہ علاقہ چند مدت سے تعلق خراسان کے رہا۔ اس باعث سے اقوام بلوچ مسلمان زیادہ ہے۔ جو قوم جٹ لکھی ہوئی ہے۔ اس میں چند اقوام مختلف ہیں۔ جو وہ سب عام زیادہ ملکی ہیں جٹ کہلاتے ہیں۔ اہل ہنوز زیادہ تر قوم اروڑہ کی ہے بہ نسبت ملک ہندوستان قوم کھتری اس جگہ کم ہے۔

باعث اس کا یہ ہے کہ اقوام کھتری کی زیادہ تر رہائش قدیم الایام سے ہندوستان پنجاب میں رہی جس قدر کھتری اس علاقہ میں موجود ہیں۔ اکثر اس طرف سے اس ملک میں آئے اور اقوام ہندو لوگوں کی بھی آنرو آب دریا اٹک از شہر ملتان وغیرہ سے آئے۔ لیکن بعضے اقوام علاقہ سندھ حیدرآباد دکن کی طرف سے بھی پایا جاتا ہے، اور اقوام مسلمان زیادہ تر عرب اور بلوچستان اور خراسان سے آئی ہے۔ یہ تینوں اطراف جس میں خاص کر عرب تخت مسلمانی کا ہے اور ظہور اسلام اس طرف سے ہوا۔ ہندوستان میں جو قوم مسلمان کی موجود ہے وہ بھی زیادہ تر ان ولایتوں سے اس طرف گئی۔ یہ علاقہ عین رستہ پر اور متصل ان کے واقع ہے۔ اس سبب سے اقوام مسلمان کی زیادہ رہائش اس علاقہ میں مقتضی قیاس ہوتی ہے۔

گل دوئم:

بیان مذاہب و رسم دینی و دنیوی اقوام ہا: چونکہ کل قوم تین حصہ پر ہے۔ ہندو، مسلمان، دیگر قوم۔ یہ بطور فرقہ کے ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ میں چند ذات مختلف ہیں۔ جس کا ہر قسم راہ و رسم علیحدہ ہے۔ پس ہر قوم کا حال علیحدہ درج ہونا مناسب۔

اول ہندو: اِس قوم میں چار ورن (بمعنی فرقہ) مقرر ہیں کہ یہ قدیم الایام سے مشہور برہمن، کھتری، ویش شودر ان چاروں ورن کا اپنا اپنا دہرم اور راج ہے۔ اور چاروں قوم کا آپس میں لین دین ناطہ نسبت کا مروج ہے۔ ان چاروں ورن میں جو علیحدہ علیحدہ قوم ہے۔ بعض امورات کا آپس میں اختلاف ہو رہا ہے۔ لیکن زمانہ قدیم میں ایک ایک فریق مساوی رہا۔ پہلے برہمن یہ قوم آبرو ہما سے پیدا ہوئی اور برہم (بمعنی حق) کے جاننے سے برہمن نام رکھا گیا چنانچہ شرتی (نام شاستر کا ہے) میں کہا ہے۔

برہم جانیت برہمنا: دیہہ ابہمانی چنڈال، یعنی جس نے برہم کو جانا ہے۔ سو برہمن ہے اور جس کو اپنے بت پر فخر ہے۔ اور برہم کو نہیں جانا سو چنڈال یعنی نیچ ہے۔ برہم لفظ بہاسیہ شاستری ہے۔ یعنی اِس کا حق جیسا حق شناس عارف ہوتا ہے۔ تہیا برہم جاننے والا برہمن ہوا۔ زمانہ قدیم میں صرف اِس قوم کا پیشہ ودیا یعنی علم پڑھنے کا تھا۔ بلکہ خاص کر کے ودیا برہما جیو سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس سبب سے اس قوم کو قدیم سے اور اقوام اہل ہنوز سے فضیلت ہوئی ہے۔ اور ہندو لوگ ان کو مانتے ہیں اور ادب کرتے ہیں۔ اگرچہ اب بھی اس قوم میں رواج علم کا ہے۔ لیکن بہت کم اور مخصوص جو قدیمانہ بید ہیں وہ نایاب نئے شاستر اور شُرتیوںکا زیادہ رواج ہے۔ جو کہ اکثر رسمیات بیاہ شادی وغیرہ اہل ہنوز کے اس قوم کی معرفت سرانجام ہوتے ہیں۔ جو ضروری شاستر متعلق ان رسمیات

کے ہے۔ جن کو ان سے تازہ نفع حاصل ہوتا ہے۔ ان کو زیادہ عزیز جان کر پڑھتے ہیں۔ اور زیادہ کوشش نہیں کرتے۔ بعضوں نے تو اپنا قدیم پیشہ اور رواج فراموش کر دیا ہے۔ اب ظاہری رواج اِس قوم کا یہ ہے کہ اول اکثر لوگ تہان داری ہیں۔ جو قدیم الایام سے اُن کا تہان بعضے علاقہ منقسمہ علیحدہ علیحدہ چلا آتا ہے۔ مثلاً ایک گانو یا بستی میں جو پہلے دن سے ایک برہمن نے آ کر قیام کیا۔ وہ اُس کا تہان بن گیا۔ پھر اُس کی اولاد اُس گاؤں کی جملہ جو بات ہندوانہ پر متقابض ہے۔ جب اہل ہنوذ کے گھر میں شادی ہوتی ہے وہی برہمن تہان داری ویڈی پڑھتا ہے۔ ایک حق مقررہ اُس کو اہل شادی کی طرف سے ادا ہوتا ہے۔ جب کوئی لڑکا پیدا ہو تو بھی وہی بموجب شمار حساب راس یعنی شمس کے نام مقرر کرتا ہے۔ اگر کوئی قضیہ ہو جائے تو بھی کریا کرم اُس کی معرفت ہوتی ہے۔ اور جملہ امورات مذہبی اہل ہنوذ اُن کی معرفت سرانجام ہوتی ہے۔ زیادہ معاش گزران ان لوگوں کی یہ ہے۔ اور بعض نے گزران کھیتی یا نوکری کی بھی شروع کر دی ہے۔

کھتری: زمانہ قدیم میں اس قوم کا پیشہ زیادہ تر سپاہ گری کا رہا اکثر راجہ لوگ اس قوم میں ہوتے آئے بلکہ راجہ رام چندر جیو نے اسی قوم میں اوتار لیا۔ زمانہ ماضیہ میں یہ قوم منجملہ اہل ہنوذ کی سپاہ گری میں نامور رہی اس وقت یہ قوم بہت زیادہ تھی۔ کرشنا اوتار کے زمانہ میں پرسرام نے اس قوم کو بہت قتل کیا اس سبب سے اب تھوڑی ہو گئی ہے۔ اور بہ نسبت علاقہ ہندوستان پنجاب کے اس ضلع میں یہ قوم کم ہے۔ ضلع بھر جس قدر یہ قوم درج ہے اکثر خاص شہر ڈیرہ غازیخان سے اور علاقہ میں بالکل کم گذشتہ حالات اور خصوصیت کی سبب بہ نسبت قوم ویش نمبر ۳ کے اس قوم کو فخر ہے اب اس قوم کا پیشہ ملازمی اور زراعت کاری و بیوپار تینوں بات پر رائج ہے۔ لیکن دین ناطہ نسبت اس قوم کا آپس میں ہوتا ہے۔ پھر اس قوم میں چند اقوام مختلف درجہ بدرجہ اعلیٰ ادنیٰ مقرر ہیں اور ہر

ایک قوم آپ سے اعلیٰ درجہ کی قوم میں ناطہ دیتے ہیں۔ جیسا افغانستان میں سدوزئی کا فخر ہے۔ ویسا قوم ہنوذ میں کھتری کی قوم کو فخر ہے۔ گذشتہ زمانہ میں بلکہ عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ وصوبہ داری دیوان ساون مل میں اکثر کھتری لوگ جب بچی پیدا ہوتے تھے مار ڈالتے تھے۔ اس فخر سے کہ ہم دوسری قوم میں کیوں ناطہ دیویں اور آپ سے اُس کو بڑا مانیں۔ بلکہ ابتدا ر عملداری سرکار انگریز میں چند واردات دختر کشی بعلاقہ ملتان و پنجاب وقوع میں آئی۔ جد کے واسطے سرکار نے چند گونہ بندوبست فرمایا۔ اب باقبال سرکار اس واردات انتظام سے اِس قوم کو ترقی ہو جائے گی۔ ہنوذ بہ نسبت دیگر اقوام اس قوم میں دیگر اطراف میں عورت کم ہے۔ لیکن اس ضلع میں تھوڑا فرق ہے۔ یہ قوم بھی برہمن کی قوم کو مثل اور اقوام ہنوذ کی مانتی ہے۔ ان کا سرانجام کار بھی اُس قوم کی معرفت ہوتا ہے۔

ویش: یہ عام قوم ہے، اور اُس کا قدیمی پیشہ کھیتی اور بیوپار کا ہے۔ اب بھی اس ضلع میں یہ قوم دونوں پیشہ پر قائم ہے۔ بعضوں نے اور پیشہ بھی اختیار کیا ہوا ہے۔ اس قوم کو اروڑہ کہتے ہیں۔ اور یہ قوم نیز تین ذات پر منقسم ہے۔ ڈگنہ، اوترادہی، دہرہ اس ضلع میں قوم ڈگنہ زیادہ ہے۔ باقی نمبر ۱ اور ۲ کم پر ان تین میں چند طرح کے اقوام مختلف ہیں۔ جو جنکا تعداد ہونا مشکل یہ تینوں اقوام اپنی اپنی قوم میں ناطہ نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً ڈگنہ قوم ڈگنہ میں اور اوترادہی قوم اوترادہی میں بیاہ شادی کرے گی یہ قوم بہت بے فخر ہے۔

شودر: اس قوم میں عموماً تین قوم شامل ہیں۔ زرگر، پہوگری، بہاٹ۔ ان تینوں کا رواج ایک دوسرے سے برخلاف ہے۔ اول زرگر یہ قوم پیشہ بنانے زیورات چاندی اور طلا کار کھتی ہے۔ عموماً پیشہ مقررہ اِس کا یہ ہے۔ اب بعض لوگ زراعت کاری بھی کرتے

ہیں۔ پھوگری اس قوم کا پیشہ قدیمانہ دانہ بھوننے کا ہے۔ جو لوگوں کو دانہ بھون دیا اور محنت
لیا اب بھی اس پیشہ پر قائم ہے۔ بھاٹ یہ لوگ مثل قوم برہمن کی تھان دار ہیں اور ان کا
کام یہ ہوتا ہے کہ بروز بیاہ شادی یا اور مراد پیدائش لڑکا وغیرہ یہ لوگ کبت یعنی شعر ستائش
بزرگان اوتارہا یعنی پیغمبران ایام ماضی کی گاتی ہیں اور بروز وفات یہ لوگ کریا کرم متوفی
میں مدد کرتے ہیں۔ اور بروز بیاہ شادی یا دیگر مرادوں کو کچھ حق مقرر ملتا ہے۔ یہ تینوں قوم
بیاہ شادی الگ الگ اپنی قوم میں یعنی زرگر، زرگر کے گھر میں۔ اور پھوگری، پھوگری کے
گھر میں کرتے ہیں۔ ایام گذشتہ میں باقی قوم اہل ہنوز برہمن، کھتری، ویش اس اقوام
شودر سے پرہیز کرتی تھی۔ یعنی ان کے ہاتھ کی روٹی، پانی نہیں کھاتی تھی۔ اب بھی
ہندوستان پنجاب کی طرف بدستور پرہیز چلا آتا ہے۔ لیکن اس ضلع میں بالکل نہیں۔ سبب
اس کا ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اور کریا کرم اہل ہنوز بھی اس ضلع میں جیسا کہ چاہئے پورہ نہیں۔
اس سبب سے یہ رواج بھی اٹھ گیا ہے۔ علاوہ ان چاروں سے جو اوپر مذکور ہوا ہے ایک
اور قوم جو شاخ قوم برہمن سے ہے لائق ذکر کرنے کے ہے۔ وہ کون ہے اچارج یہ قوم
بھی برہمن کہلاتی ہے شنکراچارج ڈرونہ چارج سے یہ قوم پیدا ہوئی۔ ورونہ اچارج بڑا عالم
اور عارف ہوا ہے۔ اس سبب سے اِس قوم کو فضیلت ہے۔ اس کا یہ کام ہے کہ اہل ہنوز
کی قوم میں جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے بموجب رواج دہرم شاستر کی پس ماندگان و
خاندان متوفی گیارہ روز تک اُشدہ یعنی ناپاک رہتے ہیں۔ ان ایاموں میں یہ لوگ کریا کرم
متوفی کی کرتے رہتے ہیں۔ گیارھوں روز یہ لوگ اُن کو شدہ یعنی پاک کرتے جو کپڑا کفن
متوفی کا ہوتا ہے یہ لوگ لیتے ہیں اور بھی کچھ اُن کو ملتا ہے۔ ان کا گزارہ اسی پر ہے۔ قوم
برہمن نمبر ا کے خاندان میں اگر کوئی قضیہ ہوجائے تو بھی یہ ہی اچارج لوگ کریا کرم

کراتے ہیں۔ اسی سبب سے یہ لوگ مہا برہمن کہلاتے ہیں۔ لیکن ہر چہار قوم اہل ہنوز
اِن سے پرہیز رکھتی ہیں۔ ان کے ہاتھ کا روٹی و پانی نہیں کھاتے۔ اس سبب سے کہ یہ قوم
بحالت اشدہ ہونی باقی اقوام کے شامل ہو جاتے ہیں۔ اور کو شدہ یعنی پاک کر دیتے ہیں۔
اور خود اسی طرح ناپاک رہ جاتے ہیں۔ قوم کا فخر طریقہ عقلمندوں کا نہیں جس کی عادت اور
خصائل و ہنر اچھے ہیں وہ سب سے بلند قوم کا ہے۔ چنانچہ شاستر میں کہا ہے۔ کرم نام نیت
ہے یعنی جیسا انسان کام کرتا ہے ویسا نام بن جاتا ہے۔ مثلاً ایک کھتری نوکری کرنے کی
حالت میں سپاہی اور دکان کی حالت میں نبیا دوکاندار کہلاتا ہے۔ اسی طرح سب قوم
ہے۔ اور قدیم الایام سے چار اقوام مقرر ہوئی۔ گرستی، بان پرستی، برہم چاری، سنیاسی
تفصیل ہر ایک کی اس طرح ہے۔ اول گرستی اس کو کہا جاتا ہے جو عیال دار اپنے کاروبار
دنیاوی میں مصروف رہے۔ یہ عام قوم اسے طریقہ پر ہے۔ دوسرا پرستی جو جہان و دنیا کو
ترک دیگر گوشہ جنگل میں بطاعت ایزدی مشغول ہو۔ تیسرا برہم چاری جو عالم و عارف حق
شناس ہو جہاں و دنیا میں بدستور رہے۔ اور دل خدا شناسی اور علم پروری میں راغب ہو۔
سنیاسی جو تارک الدنیا ہو کر سنیاس کرم جو ایک بڑا مشکل طریقہ ہے کرے۔ زمانہ حال میں
طریق نمبر ا عام رسم ہے جو اکثر لوگ اسی طریقہ پر ہیں۔ طریق نمبر ۲ بالکل شاید پنجاب
ہندوستان کی طرف کچھ ہو طریق نمبر ۳ البتہ تھوڑا بہت رائج ہے۔ طریق نمبر ۴ سنیاسی کا
ایک بیکہ پڑ گیا ہے والا وہ سنیاس کرم جاتی رہی ہے۔ بہت سنیاسی دیکھے گئے ہیں۔ مگر
سنیاس کرم کے میں نے نہیں دیکھا شاید سو میں سے ایک سنیاس کرم کرنے والا ہوگا۔ بلکہ
اکثر سنیاسی کرم سنیاس سے واقف نہیں کہ کس کو کہا جاتا ہے۔ صرف وہ لوگ خاک لگانا
اور رنگدار پوشاک پہنا جس سے لوگ اُن کا زیادہ لحاظ کریں سنیاس کرم تصور کئے ہوئے

ہیں۔ واضح ہو کہ زمانہ قدیم میں صرف یہ ایک طریقہ اہل فقیرا خاندان سنیاس کا تھا۔ بعد
اس کے یہ طریقہ بہت پُرانا ہو گیا تھا۔ چند نئے طریق فقیری کے شروع ہوئے۔ جو
عقلمند لوگوں نے براہ قوت عقل وعلم کے ایزاد کئے اور لوگ ان کے معتقد ہو کر پیروی ان
کی کرنے لگے۔ ظاہر ہے کہ جو انسان اہل عقل وقوت ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے
پیچھے نہیں چلتا اپنا رستہ نکالتا ہے۔ چنانچہ داناؤں نے کہا ہے، رستہ رستہ گاڑی چلے رستہ چلے
کپوت، تینوں رستہ نہ چلیں سورہ سنگھ سپوت یعنی تین شخص رستہ پر نہیں چلتے۔ بہادر، شیر،
عقلمند، کیونکہ بہادر اور شیر کو خوف کسی کا نہیں ہوتا۔ اور عقل مند اپنی عقل مندی سے اپنا
طریق نکالتا ہے۔ دوسرے کے طریق پر نہیں چلتا اس سبب سے عقلمند لوگ ہوئے انہوں
نے اپنا طریق جدید ایزاد کیا۔ چنانچہ گورکھ ناتھ سے جوگ مشہور ہوا جوگ کا طریق صرف
یہی نہیں تھا کہ جیسا اب رنگدار پھرتے ہیں۔

جوگ: سے مُراد نفس روکنے کی ہے۔ سورہ کسی جوگی کا یاد ہو گا۔ رامانند سے
بیراگی کا پنتھ ہوا ناگا۔ یعنی برہنہ رہنا اور خاک لگانا۔ تارمانند نے اس واسطے اختیار کیا
تھا کہ کسر نفسی ہو یعنی کسی سے کچھ ضرورت مانگنے کپڑا کی نہ ہو اور نفس فخر میں نہ آوے اس
واسطے نہیں کہ جیسا اب بیراگی لوگ بموجب گذشتہ دستور کے ناگا یعنی برہنہ تو رہتے ہیں۔
مگر بعضے بعضے کی کوپین یعنی چوتی میں ہزارہا روپیہ جمع ہوتا ہے۔ اگر زر جمع کرنا ہووے تو
اِس فقیری سے عیال داری بہت اچھی ہے۔ کیونکہ فقیر اور سے مانگنے کی امید رکھتا ہے
عیال دار کو اگر کچھ گنجائش ہوگی تو کسی کو از دست کچھ دیگا۔ ورنہ اپنا گزارہ تو کرلے گا۔ اور
اسی بابا نانک سے یہ پنتھ شروع ہوا۔ یہ تازہ بات ہے۔ اِس کا طریق ہنوز اچھا چلا آتا
ہے۔ استہان بنام دہرم سال ان فقیروں کا مقرر ہوتا ہے۔ اس میں گرنتھ صاحب جو بابا

نانک نے تصنیف کیا تھا پڑھا جاتا ہے۔ مسافروں کے واسطے ایسے مکان دہرم سال میں
آرام وعلم کا چرچا بخوبی رہتا ہے۔ بہت لوگ علم گورکھی کا حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ فقیراو
داسی بہ نسبت سنیاسی، جوگی، وبیراگی بڑے نرم دل دوردمند مسافر کی اچھی خاطر داری
کرتے ہیں۔ گلاب داسی یہ پنتھ اب اس زمانہ میں ایجاد ہوا۔ ٹھلہ کر گلاب داس جیو
نے ظاہر کیا اس واسطے گلابداسی مشہور ہے۔ اہل پنتھ باوا گلابداس جیو ہنوز جی وقائم
ہیں۔ بعلاقہ لاہور پرگنہ تحصیل قصور اُنکا استہان ہے۔ صدہا لوگ اُن کے مرید وسیوک
ہوئے۔ طریقہ ان کا یہ ہے کہ علم پڑھاتے ہیں اور رستہ خداشناسی کا بتلاتے ہیں۔ رنگ دار
کپڑا پہننا بالکل ممنوع جانتے ہیں۔ بلکہ ایسے فقیر جو ہیں ان کو سخت ہدایت کرتے
ہیں۔ اور کسی کا رستہ انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ سب طریق نیا ایجاد کیا ہے۔ اور فقیروں
میں جو اوپر درج ہوئی۔ رنگ دار کپڑا پہننا ایک شرط فقیری کی ہے۔ انہوں نے اِس کا
بالکل ممنوع کردیا۔ اس سبب سے کہ یہ لوگوں کے دکھانے کے واسطے فقیر بنتا ہے۔ فقیری
من سے ہے نہ تن سے۔ اور بھی جو رواج فقیروں میں قابل پسندیدگی کے نہیں تھا انہوں
نے نکالا ہے۔ جو اصل پرانا راج فقیروں کا تھا راست راست وہ انہوں نے گویا کہ نیا
ظاہر کیا ہے۔ اوایل ایام میں لوگ ان کے ساتھ تعصب کرتے تھے۔ اب ماننے لگے ہیں
یہ رواج لوگوں میں قدیم الایام سے رائج ہے کہ جس زمانہ میں کوئی فقیر موجود ہوتا ہے۔
اس سے تعصب کرتی ہیں۔ چنانچہ اور فقیروں کی ساتھ بھی جو اوپر بیان کئے گئے بعہد عین
حیات اُن کے جب انہوں نے نیا طریق نکالا تھا۔ لوگ اسی طرح تعصب سے پیش آتے
تھے۔ چنانچہ شیخ منصور و شمس تبریز کو یاد کرو اب نام لیکر دعا مانگتی ہیں۔ ان کو یعنی باوا گلاب
داس جیو کو بحالت وجود ان کے آپ ہی سے لوگ مانتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ مانتے ہیں
زیادہ تر اس سے بحالت عدم وجودگی کے بموجب رواج گذشتہ خود مانیں گے اور افسوس

کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جو انسان کا باطنی عقل اور یقین ہوتا ہے وہ ظاہری چلن چال سے معلوم کیا جاتا ہے۔ دیکھا ہوگا کہ جو فقیر اس خاندان کے ہیں، پوشاک بالکل صاف رکھتے ہیں جگہ صفا اور گوشہ پر رہنا اُن کو پسند ہے۔ طمع کم صرف روٹی تک غرض ہے۔ علم خوانی میں اکثر مشغول رہتے ہیں۔ بالفصل یہ پنتھ نیا ایجاد ہوا طریق اس کا بہت اچھا ہے آئندہ دیکھنا چاہئے۔ عموماً فقیر ہندوان میں یہ اقسام ہیں۔ سنیاسی، جوگی، بیراگی، اوداسی، گلاب داسی، افسوس کہ لوگ بڑے عقل کم ہیں۔ کہ جو فقیر خاک لگا کر خوفناک شکل بنا دکھاتے ہیں احمق لوگ اس سے ڈرتے اور ادب کرتے ہیں، جو اہلِ علم فقیر ہیں جن کو ایسا شکل بنانا عبث اور ہوتا ہے اُن سے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور اچھا کھانا کھاتے ہیں۔ یہ کیسے فقیر ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ فقیری من سے نہ تن سے و دنیاوی لوگوں کا طریق قدیم سے یہی چلا آتا ہے۔ جس زمانہ میں کوئی فقیر اہلِ قوت اور حق شناس پیدا ہوتا ہے۔ اُس کو نئے طریق پر چلنے سے لوگ تعصب کرتے ہیں۔ اور اسی وقت جب کچھ اُس سے حاصل ہو سکتا ہے ضد ہوتا ہے جب وہ جہان سے چلا گیا تب اُس پر اعتقاد لاتے ہیں۔ اور اس وقت اس سے کچھ پا نہیں سکتے۔ چنانچہ ستھری نے کہا ہے مویاں سیتی دوستی جیوندیاں سیتی ویر انہاں کا سہیر ما کدی نہ ہوندی خیر۔ واضح ہو کہ فقیر بننا مشکل طریق ہے۔ عادات اور خصائل فقیر، فقیر کے لفظ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ف سے فاقہ، ق سے قناعت، ی سے یکتائی، ر یاضت۔ جس میں یہ چاروں خصائل پائے جاویں سو فقیر ہے فقیر کہلانا تو آسان ہے لیکن راہ فقیری پر چلنا بہت مشکل ہے۔ اصل فقیر اس کا نام ہے جو طالب حق یعنی عاشق صادق ہو۔ سو منزل عشق کی بہت دور دراز ہے۔ چنانچہ ہندی

ابیات

عاشق نام دھراون سو کہا پر مشکل توڑ نبھانا
صیقل شاہ پری دی کارن سٹیا ملک خزانہ
مائی باپ تے کسب قبیلا بُھل گیا تخت ساہانہ
آکر ستھر عشقدا مشکل رستہ دانا کرے دیوانہ
پہلے مرن قبول کرین جے تانون عاشق حقدا
دا اندھیری تے جھکڑ جھولے عاشق سپر حکدا
کافر بھی نام عاشق و انبیا عاشق شرع نہ سکدا
آکھہ ہتھرام عاشق جگوچ مشہور عاشق لوگ نہ لکھدا

رسومات ظاہری ہندو لوگوں کے یہ ہیں کہ اول پہراوہ سر پر ٹوپی، گل میں انگرکہ منجھہ وھوتی رکھتے ہیں۔ عموماً جو اہلِ ہنوز بیوپاری دوکاندار زراعت کاری ان کا یہی رسم ہے۔ جو ملازمی پیشہ ہیں۔ وہ سر پر دستار اور منجھہ ازار رکھتے ہیں۔ بہ نسبت دیگر اضلاع متصلہ کے اِس ضلع میں ٹوپی کا ہندو لوگوں میں بڑا رواج ہے۔ یعنی علاقہ سندھ شکار پور سکھر وغیرہ بلکہ روجھان کے جنوباً جو علاقہ کشمور شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے ہندو لوگ دستار رکھتے ہیں۔ بہاولپور کے علاقہ میں ازیں قسم ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علاقہ میں بھی اسی طرح باقی تمام علاقہ پنجاب ہندوستان میں دستار کا رواج زیادہ ہے۔ صرف اس ضلع میں اس ٹوپی کا بڑا رواج ہے۔ راقم کے نزدیک سبب اِس کا ایسا پایا جاتا ہے کہ گوسائیں شام جیو جو بڑے اہلِ فقیر اور تاریک الدنیا تھے ان کا یہ دستور تھا کہ اپنے ہاتھ سے ٹوپی بنا کر اس کی جو قیمت ہوتی تھی اس سے خرچ خوراک شکمی کرتے تھے۔ لوگ ان کی بنائی ہوئی ٹوپی کو متبرک سمجھتے تھے۔

ا۔ اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ مردوں سے دوستی اور زندوں سے عداوت یہ ایسی باتوں سے کبھی امید خیر نہ بہتری کی نہیں۔ ۱۲

اسی سبب رواج بڑھتا بڑھ گیا۔ بعملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے واسطے دور کرنے اِس رواج کے بہت کوشش کی کہ اپنے دربار میں بدون دستار کسی کو نہیں آنے دیتا تھا۔ بلکہ بعض ہندو جو ٹوپی کر کے آتے تھے ان کی ٹوپی کو چاک کرا دیتا تھا۔ لیکن تاہم عادت اہل ہنود کی نہ گئی۔ وجہ اِس کی کشف فقیر سے ظاہر تصور ہوتی ہے۔ کھانا پہ نسبت اور اضلاع متصلہ کے اس ضلع میں کھانا گوشت کا زیادہ کھاتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ لوگوں میں کریا کرم کم ہے۔ اور اضلاع میں یہ کھانا گوشت کا زیادہ تر ممنوع ہے۔ یہاں رواج زیادہ ہے خصوص تاثیر صحبت بلوچ لوگوں کی بھی البتہ ہے۔ بیاہ شادی کا یہ دستور ہے کہ اول ناطہ نسبت ہوتا ہے مگر بڑی محنت سے والدین لڑکا معرفت اکثر کسی برہمن یا کسی معتبر کی والدین لڑکی کے پاس درخواست بھیجتے ہیں۔ اسی قسم والدین لڑکی کے پاس چند درخواستیں آتی ہے۔ جس کو اس ملک میں بچار رکھتے ہیں۔ وہ کئی دن تامل کرتا رہتا ہے۔ آخر اپنی برادری اور خویشگی کو جمع کر کے ان چند میں سے ایک کو وہ منظور کرتا ہے۔ جب اس نے منظور کیا ایک نریل اور روپیہ بطور مبارک بادی کے دیا بعد بعد برس یا دو برس ازروئے حساب ستاروں کے ایک سہا یعنی میعاد شادی مقرر ہو کر فریقین نے تدارک شادی درپیش کیا۔ اکثر رواج ہے کہ پتر یتا یعنی والدین لڑکا جنج بنا کر وتھتا یعنی والدین لڑکی کے گھر پر جاتا ہے۔ اگر ہر دو فریق ایک جگہ کے رہنے والے ہوئے۔ تو کچھ چندان تکلیف نہیں ہوتی۔ صرف اہل برادری اور خویشگی کو جمع کر کے وقت مقررہ پر اس کے گھر چلا گیا۔ اور جب رواج برہمن سے بدی یعنی عقد نکاح پڑھ لیا۔ والدین لڑکا دوسرے موضع قریب یا دور پر سکونت رکھتے ہیں تو بموجب وسعت خود بقدر دو تین سو سوار اونٹ و کجاوہ سامان کر کے آتے ہیں۔ درمیان راہ کھانا تمام جنج کو پتر تیا دیتا ہے۔ اور دن کا دتھیا یعنی شیرا چاول پختہ کھلاتے ہیں۔ بعد کھانا کھانے کے چیج یعنی ڈاکی کھلتے ہیں۔ یہ صرف اس

ضلع میں رواج ہے۔ قضیہ جب دم آدمی کا باقی ہوتا ہے۔ اس وقت غسل دے کر دیا جلاتے ہیں۔ یعنی چراگ روشن کرتے ہیں۔ پہلے شرط کریا کرم کی یہ ہے اگر دم پڑتی ہوئی ڈیواوٹ ہندو کا نہ ہوئی تو اس کا سرنابی کریا تصور کرتے ہیں۔ پھر جس کی کریا نرائن سر جو ایک جگہ پرستش اہل ہنوذ کی ہے۔ جا کر کرتے ہیں۔ اور بڑا خرچ ہوتا ہے۔ جب ڈیواوٹ ہو چکا بعد دم نکلنے کے پھر ایک پختہ چوبی بناتے ہیں۔ اس کے اوپر پرانی یعنی لاش کو رکھ کر اٹھاتے ہیں۔ باجہ بجاتے اور گیت گاتے ہوئے شمشان تک لے جاتے ہیں۔ وہاں اس کو جلا کے واپس آتے ہیں۔ گیارہ روش تک پھر اس کا کریا کرم ہوتا رہتا ہے۔ اور پس ماندگان برادری متوفی گیارہ روز تک برستہ[1] یعنی ناپاک رہتے ہیں جو باقی لوگ ان کے شامل کھانا پینا نہیں کرتے۔ دوسرا مسلمان اگرچہ یہ قوم پیشتر ابراہیم خلیل اللہ کے وقت سے تھے۔ لیکن زیادہ تر شہرت اور ترقی اس قوم کو محمد ﷺ رسول کریم اللہ سے ہوئی۔ جس سے سن ہجری 1288 اب ہے گویا کہ اِس قدر عرصہ سے یہ قوم زیادہ تر مشہور ہے۔ کل قوم مسلمان کی قدیم الایام سے تین قسم پر منقسم ہے۔ سیدؔ، قریشؔ، امت اولؔ۔ سید اصل میں قریش اور سید ایک خاندان پیغمبر سے ہیں جو قوم خاص زیر دامن پنج تن کے آ گئی۔ یعنی اولاد خاص پنج تن سے ہے۔ وہ سید کہلاتے ہیں۔ تفصیل پنج تن یہ ہے۔ حضرت رسول کریم اللہ، حضرت علی کرم اللہ، حضرت امام حسینؓ، حضرت امام حسنؓ، مائی فاطمہ باقی جو قوم اس خاندان کی اولاد ہے۔ قریشی ہے قوم سید کو مجاہد پنج تن کے اس قدر فضیلت اور فخر ہے۔ جو باقی دونوں قوم قریشی اور امت ان کو مانتے اور ادب کرتے ہیں۔ پر اس قوم سادات میں سے جو بعض لوگ اہل علم اور شناس کے ہوئے ہیں،

[1] برستہ یعنی ناپاک۔ ۱۲

انہوں نے لقب مخدومی کا پایا ہے۔ جواب تک اُن کی مخدوم بلائی جاتی ہے۔ دوم قریش یہ قوم خاندان پیغمبران سے ہے۔ یہ نسبت قوم نمبر ۳ کے فضیلت رکھتی ہے۔ لیکن کچھ چنداں مانتا اس قوم کی نہیں ہے۔ اُمت یہ عام قوم ہے اس ضلع میں تین قوم شامل ہیں۔ پٹھانؔ، بلوچؔ، جٹؔ ان تینوں کا رواج ورسم جانداری الگ الگ ہے۔ مذہب ورسومات دینی یکساں۔ پہلا پٹھانؔ یہ قوم معتبر ہے۔ فن سپاہگری میں بالکل ہوشیار اور چالاک اِس ضلع میں یہ قوم جزوی ہے کہ نقشہ مندرجہ سے واضح ہوگا۔ خاص ڈیرہ غازیخان وجامپور و متصل اس کے مسکن گزین ہے۔ عموماً اقوام افغانستان ذیل ضلع ہذا میں ہے۔

سدوزئیؔ، فوفلزئی، کاکڑ ترینؔ: اور اکثر یہ قوم جب عملداری مغلی اس علاقہ میں ہوئی یعنی آنرو آب دریا اٹک شامل بادشاہت خراسان کے ہوا اس وقت بتقریب ملازمی اس علاقہ میں آئے۔ اور بعض ابتداء عملداری سرکار میں آنرو آب دریا اضلاع متصلہ سے آئے اور قدیم یہ قوم ملازمی پیشہ ہے۔ عملداری ہائی سابقہ میں بھی یہ قوم اچھے معزز عہدوں پر سرفراز رہی اب بھی ممتاز وسرفراز ہے۔ ایسی قوم کو ہفت پُشت سے ملازمی پیشہ اور سپاہی کہا جائے گا۔ شرائط سپاہگری اُن کو بخوبی یاد ہیں۔ جیسا ہندو لوگوں میں بعد قوم برہمن کے اقوام کھتری کو فخر ہے ویسا اقوام مسلمان میں بعد قوم سید کے اِس قوم افغان کو فخر ہے۔ پھر جیسا اپنی قوم کھتری سے قوم کہنہ مشہور ہے ویسی کُل قوم افغانستان میں سدوزئی مشہور ہے۔ زیادہ تر اس قوم کو اس باعث فخر ہے کہ چند پشت اس قوم میں بادشاہت دہلی اور خراسان کی رہی ہے۔ چنانچہ احمد شاہ بادشاہ، محمود شاہ بادشاہ، شاہ شجاع الملک، سدوزئی تھے۔ فخر اس قوم کا اس ضلع میں اس حد تک مشہور ہے کہ جو کوئی شخص بلند مزاجی کی بات کرے تو اس کو لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ تو کوئی سدوزئی کا بیٹا ہے جو اس قدر مزاج بناتا ہے گویا کہ فخر سدوزئی کے واسطے ہے۔ زیادہ تر حال اِس قوم کا کُل سوم چمن ہذا میں درج کیا گیا ہے۔

دوسرا بلوچ: یہ بہاری قوم ہے اِس کا مفصل حال کُل چہارم چمن ہذا میں ظاہر کیا جائے گا۔

تیسرا جٹ: یہ عام قوم ہے۔ اس میں چند مختلف قوم اور چند پیشہ ہیں۔ جو خاص قوم جٹ کی زمیندار ہے بڑی مسکین اور محنتی قوم ہے باقی تمام اقوام ہندو مسلمان کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور وہ ایسی غریب قوم ہے کہ سب کو حاکم مانتی ہے اِس قوم میں زیادہ تر رواج زمینداری کا ہے اور بھی ہر قسم کا پیشہ یہ قوم کرتی ہے۔ عموماً کُل تین قسم کے فقیر اس قوم مسلمان میں ہیں۔ اول سب سے سید یہ بمنزلہ اور فقیر کے ہیں۔ چند ایسے ہیں کہ ان کے مریدی بنی ہوئی ہے اور چند ایسے ہیں کہ محض خیرات خوار اور بعضے بے گزارہ زراعت کاری خواہ ملازمی پر منحصر رکھا ہوا ہے۔ دوم ملا یہ منجملہ قوم امت سے ہیں۔ مگر بسبب خواندہ ہونے کے اُن کی گزران قوم سید سے بھی مرفع الحال ہے۔ اور جو جب ہونے رسومات اقوام ہندو میں ہیں۔ جیسا برہمن لوگ پاتے ہیں۔ ویسے ان لوگوں کو اہل اسلام سے ملتے ہیں۔ ہر ایک گانو میں ملا بطور تھاندار مقرر ہے۔ جو بتدا سے ارثیہ مقرر چلا آتا ہے۔ ہر روز اس کو ایک گھر سے وظیفہ ملتا ہے۔ اور بروز شادی عقد نکاح مُلا کرتا ہے۔ اس کو ایک حق مقرری اہل شادی کی طرف سے ادا ہوتا ہے۔ بروز عید وہ عام لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے۔ جملہ رسومات مذہبی اس کے اوپر منحصر ہیں۔ لوگ اکثر ناخواندہ ہیں۔ سب لوگ مُلا کے رستہ پر چلتے ہیں۔ اور بعض بعض مُلا بہت اچھے اہل علم ولیاقت ہیں۔ بعض صرف امورات ضروریہ سے واقف ہیں۔ بعملداری نواب محمد بہاول خان صاحب والی بہاول پوران مُلا لوگوں کی بڑی دستگاہ بلکہ حکومت تھی جو اکثر معاملہ عدالت و انصاف بسلک نوابی از روی پاس شریعت معرفت مُلا لوگوں کے انجام پاتا تھا۔ اور تحریر پٹہ جات بیع شرع بموجب مہر قضا ان لوگوں کی معرفت ہوتے تھے۔ چنانچہ نمونہ اس کا

1868ء تک ریاست بہاول پور میں جاری رہا اب بھی عملداری سرکار انگریزی میں مواضعات کے لوگ باعث ہونے اہل علم ان کی خدمت اور ادب کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں قسم سید وملا مندرجہ صدر خاص فقیر مشہور نہیں لیکن بمنزل فقیر کے ہیں خاص فقیر اس قوم میں باسم قلندر کہلاتا ہے۔ مشہور، نمونہ شناخت ان کا یہ ہے کہ سیاہ رنگ کی کفنی گلی میں پھرتے ہیں اور گوڈری ہاتھ میں لے کر گداگری کرتے ہیں۔ وہ بطور بھاری کے ہیں۔ جوان کے مرید مانند چیلا ہندو فقیروں کی ہوتے ہیں۔ یہ فقیر اکثر لعل شہباز کو زیادہ مانتے ہیں۔ جو قانقاہ اس فقیر کی بعلاقہ سندھ شہر سہون متصل کراچی کے ہے۔ جیسا اوپر فقرا میں فرق آ گیا ہے۔ اس میں بھی اسی طرح فرق پڑ گیا ہے۔ اکثر ایسے فقیر تکیہ بنا کر بیٹھے ہیں اور بہت بھنگ پینا بڑی شرط فقیری جانتے ہیں۔ گداگری اور سونے ونشہ پینے کے سوا ان کا اور کوئی کام نہیں لوگ صرف برعایت نام فقیر کے ان کی البتہ خدمت کرتے ہیں۔ مگر بمثل اہل ہنوذ کے ادب کرتے یا مانتے نہیں۔ صرف گداگری جانکر خیرات دیتے ہیں۔ اور ہر دونوں قوم یعنی ہندو مسلمان سے خیرات مانگتے ہیں۔ اور عام گداگر اس قوم میں نُہمت ہیں۔ جو کچھ بھیکہ نہیں بناتی صرف بعض بسبب لاچاری اور بعض بموجب آلس اور سُستی طبعیت کے بچاؤ محنت سے کر کے یہ پیشہ گداگری کا اختیار کیا ہوا ہے۔

ظاہر ہوگا کہ جملہ اقوام مسلمان میں چند مختلف طریق مذہبی ہیں۔ سُنی اہل جماعت شیعہ، رافضی، وہابی۔ سُنی وہ ہیں جو حضرت کریم اللہ کے چار یار حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی حیدرؓ، درجہ بدرجہ اعلیٰ ادنیٰ جانکر مانتے اور ادب کرتے ہیں۔ اور سنت لواتی و مذہب حضرت امام اعظم صاحب پر چلتے ہیں۔

ا۔ بٹان دار بھنے لا کی۔ ۱۲

شیعہ یہ سُنی کی برخلاف چار یاروں میں بڑا حضرت علیؓ اور باقی کو چھوٹا اس سے مانتے ہیں۔ اور سنت نہیں لواتی۔

رافضی: یہ حضرت علی کو بڑا مانتے ہیں مگر سنت نہ تراش کرانے سے شیعہ سے متفق ہیں۔ لیکن اس قدر انہوں میں تفاوت ہے کہ شیعہ حضرت علی کو بڑا اور باقی کو چھوٹا مانتے ہیں یہ باقی تینوں کو بالکل نہیں مانتے از دست شکایت کرتے ہیں۔

وہابی: یہ مختلف طریق ہے۔ باقی تینوں سے نہیں ملتا۔ بلکہ یہ کوئی خاص مذہب نہیں یہ ایک خیال ہے۔ جس کو یہ خیال ہو جاتا ہے وہ وہابی کہا جاتا ہے۔ یعنی پیر نہ فقیر نہ خانقاہ نہ قران نہ کتاب بلکہ خدا بھی نہیں مانتا۔ اس کا یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب واہیات ہے۔ اس ضلع میں اقوام مسلمان زیادہ تر اول طریق پر یعنی سُنی ہیں۔ تھوڑا شیعہ، رافضی، وہابی ہوگا۔ رسومات ظاہری یہ ہیں۔ پہراده، سر پر ٹیکا منجمہ از رگل میں انگرکہ۔ بعض بجاء ازار تہبلار رکھتے ہیں۔

کھانا، اگرچہ اس علاقہ میں رواج کھانے گوشت کا زیادہ ہے مگر یہ امر منحصر بر مقدور ہے۔ جیسا کسی کو مقدور ہوتا ہے۔ ویسا کھاتا ہے۔ بیاہ شادی تمام مسلمانوں میں ازروی شریعت جائز ہے۔ کہ شادی اکثر اپنی خویشگی برادری میں کرتے ہیں۔ چچا اور ماموں زادی سے شادی کرنا عین ثواب جانتے ہیں۔ پس اور جگہ کچھ ضرورت ناطہ کی نہیں ہوتی تمام جب لوگوں میں اکثر ناطہ انف بہ انف یعنی مبادلہ طور پر بہت ہوتا ہے۔ جب گنجائش خرچ اور موقع فراغت دیکھتے ہیں۔ ایک میعاد مقرر کر کے گرہ شادی کی باندھتے ہیں۔ اکثر دستور ہے کہ اہل شادی کو آمدنی پیندر یعنی بتنول سے بعد منہائی اخراجات شادی کے کچھ بچت ہوتی ہے۔ ورنہ مساوی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا کوئی کم بخت جٹ ہوگا۔ جس کو

خسارہ پڑے اس کے اوپر مزاخ ہوتی ہے۔ کہ اس کا منہا ٹوٹ گیا۔ جو اہل مقدور ہیں۔ ان کا رستہ نرالا ہے۔ بہ نسبت ہندو لوگوں کے اقوام مسلمان جس میں سے خاص کر کے غریب جٹ کو از خراجات شادی سے بڑا بچاؤ ہے۔ نہایت غریب ہندو کی شادی پر تین سو روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ اوسط درجہ کا جٹ نہایت تین بیس یعنی ساٹھ روپیہ خرچ کرے گا۔ اور ملا عقد نکاح پڑھتا ہے اور بعد شادی جُھمر کھیلتے ہیں کہ بسبب کثرت صحبت بلوچوں کے عام قوم میں اس کا رواج ہے۔ قضیہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے۔ اس کو غسل دے کر اور چارپائی گورستان میں لیجا کر دفن کرتے ہیں۔ بعد مدفون کرنے کے جنازہ پڑھتے ہیں۔ صرف تین روز قُل خوانی تک تڈہ یعنی فرش ماتم رکھتے ہیں۔ جو لوگ تعزیت پرسی کے واسطے آتے جاتے ہیں۔ بعد تین روز اپنے کام میں شروع ہو جاتے ہیں۔ کچھ بہت چھوتپہ ا۔ کسی صورت نہیں رکھتے۔ اقوام ہندو و مسلمان فیمابین ایک دوسری کی شادی اور قضیہ پر ملت اور آمد و رفت زیادہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ رواج مواضعات دیہاتی میں ہے نہ بڑے بڑے شہروں میں۔ تیسرا دیگر قوم اس میں زیادہ تر دو قوم کا حال لائق اندراج ہے۔

پہلے اوڈ بموجب شاستر یعنی تیسری اسکندر سریمت بہاگوت کے ایسا پایا جاتا ہے۔ کہ یہ قوم راجہ سگھر کی اولاد سے ہے۔ اور راجہ سگھر نے بحسب پیروی شاستر ہندوان کے جو اصل میں راجہ موصوف اہل ہنود قوم دیس سے ہے یگ ۲۔ کرنے لگا اور گھوڑا چھیرا۔ راجہ اندر نے گھوڑا اس کا پکڑ لیا راجہ سگھر مع اہل برادری واسطے تلاش گھوڑا کے گیا تو کُپل من جیو کے استھان پر پہنچا اور بادشتباہ چرانے گھوڑا کے اُن سے بے ادبی سے پیش آئے۔

ا۔ یعنی ناپاکی ۱۲۔ ۲۔ یگ بمعنی خیرات عام۔

اس کپل مُن کی سراپ یعنی غصہ سے سب اسی موقع پر فوت ہو گئے باقی جو اولاد ان کی رہی وہ مذہب ہندو لوگوں سے خارج تصور کی گئی۔ اور وہ بسبب بے کریا فوت ہونے اپنے بزرگان اور برادران کی برسٹھ ہو گئی۔ چنانچہ اب تک جوان کا پہراوہ ہے ویسا ہے کہ بایام فوعید گی اہل برادری متوفی کے رکھتے ہیں۔ یعنی پٹکا سر پر۔ منجھلا لوکا اور اوپر دہرا اوڑھ رہتے ہیں۔ جو یہ پوشاک پاک تصور کی جاتی ہے۔ بحالت کریا کرنے متوفی کے ایسے پارچات لوگ رکھتے ہیں۔ اس قوم سے ہندو لوگ شامل نہیں ہوتے اور مسلمان سے وہ خود شامل نہیں ہوتے۔ یہ درمیانی قوم ہے ان کا دستور ہے کہ جب کوئی ان میں سے فوت ہوتا ہے۔ آدھا دفن کرتے ہیں آدھا جلاتے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے مذہب میں یہ سمجھتے ہیں کہ کسی زمانہ کو دریا گنگا جو ایک ندی متبرک ہے اور ہندو لوگ اس میں جا کر غسل کرتے ہیں۔ اسی مکان فوعید گی اپنے بزرگان پر آ کریا کو شدہ کرے گا اس وقت ہم لوگ پھر ہندو ہو جاویں گے۔ شاستر میں ایسی روایت نہیں پائی جاتی واللہ اعلم بالصواب۔ مہتم و بھیل اسی شاستر سے ظاہر ہے کہ ایک راجہ تیام دین تھا وہ بڑا بے انصاف اور کارنا صواب کرنے والا تھا۔ رکھسر ا۔ وں اور راجاؤں نے مل کر اس کو مار ڈالا اور جو لوگ اس کی اولاد سے تھے ان کو اپنے مذہب سے خارج کر دیا مہتم و بھیل اس کی اولاد سے ہیں۔ تب سے یہ دونوں قوم مذہب ہندوان سے خارج اور مسلمان بھی ان کو برخلاف ہونے مذہب کے شامل نہیں کرتے مہتم و بھیل دونوں کو اس میں بڑا فرق ہے۔ مہتم ہنوز مع ایک ہنوز ملت رکھتے ہیں۔ کہ رام رام بوقت ملاقات بلاتے ہیں اور بھیل بالکل خارج المذہب ہیں۔ جلاد۔ یہ قوم ایک مالہ شاہ سید کو مانتے ہیں۔ جو اسی خاندان سے سید ہیں۔ وہ ان کے مرشد ہوتے ہیں، اور کسی کو نہیں مانتے۔ از انجا کہ جملہ اقوام میں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ سب سے کہتر اور نیچ قوم جلاد کی ہے جو باقی سب قوم انکو نیچ جانکر ان سے پرہیز کرتے ہیں۔

ا۔ رکھسر بمعنی عارف۔ ۱۲۔

لیکن خدا کی ایسی قدرت ہے کہ مذہبی معاملہ میں اُن سے کوئی گفتگو کی جاوے تو قہ کہتے ہیں کہ ہماری مذہب جیسا اور کسی کا مذہب نہیں ہے۔ کہ ہم کالک داس ہیں چنانچہ نقل مشہور ہے کہ ایک جلاد مع عورت کے غسل کرنے کی واسطے گیا۔ جب غسل کرتی تھی۔ عورت بحالت غسل تھوڑی دیر غوطہ کھا کر باہر نکلی اور اپنے خاوند کو حال دینے لگی کہ میں بحالت غوطہ کھانے کے بہشت میں چلی گئی تھی۔ جا کر دیکھا کہ بالہ شاہ جو اقوام جلاد کا اپنا مُرشد ہے مالک بہشت بنا ہوا ہے۔ اور سب کالا عالم یعنی جلاد لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ جلاد نے سوال کیا کہ کوئی اور قوم کا لوگ بھی نظر میں آیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں کوئی سیدڑہ میدڑہ یعنی کوئی سید بھی دیکھا جاتا تھا۔ پھر پوچھا کہ کوئی ملاں ملوانہ۔ جواب دیا کہ بہشت نشد، کچھ شد یعنی بہشت نہ ہوا مسخری ہوئی جو مسلمان لوگ بھی پہنچ سکیں۔ گویا کہ ان کا یقین ایسا ہوا کہ بہشت محض اقوام جلاد کے واسطے ہے۔ عجب قدرت وادر کی ہے کہ ہر انسان کے دل میں کیا خیالات فوقیت اپنے مذہب کی ڈال دیتے ہیں۔ واضح ہو کہ مختلف حالات مذاہب و رسومات ہر ایک قوم کی ایک ایک جو تھی درج ہو چکے ہیں۔ اب مجمل شاملات سب قوم کا کچھ حال لکھا جاوے۔ ظاہر ہے کہ اس ضلع کے لوگ بہ نسبت اور اضلاع ہندوستان پنجاب سے ہوشیاری و چالاکی میں فی الجملہ کم عقل رکھتی ہیں۔ لیکن جس قدر چالاک کم ہیں۔ اس سے وہ حصہ نیک چلن زیادہ ہیں۔ اُن اضلاع میں لوگوں کی پیچ کریا کرم زیادہ ہے اس ضلع میں کم لیکن جس قدر اُن لوگوں میں کریا کرم زیادہ ہے وہ اس سے وہ چند زیادہ سخت دل ہیں بلا مطلب کسی سے بولتے نہیں اگر کوئی مرتا مرجاوے پانی پینے تک مُفت نہیں دیویں گے۔ اس ضلع کے لوگ ایسے رحم دل ہیں کہ بلا واقفیت اگر کوئی اُن کے در پر آجاوے تو چاہے جس قدر غریب ہو دو وقت کی روٹی بالکل کھلا دیوے گا۔ اور عادات غریبی پر ہیں۔ جھوٹ فریب البتہ کم ہے بلا مطلب کسی سے تکرار نہیں

کرتے۔ ملت بہت زیادہ رکھتے ہیں۔ کوئی مسافر اجنبی آجاوے ان سے بڑے سلوک اور محنت سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ صدہا لوگ ہندوستان و پنجاب کے اس ضلع میں آئے ہوئے ہیں۔ جن کا دل اس ضلع کے لوگوں سے موافقت کر گیا ہے۔ وہ ہر گز ہی اس ضلع سے جانا نہیں چاہتے۔ اس ضلع کی غربت و خوش خلقی و مروت لائق تعریف کے ہے۔ اگرچہ اب چند مدت سے جس قدر لوگ زیادہ اور اضلاع کے لوگوں سے ملت کی یا ان ملکوں میں جا کر بحالت سفر ان لوگوں کے عادات دیکھی تاثیر صحبت ان کی فی الجملہ اثر کر گئی ہے مگر تاہم اور اضلاع سے ہنوز فرق ہے آئندہ دیکھا چاہیئے۔

گل سوئم:

سب سے پہلے خاندان میاں صاحب شاہنواز خان جاگیر دار راجن پور کا لائق اندراج کے ہے۔ جو قدیمانہ ذی خاندان ہے۔ مفصل حال شجرہ نسب مندرجہ ذیل سے واضح ہوگا۔ جو انہوں نے خود لکھوایا تصدیق اس کی واسطے لکھانے والا خود ذمہ دار ہوگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اب تک جو خاندان میاں صاحب کا عباسی مشہور ہے۔ ضرور اولاد حضرت عباس سے ہوں گے۔ پُرانا زمانہ کی بات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جو کہ میاں آدم شاہ سے اس خاندان میں ریاست شروع ہوئی تب سے مفصل حال جس قدر دریافت ہو سکا درج کیا جاتا ہے۔ اصل ملک اور رہائش میاں صاحب ولایت حلب میں تھی۔ اس جگہ سے میاں آدم شاہ بمشیت ایزدی کسی ناراض ہو کر 1068ء کو معہ لواحقان اور برادران خود جو بقدر تین ہزار آدم ملک کاچھ متعلقہ لاڑکانہ علاقہ سندھ میں آئے علاقہ مذکورہ میں اس وقت ریاست مردم آبڑہ کی تھی۔ سردار قوم مذکورہ نے بنظر خاندان اور شان شرائط حفظ تعلیم ملحوظ فرما کے قطعات زمینات بوجہ جاگیر میاں صاحب کو عطا فرمائی کہ چند مدت تک اس میں مسکن گزین رہے۔ بعدہ ازیں جہاں فانی بدار البقا جاودانی رحلت فرمائے

ولی عہد ان کے میاں صاحب داؤد شاہ مقرر ہوئے عرصہ سات برس تک اوپر مسند سجاد کی
رہ کر رحلت فرمائی ولی عہد ان کا میاں صالح الیاس محمد پانچ برس تک کر انتقال
فرمایا۔ میاں نصیر محمد صاحب بڑے لائق اور اہل فقیرا بلکہ کہتے ہیں چراغ خاندان کا پیدا
ہو کر بارہ برس تک اوپر مسند موروثی خود مسلط رہے۔ اس میاں صاحب کے عہد میں
بہت لوگ طالب مُریدی کے تھے۔ زیادہ ترغوغا اس خاندان کا شروع ہوا۔ بعد وفات
میاں نصیر محمد صاحب کے جب میاں یار محمد مسند نشین ہوئے بتائید آسمانی ارادہ ملک گیری
اور ریاست کا دائر کر کی ابتدا سال 1102 ہجری بعد صلاح سنجش لواحقان و مقربان خود
مکان مفروضہ اپنے سے منفصل ہو کر آگے کو قدم بڑھایا۔ س وقت ملک سندھ مردم
پلواران کے تحت میں تھا۔ ان سے چھین کر بہ تحت خود لائے۔ پندرہ برس تک خود میاں
صاحب موصوف جلوس فرما رہے بعد ازاں بتقدیر الٰہی اس جہان سے وفات پائی۔ بیٹا
ان کا میاں نور محمد صاحب ولی عہد ہوئے یہ صاحب بڑے نیک افعال اور بلند اقبال تھے کہ
بمدد طالع خود زیادہ تر رہا ریاست اپنی کو بڑھایا چنانچہ جانب مغرب سرحد بھاگ ناڑی
مردم بھروئے اور شمال سے کوٹ سبزل اور جنوب سے کراچی بندر شرقاً دریا سندھ اپنے تحت
میں کر چکے تھے۔ پچاس برس کامل فرمان روا ملک سندھ کے رہے۔ بعدہ ملک الموت
کے طعمہ اجل کا کیا قائمقام ان کا میاں صاحب میاں غلام شاہ ولی عہد مقرر ہوئے۔ انہوں
نے بھی سند باپ کو بہت اچھی طرح زیب دیا بلکہ زیادہ تر نامور ہر باب انتظام ملک اور
عقلمندی اور شجاعت وسخاوت میں ہوئے۔ چنانچہ ریاست اپنی کو بہ قوت دلیری خود اپنے
باپ سے دو چند زیادہ بڑھایا چنانچہ جنوب کی طرف سے کراچی بندر سے دور کچھ بھنج تک اور
شمال کی طرف سے ڈیرہ اسمٰعیل خان سے گذر کر کالا باغ تک سرحد ریاست خود مقرر کی۔
لیکن افسوس ہے کہ حیات ناپائدار نی وفا نہ کیا صرف چند سال رہ کر اس جہان سے راہی

ملک بقا ہوئے۔ میاں محمد سرفراز خان صاحب چھ برس تک رہے نظام ملک باپ کا بدستور
رکھا قائمقام ان میاں صاحب میاں عبدالنبی ولی عہد ہوا۔ با انتظام امورات ریاست
مصروف ہوئے۔ لیکن بخت بیوفا نے ان سے دغا کیا۔ ان کے عہد میں خاتمہ ریاست
سندھ کا ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ جب میاں غلام شاہ باپ ان کا مسند نشین تھا۔ میر بہرام
ٹالپور جو اس کا مفصل حال تواریخ تمن لغاری سے ظاہر ہے میاں غلام شاہ کے آگے
وزیر اعظم تھا جب میاں عبدالنبی ولی عہد ہوا ان کو بعض لوگوں نے نسبت میر بہرام مذکورہ
کی بابت اقدام مشورہ مفسدہ نمک حرامی کے شک ڈال دیا۔ یا رفع اس شک کے واسطے
میاں صاحب موصوف نے میر بہرام سے ناطہ مانگا اس نے بموجب رواج اپنے خاندان
کے ناطہ ندنہ دیا اس غدر پر میاں صاحب نے میر بہرام کو مار ڈالا میر بجر بیٹا اس کا اس
وقت غیر حاضر تھا۔ جب اس نے یہ حال سُنا واسطے انتقام اپنے باپ کے مفسدہ کر کے میاں
صاحب کو ملک سندھ سے نکال دیا۔ ملک سندھ پر خود قابض ہوا۔ میاں صاحب نے بحضور
احمد شاہ بادشاہ خراسان مستغیث ہو کر بمدد بادشاہ ممدوح پھر ملک موروثہ پر قبضہ پایا۔ دو سال
قابض رہے۔ دوسری دفعہ میر بجر نے پھر بلوہ کر کے میاں صاحب کو ملک سے بیدخل کر
دیا۔ اور پھر میاں صاحب وکیل اپنے بھیج کر میر بجر کو معہ احقان مروا ڈالا اور خود ملک پر
قابض ہوئے کہ اس اثناء میں میر صوبدار خان وغیرہ نے مجمع ہو کر بلوہ کیا اور میاں صاحب
کو ملک سے بدر کر دیا کہ میاں صاحب خان بکوچ ہو کر پہلی علاقہ راجن پور میں اوپر کوٹلہ
مخدوم متعلقہ نالہ دھندی جو اس وقت نالہ دھندی آباد تھا، قیام پذیر ہوئے۔ پھر میاں
صاحب نے بقوت افواج جو ساتھ آئی تھی۔ ملک علاقہ لیہ دمنکیرہ نواب سرفراز خان وشاہ
محمد خان باروزئی و محمد خان سدوزئی سے چھین لیا۔ چھ برس تک قابض متصرف ہے۔ بعد
اُس کے شاہ محمد خان و سرفراز خان لشکر تجمل کر کے آمادہ جنگ کے ہوئے کہ بعد مقابلہ محمد

عارف خان بڑا بیٹا میاں صاحب ممدوح اور چند کس وزیر خاص جام شہادت پائی اس دن میاں صاحب وہاں سے انتقال کر کے نزد راجہ صاحب راجہ بھیم سنگھ راجہ جودھ پور کی مار واڑ میں گئی وہاں سے بخدمت جناب حضرت احمد شاہ کے واسطے حقرسی ملک کے عرائض بھیجتے رہے۔ القصہ بمرور عرصہ پیش گاہ جناب بادشاہ سے محمد خان چڑ بذریعہ خلعت فاخرہ ورقم مبارک معافی علاقہ جاگیر راجن پور بالعوض مبلغ چہل ہزار روپیہ بطور ضیافت الی حقرسی ملک سندھ نزد میاں صاحب شرف اندوز سلام کا ہوا بنا علیہ میاں صاحب میاں محمد علی بیٹا میاں محمد عارف پوترہ اپنی کو دہاں سپرد راجہ صاحب میں دے کر خود بذات مع میاں تاج محمود فرزند وغیرہ لواحقان خود اسطرف علاقہ راجن پور میں رونق افروز ہوئے۔ جب کہ میاں نور محمد علاقہ سندھ میں فرمان فرما تھی۔ نواب بروہی سے ناطہ لیا تھا۔ یعنی محمد نصیر خان کی ہمشیرہ میاں نور محمد خان کی گھر میں تھی۔ جبکہ میاں عبدالنبی اس حادثہ میں مبتلا تھے۔ فضل علی خان چھوٹے بیٹے اپنے کو پاس میر نصیر خان بروہی کے بھیج دیا چنانچہ میر نصیر خان سے جو اس وقت داجل ہڑند جوان کے تحت میں تھا۔ شیر حاجی پور کا واسطے گذران معاش کی اس شرط پر کہ اول سال کا کل خراج دوسرے سال نصف تیسری سال سوم حصہ علی الدوام کے واسطے امداد کیا کہ سند موجود۔ اس عرصہ میں علاقہ جاگیر راجن پور کا بھی پیش گاہ بادشاہ سی عطا ہوا۔ میاں صاحب میاں عبدالنبی مع میاں تاج محمود بیٹا خود کوچ کر کے پہلے بمقام حاجی پور ہی وہاں اپنا قیام گاہ تجویز فرمایا کہ اب تک بدستور ہے۔ 1231 ہجری میں میاں صاحب میاں تاج محمود صاحب نے اس جہان سے کوچ فرمایا۔ میاں یار محمد صاحب المعروف شاہنواز خان مسند موروثی پر مسلط ہوئے۔ پچاس برس کامل علاقہ جاگیر عطیہ پر بہر گونہ بتوجہ حاکمان وقت ماضی قابض ومتصرف رہی۔ 1872ء میں میاں صاحب ممدوح کا وصال ہوا۔ میاں خان محمد خان المروف شاہنواز خان نے مسند موروثی پر زیب فرمایا۔

سرکار انگریزی نے بنظر علو خاندانے میاں صاحب ممدوح الطاف شاہانہ خود علاقہ جاگیر مذکور بدستور بحق میاں صاحب باوجودیکہ جاگیر عہد حین حیات میاں صاحب شاہنواز خان تک تھا۔ بحال وجائز فرمایا۔ کہ اب ان کی تحت میں ہی اور میاں صاحب بڑی اہل خرچ اور ذی خاندان ہیں۔ برادران ولواحقان جو وقت ریاست سندھ سے اکثر ساتھ آئے تھے۔ اسی ملکڑہ جاگیر پر گزران کرتے ہیں۔ آمدنی جاگیر نامدار تخمیناً 15 ہزار اوسط سالیانہ ہے۔ بموجب ذیل تقسیم ہوتا ہے۔

اول مبلغ تین ہزار روپیہ نذرانہ نکالا جاوے باقی۔۔ ہزار میں سے مبلغ پندرہ سو روپیہ میاں ایزدیار خان بھائی حقیقی احمد یار خان صاحب مرحوم اور بالفعل ایک ایک ہزار روپیہ صاحبزادگان میاں غلام حیدر خان اور میاں خان محمد خان برادران حقیقی میاں صاحب جاگیردار حال کوتا ادائی قرضہ جو وقت بڑی میاں صاحب مرحوم سے عاید ہے ملتا ہے بعد ادائے قرضہ پندرہ پندرہ سو روپیہ پاویں گی جو پیشتر انتظام جاگیر ہذا اگلا تحت خود جاگیردار صاحب میں تھا۔ 1857ء میں بنظر قرضدارے میاں صاحب جو بقدر چالیس ہزار روپیہ قرض ذمہ میاں صاحب کے ہو گیا تھا۔ پرداخت جاگیر بمراد سبیل قرضخواہان وغیرہ سرکار انگریزی اپنی معرفت فرمایا کہ باقبال سرکار سال حال تک قرضہ ادا ہو چکا اور بہ نسبت سابق جاگیر روز بروز ترقی میں ہے۔ یعنی جس وقت سرکار نے انتظام ملک اپنی ہاتھ میں لیا آمدنی سالیانہ بقدر چھ ہزار کے تھی اب سترہ اٹھارہ ہزار سالیانہ تک ہے۔ اور واسطے انتظام جاگیر سرکار سے عملہ حسب ذیل جاگیر میں مقرر ہے۔ سپرنٹنڈنٹ 40، نائب سپرنٹنڈنٹ 20، محرر جاگیر 17، پٹواری 20، چپراسی 5۔

اور بٹائی جتنی غلہ مثل سابق ہو کر جمع ہوتا ہے۔ اور بموجب حکم صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر فروخت ہوتا ہے۔

شجرہ نسب میانصاحب شاہنواز خان جاگیردار

تہلا عباسی

بہلا عباسی

حسنین عباسی

محمد عباسی

حمید عباسی

دودہ عباسی

نور شاہ عباسی

ادھم شاہ عباسی

داود عباسی

الیاس محمد

نصیر محمد

یار محمد

نور محمد

غلام شاہ

عبدالنبی

تاج محمد

احمد یار خان عباسی — الحضرت شاہنواز خان — احمد یار خان

خان محمد خان — غلام حیدر خان — جان محمد خان

عطا محمد خان

لطف محمد خان

حال اقوام سدوزئی افغان

واضح ہو کہ مفصل حال قوم افغانان کتاب حیات افغانی میں پیشتر تشریح ہو چکا ہی اس واسطے زیادہ تر مفصل درج نہیں کیا گیا۔ صرف مختصر حال ان لوگوں کا جو قوم سدوزئی سے بشہر ڈیرہ غازیخان سکونت پذیر ہیں۔ اور بزرگان ان کے بعلاوہ یا گذشتہ معزز رہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ وجہ تسمیہ سدوزئی کے یہ ہی کہ مورث اعلیٰ اس قوم کا سدو خان تھا اوس سے جو اولاد پیدا ہوئے۔ وہ سدوزئی کہلاتی ہے۔ سدو خان کے چار بیٹے تھے۔

سدو خان

خضر خان	خان محمد خان	بہادر خان	؟کن خان	زعفران خان
اس کی اولاد کہ مشہور ہی اسی قوم میں بادشاہان ذیل ہوئے احمد شاہ - محمود شاہ - تیمور شاہ بادشاہ شاہ زمان شاہ شجاع	اس کی اولاد خان خیل کہلاتے ہیں اس قوم میں نواب مظفر خان والی ملتان کا تھا، جو ملتان میں عند فوج کشی مہاراجہ رنجیت سنگھ شہید ہوا	یہ قوم بہادر خیل مشہور ہے اس قوم تین خاندان شہر ڈیرہ غازیخان کمال جس کا حال ذیل میں بیان ہو گا - اور اس قوم سے نواب محمد خان و نواب حافظ خان و نواب شیر محمد خان وغیرہ بضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان وغیرہ موجود ہیں	یہ قوم ...کن خیل کہلاتی ہے اس قوم سے حبیب خان [illegible] ڈیرہ غازیخان کا ہوا جس کی اولاد عبدالرحیم خان موجود	یہ قوم زعفران خیل مشہور ہے -

جب تیمور بادشاہ خراسان کا تھا - حاجی محمد شریف خان بہادر خیل نواب ڈیرہ غازیخان کا مقرر ہوا - جس کا خاندان بموجب ذیل ہے
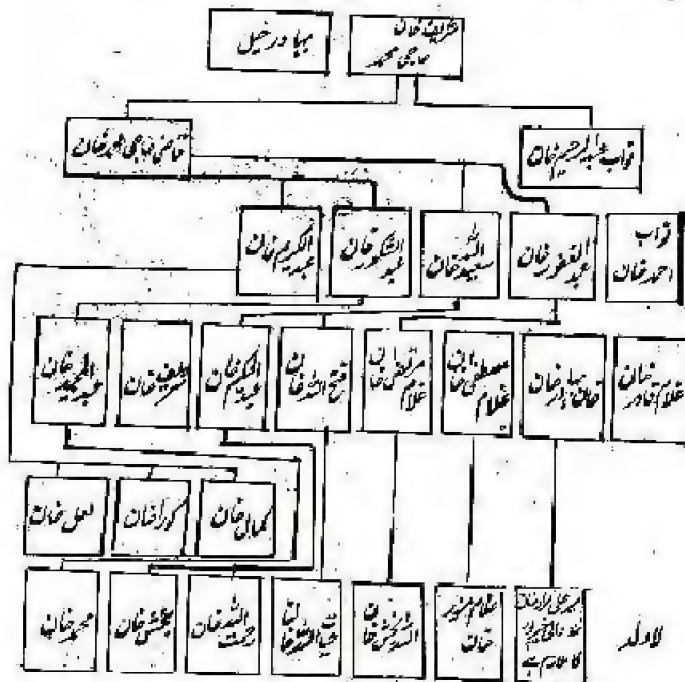
فوتیدگی حاجی محمد شریف خان نواب عبدالرحیم خان پسر کلاں نواب ڈیرہ غازیخان
کا رہا اور پیش گاہ بادشاہ خراسان سے۔ حاجی محمد خان کو عہدہ قضا عطا ہوا کر
اس کی اولاد قاضی خیل مشہور رہے بعد عبدالرحیم خان احمد خان نواب
ڈیرہ ہوا کر لاولد فوت ہو گیا۔ اس عرصہ میں دو خاندان بہادر خیل ڈیرہ غازیخان
میں آئے چنانچہ سلطان خان، دوست محمد خان اسے سلطان خان کے بیٹے کی
شادی ساتھ نواب احمد خان کے ہوئی تھی۔ اولاد سلطان خان بموجب ذیل
ہے۔
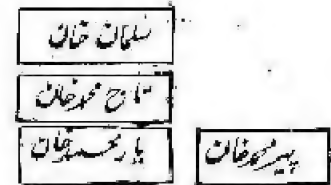
شجرہ اولاد دوست محمد خان بہادر خیل
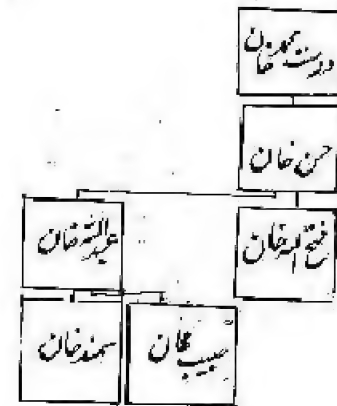
باتفصل قوم بہادر خیل سے غلام مصطفےٰ خان قاضی خیل رئیس مشہور سنہ ۱۸۶۰ء تک
رسالدار رسالہ پولیس کا غلام مصطفےٰ خان مقرر رہا بعد اس کے مستوفی ہوا
پنشن سرکار سے ملتی رہتی ہے۔ اور بیٹا اس کا غلام محمد خان تھانہ دار مقرر ہے
لیعلاوہ ازیں بادشاہت مُنتخے و خراسان حبیب خان کامران خیل صوبہ
نواب شہر ڈیرہ غازیخان کا ہوا۔ جس کا شجرہ نسب بموجب ذیل ہے۔
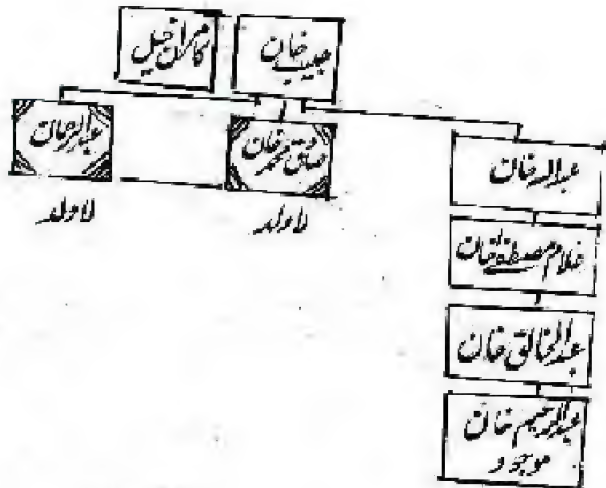
گل چوتھا:

قصہ حالات خاندان بلوچی بمطالعہ کتب زمان ماضی ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ قوم قدیم الایام سے مشہور زورآور و سرکش تھے۔ چنانچہ کتاب شاہنامہ میں ایک ذکر ہے۔

بیت:

ے آمد خبر خدمت بادشاہ
کہ گشتہ زمین از بلوچی سیاہ

اسی وقت زمانہ سلطنت نوشیروان کا تھا کہ یہ بادشاہ ایشیائی کے بادشاہوں میں مشہور عادل ہوا ہے کہ اب تک لوگوں میں نام اس کا بعد معروف 831ء میں جب تخت ایران کو اپنی جلوس سے زیب دے کر افغانستان کو دوبارہ مطیع کیا اور اپنی سلطنت کے حدود مشرقی کو دریا سندھ تک بڑھایا۔ اس عرصہ میں اقوام بلوچی پر جو مشہور سرکش تھی۔ چڑھائی کر کے تباہ کر دیا۔ تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ قوم اس قدر زورآور و سرکش تھے کہ بادشاہ نے خود ان پر چڑھائی کی اور یہ ذکر ظہور اسلام سے پہلے کا ہے گویا قوم بلوچی ظہور اسلام سے بھی پہلے تھی۔ وجہ تسمیہ لفظ بلوچی کا ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ بلوچ لغت حلبی میں بادیہ نشین کو کہتے ہیں۔ تو یہ قوم ابتدا نواحیات، حلب، گرم سر، سیستان، وغیرہ بلاد تعلق ایران سے کوہستان و دامان میں سکونت پذیر تھے۔ اس سبب بلوچ مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اب تک بھی یہ قوم زیادہ تر دامان و پہاڑ میں اماکن گزین رہتی ہے۔ حال انتقال ان کا اس ملک سے اور آنا اس علاقہ وغیرہ میں بمطالعہ ایک کتاب یادداشت پُرانا و تیرا ز روئی دریافت حال مُسن اور زئی خاندان بلوچستان و شعر بلوچی مصنفان زبان جو سینہ اب تک یاد و تازہ چلی آتے ہیں۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب اما مین فیما بین یزید و حضرت امام حسین کے ہوئی تو یہ ۶۰ ھ ہجری مطابق 634ء کے تھا تصدیق سنہ و تواریخ ابیات ذیل ظاہر ہے۔

ابیات:

ے آندم کہ بر حُسنیان تیغ جفا کشید   روح الامین گفتہ قلبِ نبی برید
گفت ہاتف زغیب مسکینی   سر دین را برید بے دینی

مصرعہ اخیر سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ اور زود مغہ ہے۔ اول لفظی معنی یہ ہیں کہ امامین جو سردار دین کے تھے۔ اس کو کاٹا یزید بے دین نے۔ دوم سر لفظ دین کا حرف د ہے۔ جب اس کو کاٹ دیا باقی رہا ی اور ن لفظ کے عدد 10 ن کے 50 یہ ہوتا ہے 60ھ ہجری اقوام بلوچی ساتھ امامین کے مدد و معاون تھے یعنی امامین نے بموجب فریب دہی یزید اور اہالیان کوفہ طرف کوفہ کی کوچ کیا۔ اس وقت اقوام بلوچی نے واسطے پہنچانے امامین کے مدد دی۔ جب امامین شہید ہوئی۔ اور یزید نے تخت مدینہ پر تسلط پایا بنظر اس کے کہ اقوام بلوچی نے امامین کو مدد دی تھی۔ واسطے قتل اور پا کوبی اقوام مذکور کے حکم دیا۔ اس باعث وہاں سے خانہ بکوچ ہو کر مقام کرمان میں پہنچے اس زمانہ میں صوبہ کرمان کا شمس الدین تھا۔ علمشق رومی سردار اقوام بلوچی کا وگیرہ اقوام بلوچی اس کے علاقہ میں وقت زدہ اور امان طلب گئے۔ اس نے اچھی خاطر داری کی۔ چنانچہ علاقہ کرمان میں بلوچ لوگ مسکن گزین ہوئے مدت تک اس علاقہ میں آرام چین سے رہی جب شمس الدین صوبہ اور علمشق رومی دونوں فوت ہو گئے تھے۔ بدرالدین بجائے باپ خود حاکم کرمان تھا۔ مسمی گل چراغ بیٹا علمشر ومی سردار بلوچستان سے بلحاظ اس کے کہ آج کل بلوچ لوگ آسودہ اور زور میں ہیں۔ شاید باغی اور سرکش ہو جائیں۔ چالیس ناطہ یعنی سری پچلی ایک ناطہ جو اس وقت کل چالیس پچلی تمن بلوچی کے تھی۔ طلب کیا اقوام بلوچی

نے پیشتر کبھی غیر قوم میں ناطہ نہ دیا تھا۔ اس بات کو ناگوار تصور کر کے واسطے رفع الوقتی یہ تجویز کی کہ چالیس نفر طفلک بے ریش چنانچہ ایک کس مسمی فیروز منجملہ خاندان سردار کے اور 39 نفر فی نفر پہلے ایک لڑکا لیکر ان کو پوشاک زنانہ پہنائی اور پاس حاکم مذکور کے بھیج دی اور بلحاظ اس کے کہ جب یہ فریب حاکم مذکور کو ظاہر ہو گیا۔ زیادہ ترسختی سے پیش آوے گا خانہ بکوچ ہوئے۔ تھوڑے روز بعد حاکم مذکور اس ماجرہ سے مطلع ہو کر ان چالیس نفر طفلکوں کو قتل کروا ڈالا۔ اور افواج واسطے سرزنش اقوام بلوچی تعینات کی چنانچہ بلوچ لوگ وہاں سے بھاگ کر مقام کیچ مکران متصل سیستان کے آئے اور اس ملک پر قابض و متصرف ہو کر مدت تک اس ملک میں رہے۔ بموجب ذیل خاندان سردار میں ستار بند ہوئے۔
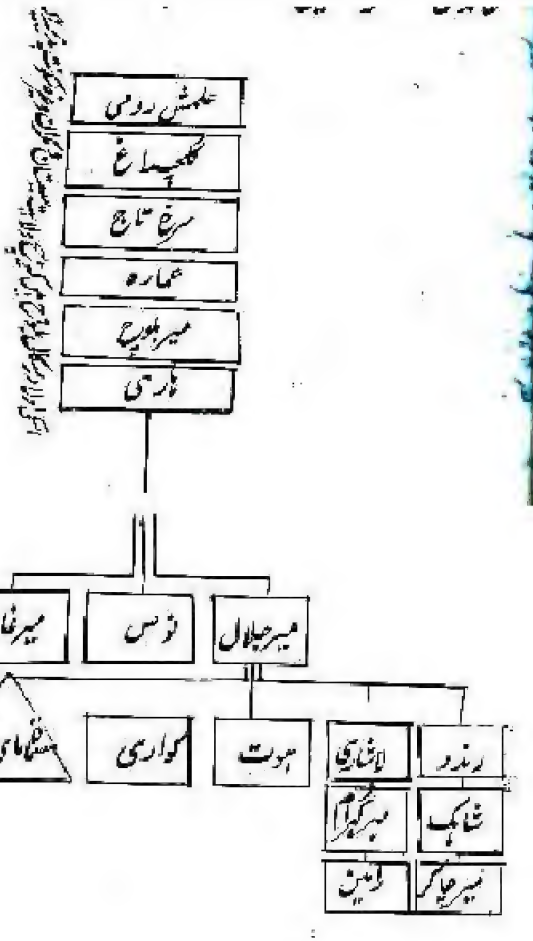
میر تال کے اولاد کے نام سے پانچ شاخ اقوام بلوچی کی مشہور ہوئی۔ ا۔ رند ۲۔ لاشاری ۳۔ ہوت ۴۔ کواری ۵۔ جتوئی ان کی اپنی اولاد اور نیز جو لوگ علیحدہ علیحدہ ان پانچوں کے ساتھ ملحق ہو گئی۔ ان کی عام قوم وہی مزہور ہوئی۔ اور پہلی علیحدہ رہی۔ چنانچہ اب تک بھی جو اکثر تمنات بلوچی کے موجود ہیں۔ تمن کا نام ایک جو سردار کے خاندان کا مشہور ہے اور پہلی علیحدہ علیحدہ ہیں۔

مثال: گورچانی گورش نامی شخص بزرگ جدِ دار تمندار گورچانی کا تھا۔ گورش سے تمن گورشانی مشہور ہوا۔ جو اب غلط عام میں گورچانی بولا جاتا ہے۔ اس کی نیچی چند پھلی یا لشاری شکہلانی تپانی کی وہ دوسری قوم اور تمن سے ہیں۔ اب سب ایک نام گورچانی کہلاتی ہیں۔ جب یہ قوم بلوچی زیادہ پھیل گئی اور قدیم سی پیشہ لوٹ مار اور سرکشی کا رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ بقوت بازو خود ایک قلاتؔ و کچھیؔ، سیوی، گنڈہ واہؔ تک جو اس وقت بعلاقہ کچھی جام سندو حاکم وقت تھا۔ اس کو مغلوب کر کے خود قابض و متصرف ہو گئے۔ جب علاقہ کچھی میں چند عرصہ گزرا تھا۔ میر شاہک رند اور گہرام لشاری علاقہ مذکور میں فوت ہوئی میر چاکر سردار رند اور رامین خان سردار لشاری اپنی اپنی قوم کے تمندار تھے۔ اس زمانہ میں یہ دو فرقہ قوم بلوچی کے مشہور اور زور میں برابر تھے۔ اتفاقاً ایک دن مسمی ریحان برادر زادہ میر چاکر سردار رند اور رامن لشاری نور حق رہیں خان سردار لشاری نے بموجب رواج بلوچی (گو مقرر کر کے اپنی اپنی اسپان دوڑائی) گو کا رواج قدیم الایام سے تا آج تک اس قوم میں برابر چلا آتا ہے۔۔۔ تشریح اس کی یہ کہ کچھ نقدی یا کوئی جانور بقدر اندازِ نہاد گو کے مقرر کر کے ایک میدان میں وہ گو رکھتی ہیں اور ایک موقع سے باندازِ فاصلہ دو تین میل کے ہوگا۔ سب لوگ اپنی اپنی گھوڑی عمدہ و چالاک شامل ہو کر دوڑاتی ہیں۔ جس کے گھوڑی سب سے پیشتر موقع گو پر پہنچ گئے وہ گو مذکورہ اٹھا لیتا ہے۔ یہ گو اکثر موقع شادی وغیرہ روز خوشی اہل شادی رکھتی ہے۔ جب ان دونوں گھوڑے دوڑائی کہتی ہیں۔ کہ گھوڑے لشاری کے پیشتر موقع گو پر پہنچے تھے۔ لیکن رند نے پیشدستی کر کے پیشتر پہنچنا اپنی گھوڑی کا موقع گو پر ظاہر کیا اور گو اٹھا لی۔ اسی پر فیمابین دونوں اقوام کے تکرار شروع ہوا مسمی رامن مذکور نے اس غوصہ میں مہاران شتری مسمات گوہر جتنی کے جو ہمسانگرت اور توسل میر چاکر رند میں رہتی تھی غارت کی اس پر زیادہ تکرار ہو

گیا۔ چنانچہ فیمابین دونوں کے سخت جنگ ہوئی مسمی میران سوتر میر چاکر معہ سات سو نفر اقوام رند کے اسی موقع پر قتل ہوا اور اقوام رند کے مغلوب ہو کر روبفرار ہوئے میر چاکر بحضور بادشاہ ایران جو اُس وقت سلطان حسین بادشاہ تھا جا کر استغاثہ کیا اور مدد طلب ہوا چنانچہ مسمے ظلنون غلام مع فوج شاہی واسطے سرکوبی مردمان لشاری کے مامور ہوا۔ عند المقابلہ مسمی رامن سرگروہ لشاری مع پانصد نفر لشاری قتل ہوا اور باقی قوم لشاری اکثر روبفرار ہو کر طرف بھکر ٹھٹھہ و حیدر آباد سندھ چلی گئی۔ اور اب تک موجود اور بعضوں نے پناہ گزین ہو کر اطاعت میر چاکر میں رہنا منظور کیا کہ تا حال مقام چھل علاقہ کچھی متعلقہ قلات رہتی ہیں۔ تب سے اقوام رند زیادہ تر زور میں ہو گئے۔ 1540ء میں جب ہمایوں بادشاہ تخت نشین خراسان ہو کر طرف ہندوستان عازم ہوا۔ اس رستہ درہ بولان سے ایک دستہ فوج شاہی ہندوستان میں آیا اس وقت میر چاکر سردار بلوچی بھی معہ چند اقوام بلوچی بنظر خدمت بادشاہ موصوف بامید غارتی ملک شامل فوج شاہی کے قلات سے طرف ہندوستان کے روانہ ہوا۔ چنانچہ اُسی عرصہ میں یہ چند تمنات مزاری گورچانی وغیرہ اس پہاڑ متصلہ ضلع ہذا پر بباعث پسند آنے گھاس و موقع امن کے قابض و متصرف ہو گئے۔ خود میر چاکر معہ چند اقوام دہلی تک ہمراہ فوج شاہی کے گیا۔ جب ملک ہندوستان پر ہمایوں بادشاہ نے فتح پائی تب علاقہ ستگھرہ بطور جاگیر میر چاکر وغیرہ مردم بلوچی کو دیا اور خود میر چاکر مع چند اقوام بلوچی اُس مقام پر رہ کر فوت ہو گیا کہ اب تک مقبرہ میر چاکر ستگھرہ[۱] میں موجود ہے۔ بعض اقوام لغاریؔ، دریشکؔ، گوپالکؔ، جتوئی وہاں سے واپس ہو کر اس علاقہ میں اوپر پہاڑ و دامان متصل علاقہ ہذا کے مسکن گزین ہوئے۔

۱۔ ستگھرہ ضلع منٹگمری میں ہے۔ ۱۲۔

جب میر چاکر ہندوستان کو گیا تھا۔ اکثر اقوام بلوچی بہ ہمراہ مسمیان محمد اور ابراہیم سوتر برادران میر چاکر بدستور علاقہ قلات میں رہ گئے تھے۔ اب تک پہلی سردار ڈوکی کے مدانی و براہمان مشہور میر جلال خان سردار قوم ڈوکی کا ہے۔ ڈوکی اصل میں قوم رندکی ہے ڈوکی اس واسطے مشہور ہو گیا کہ ڈومک کی رود تھی اور یہ لوگ اس پر سکونت رکھتی تھی۔ اسی سبب ڈوکی مشہور ہو گئی۔ یہ قدیمانہ خاندان سردار بلوچی برادری میر چاکر رند کی ہے۔ اور بعلاقہ لہڑی و کچھی متصلہ قلات سکونت پذیر ہے۔ جو کہ بعد اس کے چند اقوام بلوچی چنانچہ مری بگٹی وغیرہ علاقہ قلات سے علیحدہ ہو کر اوپر پہاڑ متصلہ علاقہ ہذا بعد نکالنے اقوام افغانستان یعنی کاکڑ موسیٰ خیل زرکھان خود قابض ہو گئی۔ اور تمنات مزاری، گورچانی نیچے زمین کی طرف بعلاقہ ہذا جو اکثر ویرانہ تھا صرف نہڑوں کے قبضہ میں چند مواضعات آبادتھی۔ رُخ نہاد ہوئی اور اس عرصہ میں غازیخان مرانی جو وہ بھی ڈودائی بلوچ تھا۔ پہاڑ سے زمین پر آکر یہ شہر ڈیرہ غازیخان آباد کیا اور اقوام بلوچی سے جیسا جس کو موقع ملا اکثر علاقہ ویرانہ تھا۔ اور بعض کمزور لوگ قابض تھے۔ انکو نکال خود قابض ہو گئے۔ اس طرح یہ قوم بعلاقہ ہذا بڑھتی بڑھتی بڑھ گئی۔ گویا کہ علاقہ قلات میں اقوام بلوچی کا زور کم ہو گیا۔ اقوام بروہی علاقہ قلات پر تاخت لا کر قابض ہوئی بلکہ اقوام بلوچی کو بھی بقوت اور جوانمردی خود زیر اطاعت خود کیا تا بحدیکہ اقوام بلوچی مری و بگٹی اندرون پہاڑ متمکن تھے۔ وہ بھی رعایا خانصاحب سردار بروہی کے ہوئی۔ مطلب کہ جیسا میر چاکر سردار بلوچی کسی زمانہ میں والی قلات کا تھا۔ اس طرح خان بروہی کا قائمقام ہوا۔ چنانچہ اب تک اکثر اقوام بلوچی جو اس علاقہ سرحد قلات میں ہے۔ رعایا خانصاحب خداداد خان والی قلات کے کہلاتے ہیں۔ اب اس موقع پر تشریح احوال خانصاحب والی قلات کی ضرورت نظر آئی۔ اس لئے جہاں تک معلوم ہو سکا ظاہر کیا

جاتا ہے۔ واضح ہو کہ قوم بروہی کے بھی بلوچ مشہور ہیں۔ لیکن دیگر اقوام بلوچی سے جنکا ذکر اوپر ہوتا رہا بالکل الگ۔ اور بھی اس قسم بہت اقوام بلوچی کے بعلاقہ سیستان و حلب وغیرہ جہان سے یہ اقوام آئی ہوں گی۔ کیونکہ کتاب شاہنامہ میں جو قوم بلوچی کا ذکر ہے وہ نہایت کثرت پر دلالت کرتا ہے وجہ تسمیہ لفظ بروہی کا یہ ہے کہ روہی پہاڑ نشین کو کہتے ہیں۔ اور بُ فی لفظ فارسی اس کا حسنی ساتھ ہوتا ہے گویا کہ لفظ بروہی کا حرفی معنی (ساتھ پہاڑ کے بیٹھنے والا ہوتے ہیں) یہ قوم قدیم سے پہاڑ اور متصل دامان اس کے رہتے تھے۔ اس لئے بروہی مشہور ہو گیا۔ اصل قوم بروہی کے یکجدی بموجب ذیل ہے۔

احمدزئی، تمرزئی، گورکائی، کنبھرائی، رودنی، سرفرئی، منگل باقی قوم پیچھے شامل ہو گئی قدیم سے سرداری خاندان احمدزئی میں چلے آتے ہیں۔ جو بڑا بھائی احمد خان تھا شجرہ نسب بموجب ذیل ہے۔
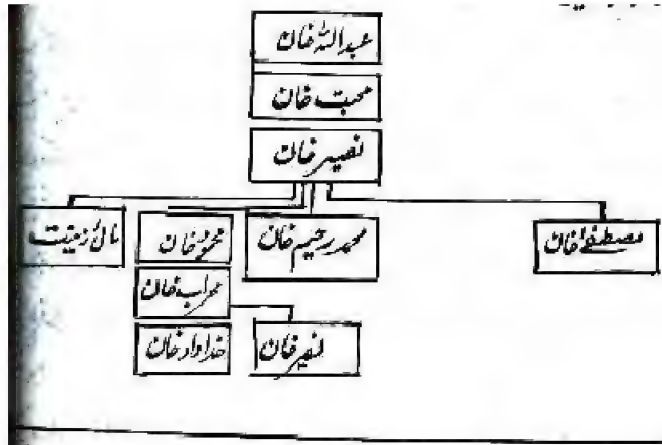
ا۔ حال خانصاحب والئی واقوام بروہی۔

آنا اس قوم بھی حلب سے اس عرصہ میں جب اور اقوام بلوچی آئی پایا جاتا ہے۔ جب میر چاکر وغیرہ اقوام بلوچی علاقہ قلات پر قابض تھے یہ قوم علاقہ سیستان و مکران وغیرہ متصل اس کے رہتی تھی۔ جب علاقہ قلات میں دیگر اقوام بلوچی کا زور کم دیکھا تب تاخت لا کر خود قابض ہو گئی اور مندھو خان سردار قوم رند کا لڑائی میں مارا گیا کہ قبر اس کی خاص قلعہ قلات میں موجود ہے۔ جب اقوام بروہی نے علاقہ قلات پر قبضہ پایا کوئی خلاصہ فوج یا پلاٹن وغیرہ مقرر نہیں تھے۔ صرف بمدد اور قوت ایک دوسری اقوام برادری کے کامیاب ہوئی تب سے یہ دستور تھا کہ والی قلات کا جملہ انتظام جنگی و مالی بروہی لوگوں کی معرفت تھا۔ اور کوئی فوج یا غیر وزیر و معتمد زیادہ ان سے نہیں تھا۔ اور سرداران بروہی کو معافیات و جاگیرات بقدر انداز مقرر تھے۔ علاقہ نقدی ششماہی بھی ملا کرتے بتفصیل معافیات و جاگیرات وغیرہ تخمیناً آمدنی سرداران بروہی جو ابتدا سے تا عملداری خداداد خان والی قلات نصف کے بقدر معافی و انعام وغیرہ پیداوار کل علاقہ بروہی لوگ متصرف ہوتی رہی۔ اور باقی نصف خان صاحب والی قلات۔ بموجب رسم بلوچی خانصاحب والی قلات بمنزلہ تمندار اور سرداران بمنزلہ مقدم اور باقی اقوام بروہی تمن تھا ایک دوسرے کے اتفاق اور صلاح سے کام کرتے تھے اور مہتم و کارپرداز تمام علاقہ کچھی و قلات کے منجملہ سرداران بروہی کے ہوتے تھے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ سے جو بعملداری نصیر خان بھائی خداداد خان کاردار مقرر تھے۔ تفصیل ان کی یہ ہے۔

محمد حسن کاردار	محمد امین	خیر محمد مینگل نائب
یعنی نائب بھاگ	گنڈہ واہ	ڈاڈہر
فقیر محمد قوم بیزن جو	عظیم خان	نور محمد ریکیانی دادلدتا
نائب کچ	نائب پنجگور	نائب شال

نصیر خان ہنگل زئی
نائب بھاگ

واضح ہو کہ بروہی کے قوم زیادہ تر دو حصہ پر منقسم ہے ایک سراہان جن کی تفصیل
مع تعداد معافیاں وغیرہ اوپر نقشہ میں درج کی گئی۔ دوسرا جھلاوان ہے جو اس کی تفصیل مفصل
پہلی دار معلوم نہیں ہو سکی لیکن قریب اس انداز کے ہوگا۔ جب اقوام بروہی نے اول
وقت علاقہ قلات پہ تصرف کیا۔ اس وقت صرف علاقہ قلات مُستنگ وشال ومنگوچر
بروہی کے تحت میں تھا۔ علاقہ بھاگ ناڑی گنداوا دہادہر میاں صاحب سرای والے
سرحد سندھ کی تحت میں اور جو بجانب شرق علاقہ کچھی مشہور ہے تحت والی سرحد سندھ
فیمابین عبداللہ خان بروہی والی قلات اور یار محمد سرائی والی حیدرآباد سندھ اس سرحد پر تکرار
ہو چنانچہ عبداللہ خان لڑائی میں مارا گیا۔ اس وقت احمد شاہ بادشاہ خراسان کا تھا۔ یہ
1758ء تخمیناً ہوگا۔ محبت خان بیٹا عبداللہ خان بخدمت بادشاہ ممدوح کے مستغیث
ہوا۔ حسب الحکم شاہی یہ ملک بھاگ ناڑی، دہادہر، گنداوا محبت خان والی قلات کو
میاں صاحب والی سندھ سے عوض بہاء خون عبداللہ خان کے ملا لیکن محبت خان اُس فیصلہ
پر قائم نہ رہ کر خود بخود میاں صاحب موصوف سے تکرار شروع کیا۔ جب بادشاہ کے فیصلہ
سے محبت خان منحرف ہوگیا۔ اور وہ باپ کے عوضہ لینے پر مستعد تھا۔ بادشاہ نے محبت
خان کو پکڑوا کر مروا دیا، اور نصیر خان بیٹا محبت خان کو قید کر دیا۔ ہنوز نصیر خان نظر بند
تھا۔ کہ علی مردان خان نامی مغل ہرات میں باغی ہوگیا۔ شاہ موصوف نے اس خدمت پر میر
نصیر خان کو تعینات کیا۔ چنانچہ میر نصیر خان نے علی مردان خان کو مغلوب کر کے اس پر فتح
پائی۔ اس خدمت پر ملک متعلقہ قلات پر بدستور نصیر خان کے سپرد ہوا اور مبلغ ایک لاکھ
روپیہ سالانہ بابت سری مائی نصیر خان کے مقرر فرمایا بعد اس کی جب احمد شاہ دہلی پر
تاخت لایا تب سے میر نصیر خان مع فوج بلوچی ماتحت خود بمدد بادشاہ ممدوح ہندوستان

تک گیا۔ بعد فتح ہوجانی تحت دہلی بادشاہ ممدوح نے اس ضلع میں علاقہ داجل ہڑند شمالاً تاحد گنھیر جنوباً حد فتحپور علاقہ تحصیل راجن پور تک میر نصیر خان کو عطا فرمایا چنانچہ اب تک علاقہ مذکور نصیر خان کہلاتی ہے۔ یہ شخص میر نصیر خان بڑا بہادر اور زور آور تھا۔ اس نے بقوت و دلیری خود جملہ بلوچستان پر خوب رُعب اور سیاست جمائی چنانچہ جملہ تمنات پہاڑی و زمین نشین خائف اور تابع امر رہتے تھے۔ تمنات مری و بگٹی ہے۔ جب تک میر نصیر خان زندہ رہا مقدور نہیں تھا۔ کہ کوئی حکم عدولی کرے۔ جو تمن سرکشی و حکم عدولی کرتا تھا، اُسکو بذریعہ افواج بلوچی بخوبی سرزنش اور گوشمال کرتے تھے۔ اس زمانہ میں داجل ہڑند سے براہ درہ چھاچھڑ وغیرہ مقامات متصلہ اس کے براہ پہاڑ سیاہ آف معروف ڈیرہ ببہرک اور کہان وکچھی ولہڑی وقلات کو رستہ بخوبی جریان اور آمد و رفت عوام الناس اور قافلہ جات بیوپاریاں بہت زیادہ تھے اکثر لوگ اقوام بروہی جو اہلکار و کار پرداز علاقہ داجل ہڑند کے منجانب میر نصیر خان کے آتے تھے۔ تو اس رستہ سے اور چند دکانات ساہوکاران علاقہ بھاگ ناڑی یعنی کچھی اس علاقہ داجل ہڑند مقرر تھے۔ حال آمد و رفت قافلہ جات سوداگری پُرانا بندیات موجود ساہوکاران راجن پور و داجل وغیرہ اور نیز خود ساہوکاران موجودہ سے تصدیق ہوئی ہے۔ ایسا دستور تھا کہ قافلہ راجن پور و مٹھن کوٹ براہ سنی معروف تمندار دریشک اور قافلہ جات علاقہ روجھان معرفت تمندار مزاری اور قافلہ جات داجل و ہڑند معرفت تمندار گورچانی جاتے تھے۔ تمندار مذکورہ اپنی حدودات سے گزار دیتے تھے۔ آگے تمندار بگٹی و مری اپنی اپنی حدودات میں نگاہبانی کر کے پہنچا دیتے تھے۔ قافلہ جات براہ شاہپور و فلیجی شہر بھاگ وغیرہ علاقہ کچھی میں جاتے تھے۔ کچھی سے پھر رستہ بولان طرف قلات و قندہار کھلا ہوا تھا۔ ساہوکاران علاقہ ہذا و علاقہ کچھی بذریعہ ہنڈیات و

چھٹیات مثل علاقہ سرکار جیسا بالفعل رواج ہے ایک دوسرے سے بیوپار کر سکتے تھے۔ تمندار جن کی حدودات سے قافلہ جات گزر کرتے تھے بموجب تفصیل ذیل ہے۔ ایک رقم بنام نہادسنگ بطور زکوات کے علاوہ حق بدرتی لیتے تھے۔ تمنداران دریشک یا گورچانی یا مزاری جن کے رستہ سے قافلہ جاوے Z بار شتر وزنی ۸۔ خرید فروخت شتر مویشی تمندار بگٹی Z بار تمندار مری تمندار ڈومکی علاقہ کچھی سرحد قلات یعنی شتر یا ازو آZ مہار ۸ لہ Z۲۴ بار Z بار لہ ہزار قریب ہزار ہا روپیہ کے صرف یہ آمدنی ان سرداروں کی ہوتی تھی۔ جن تک یہ علاقہ قلات سے متعلق رہا۔ نہایت امن سے رستہ کھلا ہوا تھا۔ عموماً اجناس ذیل کی آمد و رفت تھی۔ اور جس کا اوسط منافع بھی نقشہ ذیل سے دکھایا جاتا ہے۔ تفصیل اشیائے کہ علاقہ راجن پور داجل ہڑند سے خرید ہو کر طرف بھاگ ناڑی وغیرہ علاقہ قلات اندرون پہاڑ جاتی تھیں۔

سرخ علاقہ ہذا بعلاقہ قلات	پارچہ ملکی	قند سیاہ	شکر شروع	تمباکو	لونگی ہا	نیل سیاہ	روغن سیاہ	نمک شور	میزان
نرخ علاقہ ہذا	Z روپیہ ۱۹۰ گز	۵	۲	۳	۳	۵۰	۸	ہتھیہ ۱۲	۹۳
نرخ علاقہ قلات	Z روپیہ ۱۳ گز	۸	۱۰	۸	لونگے ۲	۷۰	۱۲	۳۰	۵ ۱۵۵
اوسط منافعہ	۵	۳	۴	۳	۲۰	۲۰		۲۴	

تفصیل اشیائے جو علاقہ بھاگ ناڑی وغیرہ جو علاقہ قلات سے خرید ہو کر بعلاقہ راجن پور و داجل ہڑند وغیرہ آتی تھیں۔

شرح نرخ	گندرن	بادام	کھجور	تمرہ	چٹائی	مہاران شتری	مرکبان خر	راسان گائی	میزان
نرخ علاقہ قلات	۴	۸	۴	۸	Z روپیہ قیمت سے کم ۸	Z مہار ۵مہ۲۰	Z مرکب ۵	Z راس ۹	۵۶ ۸
نرخ علاقہ ہذا	۶	۱۰	۶	۱۴	۵	۴۰	۱۰	۱۲	۸۰ ۸
اوسط منافع	۲	۲	۲	۴	۵	۱۵	۵	۳	۲۶ ۶

جب علاقہ داجل ہڑند، علاقہ قلات سے جدا ہوا فی الجملہ اس معاملہ میں خلل عائد ہو چلا جب ایک قافلہ کلان غارت ہوا پیچھے یہ رستہ مسدود ہو گیا۔ کہ بماہ مانگھ 901 مطابق 1843ء دستار سرداری دین محمد خان بیٹا دودہ خان تمندار مری ایک قافلہ بیوپاریان راجن پور کا بہ تعداد وصد ہزار ایک لاکھ روپیہ طرف کچھی کی جاتا تھا۔ جب قریب مقام سرتاف جہان سرکاری فوج کی ساتھ تمن مری نے مقابلہ کیا۔ پہنچا مردمان مری نے غارت کرلیا۔ اس میں سے مال ساہوکاران از روئے ملاحظہ ہنڈیات بہ تفصیل تعداد مال و اسم ساہوکاران بموجب ذیل دریافت ہوا ہے۔

کہلندہ مل ہنبھیٹیا نے سکنہ راجن پور
1200

واسومنچندہ سکنہ راجن پور
1000

حکومت مل گماشتہ ہوتورام سکنہ راجن پور
1500

ہگورام گماشتہ چیلارام سکنہ راجن پور
1500

ہگٹی ٹیکچند سکنہ روجھان
2000

بیوپاریان کوٹ مٹھن بلا تعداد

بیوپاریان داجل وہڑند بلا تعداد

واضح ہو کہ اس زمانہ میں باوجود یکہ اس قدر رونق و ترقی بیوپار علاقہ ہذا میں نہیں تھی۔ تاہم آمدورفت قافلہ جات کی اس درجہ تنگ ہوا کرتی تھی۔ اب عملداری سرکار میں کہ بیوپار نہایت ترقی پر اور آسان ہو گیا ہے۔ یہ رستہ بہت مفید ہوتا۔ مگر جیسا حال بالفصل ہو رہا ہے مشکل کیونکہ سرحد قلات کا وہ حال کہ اظہر من الشمس و سرحد سندھ و پنجاب ایک دوسرے سے فرق میں ہیں اور تمنات مری و بگٹی اپنے قدیمی سردار والی قلات سے برکنار و بے تعلق بلکہ برخلاف کشایش رستہ و انتظام سرحد زیادہ تر یک جہتی پر منحصر جیسا بڑی نصیر خان والی قالت کیوقت میں کُل علاقہ کا انتظام یکجاہ تھا۔ جب میر نصیر خان فوت ہو گیا۔ مصطفی خان مسند نشین ہوا محمد رحیم خان دوسرے بھائی نے اس کو مار ڈالا اور خود مفرور ہو کر اس طرف علاقہ داجل ہڑند میں چلا آیا اور والی قلات سے برخلاف علاقہ مذکور قابض ہو رہا علاقہ قلات میں صرف محمود خان چھوٹا بیٹا نصیر خان موجود تھا۔ سو وہ کم سن۔ سمات مائی زینب کے تحت میں انتظام علاقہ کا ہوا۔ مائی صاحبہ بہت لائق تھیں حتی المقدور انتظام۔ اس علاقہ کا اچھا رکھا لیکن تاہم عورت تھیں انتظام میں خلل شروع ہو چلا، محمد رحیم خان بعد انجام مصالحت حسب الطلب مائی صاحبہ واپس طرف قلات جاتا تھا کہ رستہ میں فوت ہو گیا۔ تھوڑے روز بعد جب محمود خان بالغ ہوا والی ملک قلات کا ہوا لیکن اس زمانہ میں زیادہ تر بی انتظامی بلوچستان شروع ہو چلی یہ علاقہ داجل ہڑند کا مہاراجہ رنجیت سنگھ والی

لاہور نے جب باقی علاقہ ڈیرہ غازیخان کو تسخیر کیا اپنی دارالسلطنت سے شامل کر دیا۔ اہالیان خانصاحب بروہی مغلوب ہو کر فرار ہو گئے۔ بسبب نکل جانے اس علاقہ کے ہاتھ قلات سے تمنات بلوچی زیادہ تر سرکش و بیخوف ہو گئی آمد و رفت قافلہ جات اور انتظام پہاڑ بگڑ گیا اس طرف سے مہاراجہ کی سرحد پہاڑ سے شرقاً اور اُس طرف والی قلات کی حد غرباً و جنوباً قائم ہو کر پہاڑ یاغستان بن گیا۔ مہاراجہ کی طرف سے اُس وقت نواب صاحب والی بہاولپور قابض تھے۔ تھوڑے عرصہ بعد خود محمود خان فوت ہو گیا۔ محراب خان بیٹا اُس کا مسند پر بیٹھا اس عرصہ میں سرکار انگریزی جو اس وقت فیروز پور سے پرلی طرف ہندوستان پر مسلط تھے۔ واسطے مدد شاہ شجاع جو بادشاہ تخت خراسان کا گردش زمانہ سے وقت زدہ اور تخت شاہی سے بیدخل تھا۔ کہ امیر دوست محمد خان نے جو جس کی اولاد سے اب امیر شیر علی خان والی کابل کا ہے۔ نکال دیا تھا طرف خراسان چڑھائی کی ہے۔ چنانچہ براہ علاقہ ریاست بہاولپور اِس رستہ درہ بولان سے افواج سرکاری خراسان پر گئی تھی بتاریخ 6 اپریل 1839ء فوج سرکاری بمقام کوئٹہ المعروف شال متعلقہ قلات کے پہنچ کر 25 اپریل 1839ء قندہار میں داخل ہوئی جب فوج خراسان سے صدمہ کھا کر اسی رستہ سے واپس آئے جو کہ میر محراب خان والی قلات نے بروقت جانے فوج انگریزی کے تکرار کیا تھا۔ بلکہ سدّ راہ ہوا فوج اپنی جوانمردی و قوت سے چلی گئی تھی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ بباعث سازش میر محراب خان ساتھ امیر شیر علی خان کے وقوع میں آیا تھا۔ بروقت واپسی کے بھی اس طرح گردان فرازی اور بلند مزاجی سے پیش آیا کہ ساتھ محراب خان کے فوج نے مقابلہ کر کے محراب خان کو قتل کیا اور علاقہ قلات کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ اور علاقہ سندھ حیدرآباد کو بھی اُس زمانہ میں سرکار انگریزی نے تسخیر کیا۔ جو تالپور میرون کے قبضہ میں تھا۔

چند سال علاقہ قلات قبضہ سرکار عالی میں رہا۔ پیچھے بنظر رحم اور ننگ پروری حسب استدعا میر نصیر خان خلف میر محراب خان مرحوم مقتول کے علاقہ قلات بدستور گذشتہ پیوستہ سپرد نصیر خان مذکور فرما کر از دست مبلغ پنجاہ ہزار روپیہ سالانہ عوض بندوبست سرحد بلوچستان کے دینا تجویز فرمایا۔ کہ اب تک بدستور ملتا ہے۔ جب نصیر خان علاقہ قلات پر مسلط ہوا وہ کم سن تھا۔ جملہ انتظام و اہتمام ملک جنائب محمد حسن خان و محمد امین خان پسران عبدالرحمان خان ہنگل زئی کے تحت میں بموجب اس کے کہ وہ محراب خان کے وقت سے مقرر رہتے تھے، ہوا۔ چنانچہ محمد حسن بھاگ میں اور محمد امین گنڈہ واہ میں مقیم ہو کر بسبب کم سن ہونے میر نصیر خان کے سابق سے زیادہ مداخلت پا گئی۔ محمد حسن خان کے چار لڑکے تھے۔ چاروں کی شادی سرداران ذیل سے ہوئی۔

ملا محمد ریکسانی، تاج محمد خان زہری، مراد خان زہری، کہرا ولد فقیر محمد نے رن جو اس سے زیادہ زور اور تقویت محمد حسن خان کے بڑھ گئی۔ گویا کہ اس عرصہ میں خان برائے نام والی قلات تھا۔ میر نصیر خان جب زیادہ بالغ ہوا اُس نے چاہا کہ محمد حسن خان و محمد امین خان کو ملک سے بیدخل کر کے اپنا بندوبست کرے چنانچہ اس ارادہ سے دیگر سرداران بروہی محمد خان ٹھہری محمد خان سنوانی آدم خان ہنگل زئی، الہ ڈتا کہرد، نورین منگل ایک دینار کے ساتھ اعتبار اور مصلحت کر کے ان کے معرفت فوج اقوام کا بروہی کے مقرر کرنے لگا۔ جب کافی زور میر نصیر خان کا بڑ گیا تب دونوں سرداران کو ماخوذ کر کے قید کر دیا کہ دونوں قید میں فوت ہو گئے اس عرصہ میں میر نصیر خان کا زور دن بدن ترقی میں ہوا اور ملا محمد و تاج محمد و کہیر اسرداران لوحقان محمد حسن خان اپنے معمولی قدیمی درجہ پر رہے یعنی جو درجہ ان کا محمد حسن خان کے سبب بڑھ گیا تھا وہ جاتا رہا مگر جو قدیم سے عمل معمول تھا وہ بدستور رہا میر نصیر خان نے کچھ ان کے ساتھ بگاڑ نہ کیا۔ مرتبہ دیگر سرداران کا جو میر نصیر خان نے

اپنے ہاتھ ہاتھ سے بڑھانا شروع کیا تھا۔ بڑھ گیا۔ جب جان جیکب صاحب بہادر ایجنٹ پولیٹیکل سوپرنٹنڈنٹ جیکب آباد نے میر نصیر خان کے ساتھ اپنی سرحد کا بندوبست کر کے مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ منجانب سرکار دینا تجویز فرمایا تب میر نصیر خان نے فوج پلاٹن وغیرہ بھرتی کی گویا کہ آگے بموجب رسم بلوچی سردار قوم بروہی کا بمنزلہ تمندار اور سردار کے تھا۔ پیچھے حاکم بن گیا۔ مگر سرداران بروہی کے بھی جس طرح معمولات مقرر تھے۔ بدستور بحال رکھے۔ اور عزت و اختیار سرداران بروہی میں بھی کچھ فرق نہ کیا۔ چنانچہ اللہ دتا کہرو کو نائب شال مقرر کیا اور یہی اکثر انتظام و اہتمام بمعرفت سرداران بروہی کرتے تھے۔ تقدیراً میر نصیر خان فوت ہوا بجائی اُس کے خداداد خان مسند پر بیٹھا۔ مگر خداداد خان کم سن تھا اس کی عہد میں سرداران تاج محمد خان و ملا محمد خان زیادہ مداخلت پا گئے جب خداداد خان ہوشیار ہوا۔ چاہا کہ ملک پر اکیلا اپنے نوکروں اور خاص خیلوں کے ذریعہ سے حکومت کرے۔ چنانچہ بھرتی کرنا فوج پلاٹن وغیرہ شروع کیا مگر سرداران بروہی نے اس بات کو روکا اسی سبب ایکدفعہ فیمابین سرداران اور خان صاحب موصوف کچھ تکرار بھی ہوا اخیر انجام ہو گیا۔ اور ناطہ نسبت خداداد خان ساتھ لڑکی سردار تاج محمد خان کے ہوا۔ شروع فساد کا یہ ہے۔ کہ میر نصیر خان متوفی کے گھر میں ہمشیرہ تاج محمد خان کی تھی۔ بعد ہوجانے نسبت ساتھ دختر تاج محمد خان میر خداداد نے اُس نے عورت میر نصیر خان متوفی سے شادی کر لی۔ تاج محمد خان بہ سبب اس کے کہ از روئے شریعت جب ہمشیرہ تاج محمد خان خداداد خان کے عورت بن گئی تھی۔ نکاح بیٹی اُس کا خداداد خان کے ساتھ جائز نہیں تھا۔ نکاح کر دینی بیٹی منصوبہ سے منحرف ہوا۔ خداداد خان نے بھی چھوڑنا منصوبہ کا ناگوار کیا۔ آخر خداداد خان نے کہتے ہیں کہ اُس عورت ہمشیرہ تاج محمد خان کو کوئی چیز مضر دے کر جان سے ہلاک کیا۔ جب وہ فوت ہوگئی تاج محمد خان کو سب

سردار لوگوں نے کہہ کر مجبوراً نکاح کر کے منصوبہ کا ساتھ خداداد موصوف کے کرا دیا۔ لیکن تاج محمد خان دل میں رنجیدہ رہتا تھا۔ شیر دل خان سوتر بھائی خداداد خان موقع رنجیدگی تاج محمد خان وغیرہ سرداران دیکھ کر انگیخت سرداران بروہی خداداد خان کو زخمی کیا۔ اور خود مسند نشین ہوا۔ چنانچہ خداداد خان اپنے علاقہ سے بالکل بے دخل ہو کر بعلاقہ جیکب آباد مسکن گزین ہوا۔ لیکن شیر دل خان نا قائم مزاج و دیوانہ وش تھا۔ سردار لوگ اُسے ناراض ہو کر بتوقع مہربانی خداداد خان جو سرداران سے وعدہ بخشش وعطائی معافیات کا کیا پھر طرف خداداد خان کے حامی ہوگئی۔ چنانچہ شیر دل خان کو ایک شخص کمانیر فوج نے بموجب سازش سرداران بروہی مار ڈالا۔ اور خداداد خان حسب الطلب سرداران واپس آ کر بدستور والی قلات ہوا۔ سردار لوگ کو علاقہ معمولی گذشتہ سے عطا کئے کہ پروانجات نزد سرداران کے موجود ہیں۔ اس عرصہ میں خداداد خان والی قلات صرف برائے نام تھا۔ ورنہ جملہ اہتمام و انتظام علاقہ سرداران بروہی کے ہاتھ میں تھا۔ اور سرداران بروہی نہایت بلند مزاج ہوری۔

سردار ملا محمد کو	شادی خان جنگل زئی و سردار خان	مہری واللہ دیتہ مکھر دوسد خان محمد شاہی کو
شہر تیری مکاں کہلوڑہ	موضع بیر ہر ایک سردار کو چہارم	چارنالہ کالہ پانی بعلاقہ دیا دہر
بعلاقہ خراسان، بعلاقہ بھی	چہارم حصہ	
بعلاقہ ناڑی		

خداداد خان نے بموجب ضدیت پُرانا جو زخمی ہونا اپنا منجانب ان سرداران تصور کرتا تھا و بلحاظ آئندہ کہ شاید پھر بھی سرداران بروہی کبھی غالب آ کر ہمکو نکال دیں درپے تخریب سرداران تاج محمد کان و ملا محمد جو سب سے زیادہ غالب اور مدار المہام تھے۔ بموجب صلاح شاہ غاسی ولی محمد خان وزیر اپنے کے ہوا۔ چنانچہ تاج محمد خان کو ماخوذ کر کے زیر حراست کیا۔ اور قلات میں لے کا جر جان سے مروا دیا۔

بمجرد اطلاع اس بات کی ملا محمد خان بھاگ کر بعلاقہ قندہار چلا گیا۔ تاج محمد خان کے جگہ پر والی قلات نے پھر کوئی سردار اقوام جھلبانان مقرر نہ کیا۔ کُل پیداوار معافیات و جاگیرات سردار مذکور اپنے تصرف میں لاکر دستار سرداری اقوام جھلبانان اپنے بیٹا کو بند ہوائی کہ وہ اب تھوڑے عرصہ سے فوت ہو گیا ہے۔ جب ملا محمد چلا گیا تھا اُس علاقہ میں اقوام ریکسانی کا وڈیرہ بہیت خان بھائی عورت ملا محمد خان کا قابض تھا۔ خان صاحب کو سب سرداران کے حق میں کینہ ہو گیا۔ اور جب ضبطی معافیات و جاگیرات ملا محمد سے وتاج محمد خان سے نفع اُٹھا دیکھا یہ خواہش ہوئی کہ سرداران بروہی کو جو سرکش تھے اپنے علاقہ سے نکال کر بعد مرنے قبضہ اُن کے جاگیرات و املاک کے کل علاقہ پر معرفت اپنی فوج کے حکمران رہے۔ چنانچہ افواج متعلقہ منگوچر نے برخلاف معمول گذشتہ ساتھ حبیب خان ریکسانی اور محمد خان و جہانگیر خان لہری بابت چھیڑ مدار وغیرہ زیادتی شروع کی اور حق بدرقی درہ بولان جو قدیم سے تحت مردم کہرو کے رہتا تھا۔ غصب کر کے اپنے تصرف میں لیا۔ اسی سبب سرداران بروہی بموجب ذیل حبیب خان ریکسانی شادی خان بنگل زئی، محمد خان لہری الہ ڈنا کہرو ہم صلاح ہو کر ارادہ بلوہ پروازی کا کیا۔ خان صاحب مطلع ہو کر اوپر حبیب خان کے لشکر بھیج دیا کہ نامزدہ اتفاقاً اکیلا مع پانچ نفر ہاتھ فوج سے مارا گیا۔ باقی اقوام بروہی بدستور بلوائی رہی۔ ملا محمد بھی قندہار سے آکر شامل ہوا فیمابین ایک دوسرے کے لڑائی ہوتی رہی۔ دونوں کی طرف سے نقصان عظیم ہوا اخیر خان صاحب والی قلات غالب آیا۔

منجملہ بلوایان چند قوم بروہی خان صاحب کو جا کر سلام کیا باقی سرداران مفرور ہو کر بعلاقہ سوئی متمکن۔ محمد خان لہری مع جہانگیر خان پسر خود بحسب صلاح دیگر سرداران جا کر خان صاحب سے سلام کیا کہ خانصاحب محمد خان کو ماخوذ کر کے قید کر دیا کہ وہ قید میں

فوت ہو گیا۔ اور جہانگیر خان کو چھوڑ دیا۔ اس عرصہ میں نور دین خان سردار جھلبانان بسبب یادآوری مقتولی تاج محمد خان یا کسی اور سبب سے خان صاحب سے برخلاف ہو کر بمدد جام حاکم لس بیلا و دیگر اقوام بروہی بلوہ شروع کیا۔ خان صاحب بھی بجمع آوری فوج خود بارادہ لڑائی بمقام باغیان مقابل ہوا۔ چونکہ لشکر خان صاحب قریب ایک ہزار اور بلوایان کا قریب چھ ہزار کت تھا اور خان صاحب نے بموجب مصلحت وقت ساتھ اقوام بروہی انجام کر کے وعدہ بحالی عمل معمول گذشتہ ہر ایک سردار کا قبول کیا۔ جب خان صاحب واپس قلات میں پہنچا معلوم کیا کہ لشکر بلوایان متفرق ہو گیا ہے۔ عہد سے انحراف کر کے اطلاع نامنظوری انجام بخدمت کرنیل فیر صاحب پولیٹیکل سوپرنٹنڈنٹ جیکب آباد جو اللہ دتا خان وکیل سرداران بروہی اُس جگہ حاضر تھا۔ بھیج دیا۔ جس پر صاحب موصوف نے وکیل سرداران بروہی کو فرمایا کہ منجانب سرکار انگریزی اب کپتان ہریس صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ قلات مقرر ہوا ہے۔ وہ تمہارا فیصلہ کر دے گا۔ مگر تاہم کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر بروہی لوگ واپس بمقام لس بیلا جا کر بمدد لشکر جام اوپر مقام کوہلوڈز ہکہ بلوہ کیا۔ مگر کپتان ہریسن صاحب موصوف درمیان آکر بدلا سے انجام تکرار رفع کر دیا۔ بعد مغلوب کرنے جام حاکم کو نکال دیا۔ اور خود علاقہ مذکور پر متقابض ہوا۔ جام بھاگ کر کراچی چلا گیا۔ اور ملا محمد و نور دین وغیرہ سرداران اول بمقام کہان تمن مری میں پناہ گزین رہے۔ پھر طرف قندہار لے گئے۔ باقی سرداران بروہی نے علاقہ سیوی میں سکونت اختیار کی۔ اب ماہ جون یا جولائی 1871ء میں اقوام محمد شاہی بہ سبب ہونے نکاح دختر ولی محمد سردار محمد شاہی ساتھ ہمشیرہ زادہ خان صاحب بلا رضامندی اور اقوام بنگل زئی بباعث تکرار ایک بازو ناراض ہو کر بشمولیت اقوام محمد شاہی و شاہوانی بلوہ شروع کیا۔ نائب مستنگ کو نکال کر اُس پر قابض ہو گئے۔ ملا محمد و نور دین وغیرہ سرداران کو بھی خبر بھیج دی۔ خداداد خان والی

قلات باطلاع این حال لشکر خود بافسری شاہ غاشی ولی محمد کے بھیج دیا۔ درمیان علاقہ منگوچر و منگ کے مقابلہ ہوا منجانب خان صاحب حیات خار سالدار، رحیمداد خان سردار لانگھو شیر خان کپتان توپ باشی مع تخمیناً ایکسو بیس نفر میدان جنگ میں مارے گئے۔ اور خود شاہ غاشی ولی محمد افسر لشکر زخمی ہوا۔ جب ولی محمد زخمی تھا۔ بموجب حکمت عملی ولی محمد مذکور ساتھ جہانگیر خان سردار لہڑی بتوقع مصلحت ملاقات کی اس سبب سے بروہی لوگ بھروسہ انجام پر کارزار سے ملتوی تھے۔ شاہ غاشی مذکور نے طرف توپوں کے اشارہ کیا۔ جہانگیر خان سردار لہڑی مع چند نفر بروہی مارا گیا۔ اس لڑائی میں منجانب بروہیان کے کُل نفر جس میں سے پانچ آدمی نامور سردار حسب ذیل مارے گئے۔

جہانگیر خان سردار اقوام لہڑی سیدکان بنگل زئی شربت خان بنگل زئی، مبارک کان شاہوانی، صالح خان ریکسانی سرداران بروہی مغلوب ہو کر طرف کچھی چلے آئے۔ اس موقع پر ملا محمد و نوردین بھی پہنچ گئے۔

ولی محمد کاردار دہادہر کو قتل کر کے غلات وغیرہ اسباب سرکاری بروہی لوگوں نے غارت کیا۔ اور بھی جہان اسباب سرکاری وغیرہ رعایا کا ہاتھ آیا لوٹ کیا۔ اور شہر دہادہر و بھاگ میں بروہی لوگ قابض ہو کر علاقہ کچھی سے والی قلات کو بالکل بیدخل کر دیا۔ اور سردار نوردین منگل علاقہ لس بیلا میں جا کر بعد نکالنے ملازمان والی قلات کے خود قابض ہو گیا۔ اتنے میں نواب محمد خان نائب اور وکیل خان صاحب نے بمقام قلعہ شیر دل بروہی لوگوں کے ساتھ انجام کر کے دستاویزات بحالی معمول اور شرائط انجام لکھ دے۔ جب طرفین واسطے تصدیق و استحکام انجام روبروئے صاحبان انگریز بہادر قریب سرحد جیکب آباد آئے۔ محمد خان مذکور ز شرائط انجام سے منحرف ہو کر اطلاع منسوخی انجام پاس سرداران مذکور بھیج دی۔ ہنوز بروہی لوگ اس طرف تھے کہ شکر خان کمانیر فوج بموجب

حکم نواب محمد خان مذکور اوپر بروہی لوگوں کے لشکر کشی کر کے تاخت کیا کہ بیس نفر بروہی قتل ہوئے اور سولہ نفر منجانب والی قلات بھی مارے گئے۔ تب سے بروہی لوگ علاقہ کچھی چھوڑ کر بموقع سیوی قیام کیا اور قافلہ جات ایک جیکب آباد سے واپس طرف قندہار جاتا تھا۔ بمقام دہادہر یک سو بیس شتر مہار شتران مردمان بروہی نے غارت کی دوسرا قافلہ قندہار سے اس طرف آتا تھا۔ کہ مردمان بروہی خاص درہ بولان میں بعد مقتولی چھ نفر افغان غارت کیا۔ جران نقصان اپنا قریب ایک لاکھ روپیہ بتلاتے ہیں۔ بدستور لڑائی فیما بین والی قلات اور اقوام بروہی شروع رہی ایک دفعہ لشکر جانبین میدان میں حاضر تھا۔ کہ نواب محمد خان اور شکو خان افسران فوج نے بعد ملاقات سردار ملا محمد خان پھر اقرار بحالی عمل معمول و شرائط انجام کر کے اقوام بروہی کو جنگ و جدل سے باز رکھا ار عریضہ واسطے منظوری انجام خدمت والی قلات بھیجا اتنے میں پروانہ صاحب والا شان کرنل فیر صاحب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد حسب الایمائے جناب وَ ایسرائے گورنر جنرل بہادر کشور ہند بارشاد چھوڑ دینے جنگ و فساد اور ہونے امیدوار انصاف دروازہ سرکار انگلشیہ بہادر سے بنام سرداران بروہی کے پہنچا۔ تب سے اقوام بروہی صابر ہو کر خاموش اور علاقہ قلات کا حال بالفعل ایسا ہے۔ کہ علاقہ لس بیلا و مکران میں نوردین سردار منگل وغیرہ سرداران جہلبان قابض ہیں۔ اور کج کیطرف مسمیان کہیر ادفقیر محمد سرداران قوم بے زنجو قابض ہو کر عطا محمد داروغہ ملازم والی قلات کو بند کیا ہوا ہے۔ علاقہ منگوچر و کچھی و بھاگ باقی اقوام بروہی سرابان نے غارت کر کے تہ بالہ کر دیا ہے۔ کہ بالکل ویران صرف قلعہ قلات کا خان صاحب والی قلات کے تحت میں ہے۔ اور آمدورفت درہ بولان کی بالکل بند صرف مدد و توجہ سرکار انگریزی سے امید انتظام اس سرحد کی ہو سکتی ہے۔ اور کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ امید ہے کہ سرکار بطور شاہانہ اور منصفانہ درمیان آ کر فیصلہ

طرفین کا کردے گی۔ انتظام اس سرحد سے درباب کشائش راہ سوداگری وغیرہ امورات متعلقہ بادشاہت کے چند فوائد متصور ہیں۔

ظاہر ہوگا کہ جب تک اقوام بلوچی متفق اور شامل ایک دوسرے کے رہے۔ صرف ایک سردار کے تابع اور اُن کے تمن کہلاتا تھا بعد اس کے پانچ نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ تر مشہور دو تمن رند، لشاری تھے۔ بلکہ بہ تحسین حیات مہتر چاکر اب کے رند زیادہ معروف ہو گیا تھا۔ پیچھے جب یہ قوم متفرق ہو کر علیحدہ علیحدہ مقامات پر سکونت اختیار کی ایک ایک طائفہ میں جو شخص زیادہ قوت بازو یعنی برادری کی رکھتا اور بطور مقدم پہلے کا تھا۔ پھر وہی سردار بنام نہاد تمندار کے بن گیا باقی لوگ جو اس کے شامل چلے آئے اس کا راج یعنی تمن مقرر رہا۔ اور جیسا پہلے بروقت آنے ولایت حلب کے کل قوم ایک تمن اور اس میں ایک تمندار اور نیچے اس کے چالیس پاڑہ یعنی پھلی جس میں ایک ایک سرگروہ بطور مقدم کہلاتا تھا۔

اسی طرح ایک ایک پاڑہ کا ایک ایک تمن اور زیر اس کے چند مقدم جو اپنی اپنی برادری میں سرگروہ تھے۔ مشہور ہو گئے۔ اسی طرح یہ لوگ بڑھتے بڑھتے علیحدہ علیحدہ تمنات مشہور ہوئے۔ چند اقوام مختلف ایک ایک تمن میں شامل ہے۔ جیسا جیسا روز اول سے اتفاق ہو گیا۔ اسی تمن کی پھلی مشہور چلی آتی ہے پھر ان تمنات کا آپس میں تکرار و فساد پیدا ہوا کہ اب تک چلا جاتا ہے۔ صدہا لوگ ایک دوسرے کے ان لوگوں نے آپس میں قتل کیے۔ بعضی بعضی باہر سرحد سرکار سے اب بھی کرتے ہیں۔

ان لوگوں میں رواج شجاعت اور جوانمردی کا نہایت ہی تابحدیکہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اس کو تلوار دھو کر پانی پلاتے ہیں۔ اس نظر سے کہ اس کو تلوار کی موت نصیب

ہو۔ اور جیسا رواج ہے کہ شیر خوار لڑکا کو مادر لوری دیتی ہے اس کہ یہ دعا ہوتی ہے۔ کہ میدان میں جوانمردی ہو کر تلوار سے لڑیں گویا کہ تلوار کی موت ان لوگوں میں فخر ہے۔ اگرچہ اور لوگ بھی جو بہادر دل اور شجاعت شعار ہیں۔ اس کو فخر سمجھتے ہیں۔ لیکن بلوچوں کے خاندان میں یہ رواج قدیمانہ چلا آتا ہے۔ پیشتر یہ لوگ جاہل مطلق اور نہایت کوتاہ اندیش تھے۔ نہ دین کے معاملہ میں نہ دنیا کے معاملہ میں کچھ علم و ہوش رکھتے تھے۔ جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی۔ جو تمنات زمین پر بعلاقہ سرکار سکونت رکھتے ہیں بسبب صحبت اہل علم ولیاقت کے ہر صورت ہوش و عقل میں بڑا فرق آ گیا جو اکثر سردار لوگ اچھا امیرانہ گزران اور لیاقت رکھنے لگ گئے ہیں۔ اور علم سے بھی محبت ہے۔ نیز اکثر سردار زادگان خود عالم ہو گئے ہیں۔ اور ہوتے جاتے ہیں۔ تمنات پہاڑی ہنوز بموجب رواج قدیم جاہل مطلق و کم اندیش۔ جب سے علاقہ سرکار میں آمدورفت شروع ہوئی ہے الجملہ فرق ہو چلا ہے۔ لیکن مدتی بابد اور عام رواج و خصائل اقوام بلوچستان اکثر یکساں تفصیل جس کی ذیل میں ہے۔

اول مہمان پرور کوئی شخص ان کے ڈیرہ یعنی مکان پر مہمان طریق جاوے اگرچہ کس قدر مفلس بلوچ ڈیرہ دار ہو مہمان کی خاطر تواضع و روٹی وغیرہ مہمانداری صدق دل سے بجا لاوے گا۔ تابحدیکہ اگر گھر میں کچھ بھی نہ ہو باہم قرض اٹھا کر یا کوئی چیز گرو رکھ کر بھی مہمان کی خاطرداری کرے گا۔

دوئم تنڈی پر آئی کی لاج یعنی ننگ پروری اس حد تک کہ اگرچہ کوئی شخص ان کا جانی دشمن ہو اور ان کے در پر آ جاوے باوجودیکہ اس کے قتل کے واسطے متلاشی رہتے ہوں۔ لیکن اس وقت اس سے کچھ عداوت سے پیش نہ آویں گے۔ بلکہ بطور مہمانداری

اس کی خاطر کریں گے۔ اور اگر کسی خوف سے کوئی شخص پناہ گزین جاوے تو اپنے مقدور تک اس کو پناہ دیں گے گذشتہ زمانہ میں تو اپنی سر تک پناہ طلب کو پناہ دینا جائز تھا۔ یعنی بحالت پناہ اپنی زندگی تک پناہ طلب کو کچھ ایذا کسی سے نہ پہنچنے دیتے تھے۔ بلکہ اکثر انہیں سبہوں سے ایک دوسرے تمنات میں جنگ وجدل شروع ہوجاتے تھے۔ اب بھی ایک دوسرے تمنات کے جنگ میں وہی رواج اس قوم کا بحال ہے۔ لیکن سرکار انگلشیہ کے سامنے بسبب اطاعت اور فرماں برداری کے مقدور نہیں رہا۔

تیسرا کینہ کہ چند پشت تک بھی ایک دوسرے سے عوضہ کرتے ہیں۔ زبان بلوچ کی میں ایک شعر ہے۔ جسکا معنی یہ ہے کہ جیسا پتھر پُرانا ہونے سے گداز نہیں ہوتا۔ ویسا کینوا یعنی عوض پُرانا ہونے سے فراموش نہیں ہو جاتا۔ زیادہ تر جو اقوام بلوچی میں فیمابین ایک دوسرے کے کشت وخون رہتی ہے۔ بھاری سبب یہ ہے کہ عوض بلوچگی کی شرط تصور کرکے پشت ہا تک ایک دوسرے سے عوضہ کرتے رہتے ہیں۔

چوتھا سنگدل کہ آدمی کو قتل کرتے ہوئے ان کے دل میں کچھ بھی رحم یا ترس نہیں آتا۔ جانور سے بھی کمتر جانکر ذبح کردیتے ہیں۔

پانچواں گوشت خوارہ کہ اکثر جہاں تک امکان ہے خوراک گوشت کو بہت مرغوب رکھتے ہیں۔ کہ آٹھ نفر ایک اچھا بہارو بزی یا گوسفند نوش کرجاتے ہیں۔ اکثر گوشت آگ پر پختہ کرکے کھاتے ہیں۔ جس کو سجی بولتے ہیں۔ سجی کا یہ طریقہ ہے۔ بہارو کو جو ذبح کیا اسکی چار ران اور دو ٹکڑہ آگا پیچھا کل چھ ٹکڑہ بنا کر ایک بڑی آگ جلائے اور اس کی چہار طرف یہ ٹکڑہ ہا گوشت بطور سیخ رکھ کر کباب کیا۔

چھٹا باوجود مالدار ہونے کے جو مال ہر قسم اس قوم کے پاس زیادہ ہے۔ شیر و

مسکہ فروخت نہیں کرتے۔ اکثر اپنی خوراک اور مہمانداری کے خرچ میں لاتے ہیں شیر اور مسکہ فروشی کی اس قوم میں ابتدا منع ہے۔ بلکہ شرط بلوچگی کی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی قوم اصل میں بلوچ ہوا اور یہ پیشہ اختیار کرے اس کو بلوچ نہیں کہا جائے گا نہ دیگر اقوام بلوچی اس کو اپنی برادری میں شامل کریں گے۔

ساتواں بال سر اور ریش بہت دراز رکھتے ہیں۔ بعض بعض بلوچوں کے بال سر کمر تک پڑتے ہیں۔ تابحدیکہ بالوں کو مقراض کبھی نہیں دکھاتی اور منجملہ ازار سر ٹپکا گلے میں انگرکہ پھرتے ہیں۔ انگرکہ چین دار ہوتا ہے۔ یہ نمونہ ولایت حلب کا ہے۔ اور ٹپکا بہت بڑا باندھتے ہیں۔ جس قدر بڑا آدمی ہو۔ قدر بڑا ٹپکا باندھتا ہے۔

آٹھواں بولی ان کی علیحدہ قسم کی ہے۔ جو بنام بلوچی مشہور ہے۔ اکثر الفاظ فارسی ہیں۔ اور اس سے قیاس ہوتا ہے کہ دراصل زبان اس قوم کی فارسی ہے۔ لیکن بسبب جہالت اور اکثر استعمال کے غلط ہوگئی۔ نمونہ اس کا یہ ہے۔ آب کو بلوچی میں آف، آتش کو آس، نان کو نگن، آرد کو آرتھ بولتے ہیں۔ علی ہذا القیاس جس کا مفصل قاعدہ وصرف ونحو بلوچی نامہ علیحدہ میں ظاہر کیا جائے گا۔

نواں اس قوم میں مدت سے کوئی رواج علم یا تواریخ وکتاب کا نہیں تھا۔ لیکن ابتدا سے اس قوم میں ایک قوم ڈوم کے بموجب ارث بطور لاگی کے چلی آتی ہے۔ جیسے ہندو لوگ میں بہاٹ اس قوم کا یہ حال ہے کہ جو حال یا معاملہ جنگ جدل ایک دوسرے دشمن یا کسی قوم سے اقوام بلوچستان کا ہوتا ہے۔ جس طرح اس کا ابتدا شروع وانجام ہوا اس کا مفصل حال اور جو جو بہادر لوگ صدق دل اور ایمان سے لڑے ہیں۔ ان کی صفت بہادری اور جو لوگ کاہل ہو کر بھاگ گئے ان پر لعنت ملامت نامردی کوئی ڈوم جوان میں

ذی ہوش ہوتا ہے۔شعر تصنیف کرتی ہیں۔ پھر پشت بہ پشت ان ڈوم لوگوں کی خاندان میں یاد چلا آتا ہے۔وہ اس کو گاتی ہیں اور اس کے ساتھ ساز سارنگی وطبوزہ بجاتے ہیں۔ پانچ چھ چھ ڈوم شامل ہو کر ایک شعر کا گاتی اور بجاتی، ان لوگوں میں اس تصنیف کا نام شاعر مشہور ہے۔

اس شاعر سے جو از ابتدا روز وقوع حال سینہ بہ سینہ قوم ڈوم میں یاد و تازہ چلا آتا ہے۔ پُرانا حال بنیاد لڑائی وغیرہ اس قوم بلوچی کا بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے۔ ور سب سے زیادہ یہ ہی چیز بلوچوں کو پسند ہے یہ شعر زبان بلوچی میں ہوتا ہے۔ کو سن کر بلوچ لوگ بہت خوش ہوتے اور حقیقت میں یہ راگ لائق تعریف ہے۔ کہ اکثر صفت اور یادگار بہادران کے ہوتی ہے۔ اُس کی سُستی سے آدمی کے دل کو زیادہ تر تقوت اور فرحت پہنچتی ہے۔ اقوام بلوچ اس قوم کو بہت زیادہ داد دہش سے خوش رکھتی ہے۔

اس قوم ڈوم کا صرف یہ ہی پیشہ ہے اور کچھ روزگار نہیں بروز شادی اس قوم کو بہت زیادہ آمدنی ونفع حاصل ہوتا ہے۔ کہ اکثر اقوام بلوچی کا رواج ہے۔ کہ زر بہ نقد یعنی تنبول جس قدر ان کو دیتے ہیں۔

دسواں ان لوگوں کا دستور ہے کہ جب ایک دوسرے پر لشکر کشی کرتے ہیں جو کچھ مال مویشی وغیرہ لوٹ سے ہاتھ آیا اس میں ابقدر انداز اول سردار یعنی تمندار کے واسطے نکالتے ہیں۔جس کو بنام نہاد پنجگ کے کہتے ہیں۔ باقی کو تعداد نفری پر اس حساب سے پیادہ سوار (دو) بندوق (نیم حصہ) نکالتے ہیں۔قدیم سے یہ ہی دستور چلا آتا ہے۔ سردار کے واسطے پنجگ کے بہر حال مکھیہ گورہ ساتھ لشکر کے تھے۔ نہ ہو نیکالیں گے اور کچھ مقدم پہلی کو بھی بشرطیکہ ساتھ ہو زیادہ دیتے ہیں۔جس کو رسہ بولتے ہیں۔

گیارہواں ایک اور دستور اِن لوگوں میں بہت اچھا ہے وہ کیا ہے۔ کہ بروقت ملنے کے ایک دوسرے سے حال احوال مفصل دیتے اور لیتی اس کے تشریح اس طور ہے کہ جو کوئی کسی بلوچ کے ڈیرہ پر جاوے اول خیر عافیت پوچھ کر پھر کہتے ہیں کہ حال دیہ وہ شخص کل حال اپنا اور جو جو دیکھا یا سُنا ہوا اس وقت جب سے جدا ہوا تھا۔ تادم ملاقات مفصل بیان کرتا ہے۔جب وہ حال بیان کر چکا تب وہ پوچھتا کہ تو حال دے پھر وہ علی ہذا لقیاس جملہ احوال بیان کرتا ہے گویا کہ جب سے فیما بین ایک دوسرے کے جدائی ہوئی تھی کل حال دیگر سے بروقت ملاقات ماہر اور واقف ہوجاتے ہیں۔ پھر اور بھی جو جو اقسام احوال واختیارات ملک ہوتے ہیں اس کی ایک دوسرے سے اسی رسم کے سبب معلوم ہوجاتے ہیں۔ اس ضلع میں بباعث اس رسم کے اخبار سے بھی زیادہ حال احوال انکشاف اور ظاہر ہوجاتا ہے۔اور لوگوں سکنائے اس علاقہ میں ہیں یہ رواج حال واحوال کا بموجب رسم بلوچی کے رائج ہے۔ اسچا کہ خصائل اور عادات اقوام بلوچی لفظ بلوچ سے منکشف ہوسکتی ہیں۔جس کی تفصیل یہ ہے جو کہ لفظ بلوچ، چہار لفظ پر مرکب ہے۔

ب۔ل۔و۔چ۔۔۔ لفظ ب سے مُراد ہے یہ لوگ بہادر ہیں۔ل سے لالچی۔و سے ویری۔ چ سے چور جو اصل بلوچ بادیہ نشین یعنی اندرون پہاڑ کے رہنے والے ہیں۔ ان میں یہ چاروں خصائل ابھی تک بخوبی ظاہر اور پائے جاتے ہیں۔لیکن جو زمین کی طرف بعلاقہ سرکار رہتے ہیں ان میں بباعث صحبت اہل علم اور لیاقت کے بعض امور میں تفاوت آ گیا ہے جو کہ تمنات ذیل بعلاقہ اندار اور وں پہاڑ سکونت رکھتے ہیں۔جن مجمل تعداد اس جگہ درج کی جاتی ہے۔ تفصیل وار ہر ایک تمن کو علیحدہ درج کیا جائے گا۔

نقشہ تفصیل پھلی ہائے مزاری

پھلی بالاچانی — پھلی رستمانی — پھلی میدانی — پھلی سرکاری

پھلی بالاچانی			پھلی رستمانی			پھلی میدانی			پھلی سرکاری		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر مع سکونت	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر مع سکونت	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر مع سکونت	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر مع سکونت
گلشیرانی	امام بخش و شیر محمد خان	45 نفر روجھان	پکالی کیرو	قری خان	200 نفر ۳ عری و سنج داماں	سیلامانی	سوبدار خان	چکاوست	سرکانی	سارنگ خان	روجھان و مٹ
مساکانی	حیات خان	40 نفر میران پور، ایلی	عمرانی	امیر خان	175 سوری	لورلانی	رہزن	80 رپ ڈھومانی	جھلن	-	105 تل روجھان
زرادانی	سلطان	25 روجھان	الیانی	جارو	سوری	دولانی	علی شیر	200 جتلی و مٹ	-	-	-
ماچھانی	روحم	20 روجھان	بھروانی	الہداد	80 مسا و سوری	قیصرانی	بنگال وگلی	کمالن	40 مٹ و رگ	-	-
میہان زئی	غلام محمد	15 روجھان	سکھانی	محمد خان	80 مسائے و سوری	قیصرانی	صدر خان	10 جھانج و سوری	-	-	-
عرائے	قاسم خان	30 روجھان	جھلانے	بیرا خان	90 مسائے و سوری	سہاگانی	مہتو	150 جھانج و سوری	-	-	-
جیہان زئی	-	12 روجھان	سنجرانی	میر دوست	90 مسائے سوری	منگانی	روہیل	5 کچھ بارشاہ و سوری	-	-	-
خدادانے	پادل	10 روجھان وکشمور	سیاولاف	جمالن	50 مٹ ووگ	دالوانی	علیشیر	کچھ بارشاہ سوری	-	-	-

بھائی	صاحبان	50 روجھان	سامدانے	لاکھ خان	74 مٹ دوگ	سدوانے	شیر محمد	40 کچھ کاشن شاہ	-	-	-
لاہوانی	سوند	14 روجھان	شہیجہ	بدہ	50نفر مٹ دوگ	ناڑانی	مراد خان	70 کچھ چک و سوری	-	-	-
-	-	-	ڈیجوانی	حسو خان	40 مٹ دوگ	جونگل	سامعد او	200 مٹ دوگ	-	-	-
-	-	-	تورکانی	یارا خان	70	تورکانی	میہان خان	140 ڈیرہ و لاہور و میران پور	-	-	-
-	-	-	لتہانی	تلو خان	120 کچھ شاہوانے	مروکی	سوہ خان	90 میرکہ و سوری شالی	-	-	-
-	-	-	شیر ملانی	ساجھی	40 کشمور و بارہ	بوگہ	سہراب خان	60 ڈیرہ ولادر	-	-	-
-	-	-	سرلہ	پیر بخش	20 بار وجانی	سلانی	الہداد خان	50 ڈیرہ ولادر	-	-	-
-	-	-	کرانی	تھوہان	50 بہسے وسوری	کہلانی	اسحاق	40 مٹ دوگ	-	-	-
-	-	-	نکرانی	کرم علی	30 پرپو الرکہوپانے	رسانی	بہادر	20 ڈیرہ جیجان خان	-	-	-
-	-	-	بیرانی	مرزا خان	20 کچھ	کلمرانی	خانہ	90	-	-	-
-	-	-	مرکنانی	بہدخان	20 بہسے و سوری شالی	بجوان	وسہ	20 چاچکا دسٹ	-	-	-
-	-	-	تلوار سانے کچولاست		10 پہلی	سانپور	پیر خان	10	-	-	-

-	-	-	سیانی	بخت علی خان	120 کشمور و بارہ	-	-	-	-	-	-
-	-	-	بہادر لکانے	پیر بخش	80 کچھ برگی	-	-	-	-	-	-
-	-	-	سیلانے	پہلوان	150 کشمور	-	-	-	-	-	-

قصہ حال گذشتہ تمن مزاری کا اس طرح ہے، کہ میر چاکر سردار بلوچی 1542ء مطابق 957ھ بمدد ہمایوں بادشاہ کے گیا تھا۔ اس وقت باطل خان تمندار قوم مزاری کا تھا اُس کو میر چاکر وہاں پاس محمد خان اور براہم خان سوترون اپنے کے چھوڑ گیا تھا۔ اور تمن کے لوگ بھی اکثر یہاں آرہے اور کچھ ساتھ لے گئے تھے باطل خان تمندار بمقابلہ مردم چاندیہ جو چاندیہ لوگ ملک سندھ میں سکونت رکھتے تھے۔ اور تمن بگسی سے اُن کا جنگ رہتا تھا۔ تمندار مذکور بنظر زیر پناہ آنے مردمان بگسی کے تمندار چاندیہ سے لڑائی کرنے کو گیا جو مع چند نفر مردمان تمن خود میدان جنگ میں مقبول ہوا۔ بجائے اس کے بسبب صغرسنی جمال خان بیٹے اس کی پاندغ خان برادرش مصروف باموراتِ تمنداری ہو۔ تھوڑے روز کے بعد وہ پاندغ خان فوت ہوا۔ بجائے اس کے باطل خان بیٹا اُس کا اس عرصہ میں خود مستعد ہو کر اپنے باپ کی دستار پر قائم ہوا۔ بعد چند مدت کے تقدیراً وہ بھی فوت ہو گیا۔ مٹھہ خان بیٹا اس کا تمندار بنا۔ وہ جنگ بلوچان بلیدی مسکونہ علاقہ شکار پور سندھ بباعث تکرار گلہ شتری ملنغ خان مقدم بگٹی جو پناہ گیر آیا تھا۔ مع چند سواران تمن خود قتل ہوا۔ تمندار بلیدی مع چند نفر مارا گیا۔ بعد اس کے فتح علی خان بیٹے کلان تمندار موصوف نے دستار سرداری کی باندہی اس تمندار کی سرداری میں تمن مزاری بنظر پسند آنے موقع گھاس اور

درستی آب اور اوپر کوہ سیاہ آف ومرو مسکن گزین ہوا اسی عرصہ میں تمندار مذکور تقدیر آجان بحق ہوا اور بیٹا اُس کا مشہبہ خان سردار مقرر رہوا۔ اس تمندار کے عہد میں مزاری لوگوں نے ملک سندھ کے واقف ہو کر شرارت بدی بدکاری ملک سندھ میں شروع کی۔ نواب محمد قائم خان قوم نہڑ اس وقت بعلاقہ روجھان قابض متصرف تھا جو خاص قیام گاہ اُس کی موضع کن میں اور علاقہ کشمور سے تابدلی و عمر کوٹ اُس کے تحت میں تھا۔ دہلی میں بادشاہی اکبر بادشاہ کی تھی۔ 1000 مطابق 1410ء میں موضوعات ذیل تہدی احمدانی لادہ مٹ دلبر شہانی بطریق معافی نواب موصوف نے جاگیر بخش کئے۔ تمن مزاری اُن کے اوپر تدارک آبادی کر کے قیام کیا۔ چنانچہ حمل خان تمندار نے باصرات مبلغان از خود ایک نالہ علاقہ روجھان میں کھدوایا۔ جس کا پُرانا کھنڈر پڑا ہوا ہے۔ اور بنام حمل واہ کے مشہور ہے۔ اس عرصہ میں مسمی وہیل خان تمندار قوم بگٹی بہ جمعیت سات سو نفر تمن خود لشکر کشی کر کے تاخت آور علاقہ روجھان کا ہوا بہ تعاقب آن حمل خان تمندار مع مردمان تمن خود گیا عندالمقابلہ دو بیٹے تمندار بگٹی مع چند نفر منجملہ تمن بگٹی کے قتل ہوئے۔ اور تمندار مزاری مال مغروقہ خود واپس کرا کے دارو بمسکن خود ہو گیا۔ گویا کہ فیمابین تمن بگٹی اور مزاری جنگ شروع ہوئی۔ تمندار بگٹی واسطے انتقام لڑکوں اپنے کے بہت لشکر جمع کر کے علاقہ روجھان میں تاخت لایا بعد قتل دو نفر منجملہ تمن مزاری کے مال مویشی جمع لے جاتا تھا۔ کہ تمندار مزاری بہ فراہمی مردمان تمن خود جا کر ملا۔ فیمابین دونوں تمن کے جنگ ہوئی۔ رندان خان مقدم تمن مزاری مع پندرہ نفر مردمان تمن خود مقتول ہوا۔ تمن مزاری نے شکست کھائی۔ بگٹی مال مار کر ساتھ لے گئے۔ مگر چار نفر منجملہ لشکر بگٹی کے قتل ہوئے تھے۔ پھر حمل خان تمندار مزاری بجمعیت پندرہ سو سوار پیادہ بگٹی پر عوجہ کے واسطے لشکر کشی

کری۔ مسمیان جیا خان و مہر علی خان مقدمان بگٹی مع تعدادی نفر تخمیناً تمن بگٹی سے مقتول ہوئے۔ تمندار مزاری بعد غارتی مال مویشی سلامتاً اپنے مسکن میں آئے۔ تھوڑے عرصہ بعد فیمابین دونوں تمنوں کے انجام ہو گیا۔ واضح ہو کہ پہلے جب تک نالہ حمل واہ نہیں کھودا گیا تھا۔ تمن مزاری اوپر پہاڑ کے رہتا تھا۔ بطور فصل یعنی ایام فصل میں زمین پر آ کر رہا کرتا تھا۔ اور جب زمین پر پیدوار ہونے لگی۔ تب تمن مزاری اکثر زمین پر گرد اگرد روجھان کے جو اس وقت قصبہ روجھان کا کوئی نہیں تھا۔ صرف یہ زمین روجھان کے نام سے مشہور تھے۔ متمکن ہوئے۔ چونکہ تمن بلیدی پیشتر سے ساتھ تمن مزاری خصومت رکھتا تھا۔ مندھو خان تمندار بلیدی بجمعیت پندرہ سوار پیادہ لشکر اٹھا کر تمن مزاری پر تاخت لایا بعد غارتی مال واپس جاتا تھا۔ کہ تمن مزاری مجمع ہو کر مقابل ہوا۔ عندالمقابلہ مندھو خان تمندار بلیدی مع اسی جوان قوم بلیدی کے میدان جنگ میں قتل ہوئے چنانچہ اندرون پہاڑ اس موقع کا نام اب تک مندھو گنڈ مشہور ہے۔ بوادید ایسی خدمات کے نواب صاحب موصوف زیادہ تر رضامند اور خوشنود ہو کر اور دیہات متعلقہ کنارہ دریائے امداد کئے۔ اس عرصہ میں بسبب فوت ہو جانے نواب واسم خان کے ابراہیم خان بیٹا اس کا قائم مقام ہوا۔ جو کہ اس زمانہ میں تمن کہیازی شنبانی اپنے پہاڑ سے اُتر کر اوپر کوہ گیا مذہاری شامل تمن مزاری سکونت رکھا تھا۔ تمندار دریشک مجمع آوری لشکر خود مال مویشی تمن کہیازی اور بنگو خان مقدم تمن کہیازی اور ایک کس مزاری کو مار کر جاتا تھا۔ کہ تمندار مزاری بتعاقب آن آ کر قریب اس نے مقابلہ ہوا۔ پندرہ نفر تمن دریشک سے قتل ہوئے۔ اس دن سے فیمابین تمن دریشک و مزاری کے زیادہ تر تکرار پڑ گیا۔ دونوں تمندار یعنی شہک خان تمندار دریشک اور حمل خان تمندار مزاری نے ایک

دوسرے پر لشکر کشی کرے۔ اہا قارہستہ میں کہیں موقع ہونے کا نہ ملا۔ تمندار دریشک خاص شہر روجھان میں آ کر عورت اور والدہ تمندار مزاری کو بخلاف دستور بلوچی جو اقوام بلوچستان میں عورت کا مارنا منع ہے۔ بابل خان مقدم تمن مزاری کے قتل کر کے اسباعث غارت کیا۔ اور تمندار مزاری بھی ایک مقدم دریشک مسمی حبیب خان مع پندرہ نفر تمن مزاری پر لشکر کشی کری۔ عندالمقابلہ تمندار دریشک مع چند نفر میدان جنگ میں قتل ہوا اور مزاری کی طرف سے مسمیان ناتھو اور میگن مقدمان تمن مزاری قتل اور مٹہ خان بیٹا تمندار مزاری مجروح ہوا۔ بعد چندے حمل خان تمندار فوت ہوا مٹہ خان بیٹا اُس کا تمندار رہا۔ جو کہ نواب ابراہیم خان شخص غافل تھا۔ خصوصی تمن مزاری زیادہ تر غلبہ پا گیا۔ نہڑ کو جبراً علاقہ روجھان سے نکال کر اس موضع بھاگ خود قابض متصرف ہو گیا۔ تمن کہیازی جو سیاہ کوہ پر سکونت رکھتا تھا۔ بنظر عادات قدیمہ گہرام تمندار کہیازی دو دفعہ علاقہ تمن مزاری میں تاخت لا کر مال شتری مارلے گیا۔ مٹہ خان تمندار مزاری بانتظام ان بمجمع آوری معرکہ تمن خود تمن کہیازی پر بمقام کوہ سیاہ تاخت کیا۔ عندالمقابلہ دو بیٹے تمندار مذکور مع چالیس نفر کہیازی قتل ہوتے بعد غارتی مال مویشی واپس آیا۔ بعد اس کے فیمابین دونوں تمن کے انجام ہو گیا۔ پھر تمن گورچانی سے اس عرصہ میں جنگ شروع ہوتا ہے۔ اول مزاری نے تخمیناً دو سو سوار جمع کر کے مال شتری تمن گورچانی کو جو قریب فتح پور بعلاقہ تمن دریشک چرتا تھا۔ غارت کیا محمد خان بیٹا تمندار دریشک جو تعاقب کو آیا مع دس سوار تمن دریشک کے مقتول ہوا۔ اُس وقت عالم خان تمندار گورچانی کا تھا واسطے عوض کے تمن مزاری پر لشکر کشی کری۔ چنانچہ مقابلہ میں مشاق خان برادر حقیقی مٹہ خان تمندار اور کرم خان بیٹا اور متارہ خان بھیجا تمندار مزاری مع تیس نفر تمن مزاری کے قتل ہوا۔ تمن گورچانی بعد

فتحیابی مال مار کر چلا گیا۔ تمن مزاری بھی چند دفعہ گورچانی پر تاخت لایا مطلب کہ تیس برس کامل فیمابین تمن مزاری اور گورچانی کے جنگ رہی۔ اخیر یہ انجام ہوا کہ عوض خون مشاق خان بھائی تمندار مذکور کے تمندار گورچانی نے ناطہ بیٹی اپنی کا حمل خان پوتہ مشاق خان مقتول کو دیا۔ اس عرصہ میں مٹہ خان فوت ہو گیا۔ یہ تخمیناً 1180ھ مطابق 1760ء ہو گا۔ واضح ہو کہ نالہ بشارت 1140ھ اور نالہ دھندی 1150ھ اور محمود 1160ھ اور قادرہ مع شاجہا گیا نمل وغیرہ 1165ھ میں کھودا گیا۔ جو کہ اس عرصہ میں ڈیرہ غازیخان کا نواب محمود خان بہ تحت بادشاہت دہلی کے صوبہ تھا۔ اور علاقہ کوٹ مٹھن وہڑند وسیت پور بطور راجارہ اسی بادشاہ سے مردم نہڑ کے تحت میں چنانچہ عوض احدائی نالہ قاضی شاخ قادرہ مواضعات کوٹ مٹھن وغیرہ آبنوش نالہ مذکور منجانب مردم نہڑ و نواب محمود خان گوجر کے بطور ککلنہ کے ملے تھے۔ اور نالہ دھندی کی احدائی مخدوم صاحب نے کرائی وہ علاقہ اس کے تحت میں آ گیا۔ 1756ء مطابق 1170ھ میں احمد شاہ بادشاہ خراسان دہلی پر تاخت لایا۔ میر نصیر خان بروہی ساتھ تھا۔ اسی خدمت کے واسطے علاقہ داجل ہڑند و حاجی پور میر نصیر کان کو بخش کر دیا۔ کہ اب تک یہ ملک نصیر خانی کہلاتا ہے۔ رڈیرہ غازیخان میں منجانب احمد شاہ بادشاہ کے دوست محمد خان افغان کابلی نواب مقرر ہو کر آیا۔ جو کہ اس عرصہ میں بلوچستان ان کا تکرار عظیم برپا تھا۔ کہ حالات مندرجہ سے ظاہر ہے۔ اس باعث سے یہ ملک متعلقہ نالجات اکثر ویران ہو چلا بعد فوتیدگی مٹہ خان کے گلشیر خان تمندار مزاری کا ہوا۔ جو کہ تمن مزاری کسی صوبہ کو کچھ خراج وغیرہ نہیں دیتا تھا۔ اور ہر علاقہ کی بدی بدکاری کرتا تھا۔ محبت خان سرائی والی حیدر آباد سندھ نے مسمی آدم خان معتبر اپنے کو مع سپاہ بارادہ تسخیر علاقہ روجھان کے بھیجا جو تمن مزاری اطلاع پا کر اوپر پہاڑ متھل کے خانہ

بلوچ ہو کر چلا گیا۔ آدم خان مذکور مع فوج اندر پہاڑ جا کر تمن مزاری پر تاخت کیا کہ
گلشیر خان تمندار مع آٹھ نفر مزاری وہاں مارا گیا باقی تمن اوپر پہاڑ کلان بھاگ گیا۔ آدم
خان نیچے آ کر کشمور میں تھانہ مقرر کیا۔ اور خود وہاں رہا۔ بجائے گلشیر خان شہ علی خان بیٹا
اس کا تمندار بنا واسطے انتظام باپ اپنے جملہ اقوام خود اور دیگر ہمسایگان سے مدد لے کر
اوپر آدم خان کے ناگہان لشکر کشی کری۔ چنانچہ عندالمقابلہ دو بیٹے آدم خان مذکور مارے
گئے۔ اور خود آدم خان طرف سندھ مفرور ہو گیا۔ تمن مزاری نے بدستور اپنے ملک املاک
پر قبضہ پایا۔ پھر اس اثناء میں تمن بلیدی سے لڑائی ہو گئی۔ کہ عندالمقابلہ بازاری کان مقدم
تمن بلیدی مع ایک سو نفر تمن خود قتل ہوا۔ اور بیس نفر مزاری سے مارے گئے۔ جو کہ علاقہ
روجھان میں پہلے آنے تمن مزاری سے زیر تحت مردم نہڑ کے قوم چانڈیہ سکونت رکھتی تھی۔
جب مزاریان نے نہڑ کو بالکل نکال دیا تھا۔ مردم چانڈیہ سے جو وہ بھی قوم بلوچ سے ہیں۔
اتفاق بنا رہا۔ چنانچہ شہعلی خان تمندار مزاری کی شادی بھی سردار اقوام چانڈیہ کی لڑکی سے
کی ہوئی تھی۔ الا اقوام مزاری دل سے اُن کا رہنا نہیں چاہتی تھی۔ جیسے ایک نیام میں دو
تلواریں نہیں سماتیں اس طرح یہ دل کرتوان کی علاقہ میں نہیں سماتے تھے۔ مگر طوعاً و کرہاً
جب تک شہ علی خان زندہ رہا بپاس خویشگی کے اتفاق بنا رہا۔ جب شہ علی خان فوت
ہو گیا۔ دوست علی خان بیٹا اس کا تمندار بنا فیما بین دونوں تمن کے نزاع شروع ہوا اور
آپس میں سخت مقابلہ ہوا۔ مار کہہ خان تمندار چانڈیہ مع ساٹھ نفر اقوام چانڈیہ تمندار
مزاری سے اور چند نفر تمن مزاری ہاتھ مردمان چانڈیہ سے قتل ہوئے تب سے چانڈیہ
لوگ دریا سندھ سے پار اُتر کر آنر د آب چلے گئے۔ کہ اب تک پار دریا بعلاقہ نواب
صاحب بہادر والی بہاولپور بیٹھے ہیں۔ بعد چندے دوست علی خان فوت ہوا بجائے اس

کے حمل خان بیٹے اُس کے نے دستار تمنداری کی باندہی اس عرصہ میں مندھو خان برادر
تمندار روبنگی بنظر ناراضگی بھائی خود بہ تمن مزاری مہمان طریق آیا مسمّی بھولک خان
مزاری نے بسبب جہالت اُس کو مار ڈالا۔ حمل خان تمندار مزاری نے بقصاص خون
مقتول کے بھولک مذکور کو قتل کیا۔ مسمّی گہانہ مزاری بھائی بھولک مذکور بدر بار
خانصاحب والی قلات جا کر استغاثہ کیا۔ چنانچہ لشکر بروہی نے آ کر ملک مزاری کو تاخت
تاراج کیا۔ عمر کوٹ میں ڈیرہ لشکر اُترا ہوا تھا کہ تمن مزاری جمع ہو کر شبخون دیا۔ لشکر
بروہی شکست کہا کر بھاگ گیا۔ جو کہ تمن بگٹی پیشتر سے ساتھ تمن مزاری کے عداوت
رکھتا تھا۔ دو تین جوان تمن مزاری سے مار ڈالے تمندار مزاری بعوض آن لشکر اُٹھا کر
قریب زمین مردم مسکنات تمن بگٹی پر تاخت لایا بعد غارتی مال و مویشی واپس آتا تھا۔ کہ
تمندار بگٹی مع لشکر کثیر بہ تعاقب آن پہنچ کر مقام کچوری میں فیما بین دونوں تمن کے مقابلہ
ہوا سوتر بھائی تمندار بگٹی مع چند مقدمان و اسّی جوان کے مارا گیا۔ اور تمن مزاری سے
ایک مقدم مع بیس جوان قتل ہوا مال مغروقہ آپس میں تمن مزاری نے حسب دستور تقسیم
کیا۔ 1206ھ میں میر رستم خان والی خیر پور سندھ نے جس کی اولاد سے اب میر علی مراد
خان صاحب خیر پور سندھ میں حکمران ہیں۔ تمندار مزاری کو جو اس میں اکثر تمن مزاری
دامان پہاڑ کی طرف رہتا تھا۔ واسطے سلام کے بلوایا بعد تسلی اور دلاسہ کے مواضعات
ذیل ہنڈی لادہ مٹ دلبر تھویانی اور اراضیات موقوعہ دامن پہاڑ درہ سوری جنوبی سے تا در
پتوک جو آب رود کوہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ بالکل معافی دے کر حبوب ترنی اور
زکوات معاف فرمایا۔ باقی علاقہ روجھان کا محصول نصف بنام نہاد قصور معاف اور
نصف خود لینا کیا۔ اور تمن مزاری کو بطور رعایا کے زیر تحت خود کیا۔ بعد مشرف سلام اور

پانے خلعت کے بہ تحریر اقرار مندرجہ صدر تمندار مزاری واپس ہو کر وارد مسکن خود ہوا۔ اس عرصہ میں دستار تمنداری تمن گورچانی کی برسر فتح خان کے تھی۔ اور بلوچ خان سوتر بھائی اُس کا دستار تمنداری سے محروم تھا بلوچ خان مذکور بحیلہ واپسی دستار تمنداری خود پاس تمندار مزاری کے پناہ گزین آ کر ناطہ نسبت بیٹی اپنی کا بہرام خان بیٹے تمندار کو دیا اس سبب سے فتح خان تمندار گورچانی رنج ہو کر بلوچ خان مذکور کو قتل کر دیا۔ پھر مابین مزار و گورچانی زیادہ تکرار برپا ہو گیا۔ حمل خان تمندار مزاری نے عوض بلوچ خان اور تمن گورچانی کے لشکر کشی کری۔ اس وقت فتح خان تمندار گورچانی لنڈان میں تھا۔ بجمعیت تمن خود و تمن لنڈان درند کے تعاقب کیا عندالمقابلہ تمن مزاری کو شکست اور گورچانی کو فتح نصیب ہوئی۔ چنانچہ سلیم خان مقدم تمن مزاری مع آیا خان و مسو خان مقدمان تمن بلیدی جو اتفاقاً ہمراہ تمن مزاری کے تھے۔ مارے گئے لحاظ عوضہ سے تمندار گورچانی کوہ ماڑی پر سکونت پذیر ہوا۔ لیکن تمندار مزاری کوہ مذکور پر لشکر اٹھا لے گیا۔ ایک مقدم تمن گورچانی مع چند نفر تمن گورچانی کے مقتول ہوا۔ بعد اس کے بوکالت درسا کاری حیات خان تمندار دریشک فیمابین دونوں تمن کے صلح ہوئی۔ 1216 ہجری میں حمل خان فوت ہوا۔ بہرام خان بیٹا کلان تمندار مذکور نے دستار تمنداری باندھی اور شادی اُس کی لڑکی بلوچ خان سے جو بوقت حین حیات باپ اس کے ناطہ ہوا تھا ہوئی۔ اس اثناء میں فیمابین تمن دریشک و مزاری کے خصومت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ساٹھ جوان تمن مزاری نے آ کر کوٹلہ نصیر کو محاصرہ کیا بختاور خان مقدم تمن دریشک سردار کوٹلہ نصیر کو مع دس جوان کے قتل کر گئے۔ بعوضہ آں مہیرن خان رشتہ دار کرم خان تمندار دریشک ایک سو چالیس سوار تمن دریشک سے جمع کر کے علاقہ روجھان کو تاخت

آور ہوا۔ بہ تعاقب آں بخت علی خان و حاجی خان سوتر بہرام خان تمندار مزاری مع چند نفر تمن مزاری گئے۔ عندالمقابلہ دونوں شخص مع آٹھ نفر تمن مزاری کے مارے گئے۔ پھر تمندار مزاری نے لشکر کشی کری قریب موضع کوٹلہ جندہ جو راجنپور سے تین میل شمال و غربی کونہ پر واقع ہے، مقابلہ ہوا۔ حیدر خان مقدم تمن دریشک مع اٹھارہ نفر دریشک کے مارا گیا باطل خان مقدم مزاری مع چند نفر مزاری کے زخمی ہوا بعد اُس کے انجام ہو گیا۔ علاقہ داجل ہڑند تحت میر نصیر خان والی ملک قلات کے تھا۔ میر نصیر خان کی طرف سے تمندار دریشک معتمد اور محافظ ملک کا تھا۔ چنانچہ میران خان قریبی رشتہ دار تمندار دریشک کا قصبہ حاجی پور میں تعینات رہا کرتا تھا۔ مردمان مزاری نے بہ تعداد ساٹھ نفر جمع ہو کر علاقہ حاجی پور سے مال مویشی چوری کیا مہرے خان مذکور بتعاقب آں روانہ ہوا۔ قریب کوٹلہ حسن شاہ آ کر ملا عندالمقابلہ مہرے خان مذکور مع دو کس بروہی جو بطور سپاہ زیر تحت میر نخان دریشک کے رہتے تھے مارا گیا۔ پھر تکرار زیادہ ہو چلا چند مدت اسی طرح رہا بعدہ انجام ہو گیا۔ جو کہ فیمابین تمن گورچانی اور لنڈ کے سخت جنگ رہتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مسو خان تمندار لنڈان کو بموجب صلاح تمندار گورچانی کے محمد رحیم خان حاکم داجل جو منجانب خان صاحب والی قلات کے مقرر تھا قید کر دیا کہ تمندار مزاریان نے آ کر رہا کرایا تمندار مزاری حسب التجاء تمندار لنڈ بہ کمک آں اوپر تمن گورچانی بارادہ غارتی روانہ ہوا اُس وقت گورچانی قریب درہ کہا سکونت پذیر تھا۔ تمن لنڈ اور مزاری شامل ہو کر تمن گورچانی پر حملہ کیا۔ مسو خان بیٹا غلام محمد خان تمندار گورچانی مع پچاس نفر قتل ہوا اور منجانب مزاری صرف پانچ جوان اور تمن لنڈ کی طرف سے چند نفر قتل ہوئے خانہ تاراجی تمن گورچانی کر کے واپس آئے۔ جو کہ تمن گورچانی کا زور اُس وقت مشہور

تھا۔ بسبب لحاظ عوضہ مسوخان تمندار لنڈان اپنے مسکنات سے کوش کر کے بعلاقہ روجھان شامل تمن مزاری امان طلب جا کر تمسکن ہوا۔ بعد چند روز تمندار گورچانی علاقہ مزاری پر تاخت لا کر عوضہ کیا عندالمقابلہ ساٹھ جوان مزاری اور مسوخان تمندار لنڈ مقتول ہوا گورچانی کی طرف سے بھی پچاس جوان مارے گئے۔ تمن گورچانی بعد غارتی مال مویشی بسیار واپس بمسکن خود معاون ہوا۔ پھر کرم خان برادر حقیقی تمندار مزاری بفراہمی لشکر تمن خود مردمان بشاری پہلے گورچانی پر جو بمقام نسا ہو اندرون پہاڑ سکونت رکھتے تھے۔ تاخت آور ہوا کہ گنہ خان مقدم لشاری مع اٹھارہ جوان لشاری کے مارا گیا بعد اس کے فیمابین صلح ہوگئی۔ اس عرصہ میں تمن لغاری میں تفرقہ پڑ گیا کہ رحیم خان سوتر محمود خان تمندار لغاری نے محمود خان تمندار کو نکال کر خود تمندار ہو گیا محمود خان مع محمد خان بیٹا خود یعنی باپ جمال خان تمندار حال اور جلال خان بھتیجہ تمندار بامید کمک کے پاس تمندار مزاری آ کر متوقف ہوا کہ تمندار مزاری بہ جمع آوری لشکر خود رحیم خان پر تاخت لایا۔ عندالمقابلہ پچاس نفر تمن لغاری منجانب رحیم خان مارے گئے۔ رحیم خان مذکور اس وقت تمنداری سے بیزار ہو کر بدستور محمود خان کو تمندار و سردار اقوام لغاری تسلیم کیا۔ ایک دفعہ ساٹھ نفر مزاری براہ کشتی آنرو آب دریا قریب موضع جتوی ضلع مظفر گڑھ جا کر مال مویشی غارت کیا مہیو ال خان جتوئے تعاقب اُن کے روانہ ہو کر مقابل ہوا مہیو ال خان مذکور مع بیس جوان مارا گیا۔ ایک دفعہ بہرام خان تمندار بھی بہ ہمراہی تمن خود علاقہ قلات پر لشکر کشی کری کہ بمقام بھاگ ناڑی مال مویشی بہت مغروت کیا۔ واسطے عوضہ اس کی پسر گل محمد خان بروہی رئیس بھاگ ناڑی کا لشکر جمع کر کے علاقہ روجھان پہ تاخت لایا۔ کہ نامبردہ مع چند نفر ہمراہی قتل ہوا۔ پھر فیمابین تمن بگٹی اور مزاری کے

جنگ شروع ہو چلی پہلے مردمان بگٹی دو نفر تمن مزاری کے مار گئے۔ بعد اس کے مزاری تمن بگٹی پر گھوڑہ لے گیا۔ عندالتعاقب جنگی خان مقدم مشوری بگٹی بھتیجہ غلام حسین بگٹی مشوری جو نامبردہ یعنی غلام حسین مذکور 1867ء میں قریب ہڑند عندالمقابلہ ہاتھ گورچانی سے مارا گیا۔ مع بیس جوان ہاتھ مزاری سے قتل ہوا اور دو نفر قوم مزاری سے بھی قتل ہوئے۔ بعد چند روز پھر تمندار بگٹی کا مع مردمان تمن خود علاقہ روجھان پر تاخت لایا اور مال غارت کیا۔ دریہ خان مقدم تمن مزاری تعاقب کر کے جاملا دریا خان مذکور معہ سولہ نفر مزاری مقتول ہوا اور میہان خان مشوری باپ غلام حسین مذکور تمن بگٹی سے مارا گیا مال مغروتہ مردمان بگٹی مار لے گئے۔ چند مدت فیمابین دونوں تمن کے تکرار رہا اخیر تمندار بگٹی تنگ آ کر عورت مذکور تمندار مزاری کے پاس آئی تمندار مذکور منظور کر کے بعد عزت و آبرو عورت کو واپس بھیجا پانچ سال تک اس عنوان سے انجام رہا بعد ازاں پھر تکرار شروع ہو گیا۔ کہ تمن کے لوگ خفیتاً ایک دوسرے تمن کے واردات شروع کردی۔ تمندار مزاری نے تمن بگٹی پر لشکر اٹھایا بعد قتل دس جوان مویشی جمع کر لایا پھر لشکر بگٹی و کھیازی و شنبانی متفق ہو کر موضع بدلی کے قریب تمن مزاری کے اوپر تاخت لایا تمن مزاری نے تعاقب ان کی میں جا کر مقابلہ کیا ساٹھ نفر منجانب مزاری کی مارے گئے۔ مزاری نے شکست کھائی مال مویشی تمن بگٹی غارت کر کے لے گیا۔ چند مدت فیمابین جنگ جدل رہی آخر تمندار بگٹی نے بھیرک خان و کہرام خان تمندار کھیازی ملتجی انجام ہو کر ناطہ نسبت بھیجی گہرام خان تمندار کھیازی کا واسطے رشتہ داری تمندار مزاری کی دے کر صلح و انجام کیا۔ اس عرصہ میں بعلاقہ کوٹ مٹھن تا ڈیرہ غازیخان حکومت نواب صاحب والی بہاولپور کے تھے۔ کرم خان دریشک تمندار کسی سبب سے ناراض ہو کر پاس

تمندار مزاری کے کوچ کر گیا۔ جو مزاری اس وقت بطور باغی رہتا تھا۔ اسی سبب مرمان تمن مزاری اور دریشک نے بعلاقہ نواب صاحب سخت بدی بدکاری شروع کی تا بحد یکہ اہالیان نواب ساحب بہادر تنگ آ کر واپسی تمندار کا بندوبست اور انجام کیا۔ مشہور ہے کہ باقی کچھ آبادی نالجات علاقہ ہذا رہ گئی تھی۔ اس اثناء میں جب تمن دریشک کا ہالیان نواب صاحب سے انجام ہو گیا، تب تمن مزاری نے بھی علاقہ نواب صاحب کی واردات بند کر دی۔ جو کہ بجر خان تمندار تمن ڈوکی تمن کھسی سے شکست کھا کر بجمعیت تین سو جوان تمن کے پاس تمندار مزاری پناہ طلب آیا۔ تمن مزاری نے حسب خاطرداری اُن کی بار تکاب واردات جو اس فن میں یہ تمن مشہور تھا۔ تمندار کھٹی کو تنگ کر کے اخیر تمندار ڈوکی کا اس سے انجام کیا۔ تخمیناً 1240ء ہو گا۔ کہ بعلاقہ ڈیرہ غازیخان مہاراجہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے عملداری ہوئی کہ جنرل ونتورہ صاحب ناظم ڈیرہ غازیکان کا تھا۔ فیروز خان تمندار دریشک ہاتھ سنگھان سے تنگ ہو کر علاقہ روجھان میں مدد طلب آیا کہ اسی طرح کثرت واردات سے دق کر کے تمندار دریشک کا انجام ہوا۔ مگر تمن مزاری سے کدورت بڑھ گئی۔ کہ مزاری اس وقت سندھ کے تعلق تھا۔ علاقہ کوٹ مٹھن بلکہ خاص کوٹ مٹھن کا مال مویشی وغیرہ غارت کر کے لے جاتا تھا۔ جب دیوان سالون مل صوبہ ملتان کا ہوا یہ لشکر کثیر قریب سات ہزار سوار پیادہ سرکار تمنات لغاری و گورچانی و دریشک ولنڈ لے جمع ہو کر بدلی علاقہ ہڑند میں تاخت لایا تمن مزاری بفراہمی تمن خود دور ایک جگہ بارادہ مقابلہ جمع تھا۔ اخیر محمد خان تمندار لنڈان نے درمیان آ کر انجام کیا۔ تمندار مزاری نے مال مغروتہ واپس کر دیا۔ دیوان صاحب بعد انجام واپس تشریف لے گئے۔ بلکہ محمد خان لشاری مقدم تمن گورچانی جو بسبب بدی بدکاری تمن گورچانی سے بباعث خوف

دیوان موصوف تمن مزاری میں پناہ گزین تھا۔ اس کا بھی فیصلہ ہوا کہ دیوان موصوف نے اسکی اُوپر جرمانہ مقرر کیا تمندار مزری نے جرمانہ اُس بھی از خود ادا کر کے اس کو اپنی مسکناتِ براما کن کرائے تھوڑے عرصہ تک تمن مزاری اُس انجام پر قائم رہا پھر بدے بدکاری علاقہ لایا پھر تمنداران مزاریان بہ تحمل تخمیناً دو سو سوار و پیادہ علاقہ کوٹ مٹھن پر تاخت لا کر خاص شہر کوٹ مٹھن کو محاصرہ کیا 12 نفر سپاہی سنگھان ماری گئی کاردار خود روپوش ہو گیا۔ مردمان مزاری بعد غارتی شہر کوٹ مٹھن واپس بمسکن خود پہنچے جب یہ حال دیوان سانون مل کو معلوم ہوا دیوان موصوف نے بخدمت مہاراجہ صاحب والی لاہور کے رپورٹ کی جس پر مہاراجہ کھڑک سنگھ صاحب اور دیوان سانون مل بمعہ فوج کثیر بارادہ غارتی اور سزارسانی تمن مزاری کی اس علاقہ میں تشریف لائے۔ تمندار مزاریان اس حال سے مطلع ہو کر معہ جملہ اقوام تمن خود بسبب لحاظ فوج شاہی خانہ بکوچ آ کر بعلاقہ سندھ چلی گئی۔ اس وقت ملک سندھ پر میر صاحب ٹالپور فرمان فرما تھی۔ تمندار مزاری واسطے مقابلہ اور جنگ ساتھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بخدمت میر صاحب کی التجا کی۔ اگرچہ میر صاحب اول مستعد ہوئے اور تسلی دلاسہ بھی کرتی رہی لیکن آخر وہ مراد تمندار ورنہ آئی۔ مہاراجہ صاحب کھڑک سنگھ اور دیوان سانون مل جب علاقہ روجھان میں آیا تمن مزاری پیشتر بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے خاص روجھان میں ایک چھوٹا قلعہ جہان اب مکان تھانہ کا ہی بنوا کر ایک کاردار مقرر کیا اور علاقہ روجھان کو اپنی ملک سے شامل کیا۔ تھوڑے عرصہ بعد مولوی غازی ہُندوستانی علاقہ قندہار سے پھرتا ہوا بجمعیت ایک ہزار سوار پیادہ وارعلاقہ سندھ ہوا۔ تمندار مزاری مولوی مذکور کو حامی خود بنا کر علاقہ روجھان کو تاخت تاراج شروع کیا مگر کاردار متعینہ قلعہ روجھان بسبب پناہ اس قلعہ کے

بچ گیا۔ مردمان مزاری علاقہ روجھان کو مارتباہ کر کے واپس چلی گئی۔ کاردار نے صوبہ
ملتان کو اس حال سے اطلاع دی صوبہ ملتان نے معرفت رحیم خان تمندار لغاری کی سب
تقصیرات گذشتہ تمن مزاری معاف کر کے یہ وعدہ کیا کہ جس طرح میر صاحب سندھ کا
ساتھ تمن مزاری کی بندوبست معافی اور قصور کا مقرر تھا بموجب اسکی تمکو بھی منظور ہے۔
تمندار اپنے علاقہ میں آ کر آباد ہوا۔ اور رعیت ہماری بنی۔ تمندار مزاری یہ امر منظور کر کے
اپنی علاقہ میں آیا دیوان ساونمل صوبہ ملتان نے وقت شرفیابی سلام کی ایک ہزار روپیہ
کی خلعت عطا کی تھوڑی روز بعد مہاراجہ صاحب بہادر والی لاہور نے تمندار مذکور
واسطے سلام طلب فرمایا حسب الحکم تمندار مذکور بمقام لاہور واسطے شرف سلام مہاراجہ
صاحب ممدوح گیا اور ایک گھوڑا عمدہ نذر گزارنا پیشگاہ مہاراجہ صاحب سے ایک
جوڑے کڑا طلائی اور ایک ہزار روپیہ نقد اور چند پارچات بطور خلعت کے تمندار کو اور جو
پچاس سوار ساتھ تمندار مزاری کے تھے ان کو بھی بقدر انداز خلعت پارچات ریشمی عطا
فرمائی اور بعد بحالی معمولات سابقہ یعنی مجوز صوبہ ملتان بنام صوبہ ملتان فرمان مہری تحریر
کر کے رخصت کیا جب روجھان میں پہنچا بہرام خان تمندار مزاری تقدیراً فوت ہو گیا۔
دوست علی خان بیٹا ان کا تمندار ہوا پیشگاہ صوبہ ملتان سے چند پارچات بطور خلعت
مبارک بادے دستار بندی کی عطا ہوئے۔ یہ سال تخمیناً 1257ھ ہو گا۔ اس تمندار کے
وقت میں چند لڑائی مختلف ہوئے تفصیل جس کے یہ ہے کہ جب اس سردار نے دستار
باندھی تھوڑی عرصہ بعد مردمان جھکرانی سکنائی علاقہ قلات بجمعیت ایک سو ساٹھ نفر
سوران بارادہ بدی علاقہ روجھان میں آئی۔ دوست علی خان تمندار نے بہمراہی مردمان
تمن خود تعاقب کیا۔ عندالمقابلہ چند نفر مزاری جھکرانی مقتول ہوئے۔ اور مال مغروقہ

اُن سے مسترد کر لیا پھر مردمان تمن مزاری سات سو سوار پیادہ جمع کر کے بمسکنات مردم
جھکرانی کی گئے۔ بعد قتل دس نفر مال اُن کا بہت غارت کیا۔ پھر ایک دفعہ چند سواران
مزاری جا کر از دست دو نفر منجملہ ہمراہیان خود قتل کرائی اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ بعد اُس
کے دوست علی خان تمندار خود مع امام بخش خان بھائی خود بجمعیت بارہ سو نفر سوار پیادہ
اوپر مردمان جھکرانی تاخت لا کر کوٹ طاہر خاص مسکن گاہ مردمان مذکورہ شہر لہڑی کے
ہی غارت کیا جملہ اسباب مال موضع مذکور لوٹ کر کے بعد مقتولی چند نفر قوم جھکرانی
واپس آئے جو کہ علاقہ روجھان منجانب صوبہ ملتان ایک کاردار محرر وغیرہ چند ملازمان
تعینات رہا کرتے تھے۔ کاردار مذکور نے ساتھ مردمان تمن مزاری کی ظلم اور زیادتی
شروع کی اور انہیں ایام میں ایک شخص مزاری نے کسی شخص کو ساتھ عورت خود بحالت
بدفعلی دیکھ کر بموجب رسم بلوچی عورت و مرد دونوں کو قتل کیا۔ کاردار محرر مذکورین نے
اس قاتل کو گرفتار کرا کے نہایت سختی اور خرابی کی۔ تمندار مزاری بنظر اس کی بحالت بدفعلی
قتل عورت و مرد کا بموجب رسم قدیمہ خود جائز اور واجب تصور کرتے تھے۔ قاتل کو بے
گناہ جان کر ارادہ مقتولی کاردار اور محرر مذکورین کا درپیش کیا۔ کاردار تو کسی صورت
کٹ رپا کر بھاگ گیا۔ محرر کو تمندار نے مار ڈالا بعد اُس کے تمندار مذکور بسبب لحاظ
سرکار علاقہ روجھان سے مع جملہ خود کوچ کر کے اول پہاڑ میں پہنچے بعلاقہ سندھ جا کر قیام
کیا۔ اور اکثر مرتکب بدی بدکاری علاقہ روجھان وغیرہ ہوتے رہے۔ اس عرصہ میں
دیوان ساونمل صوبہ ملتان فوت ہو گیا۔ دیوان مولراج بجائے باپ صوبہ ملتان کا ہنا بعد
تسلی دلاسا تمندار مزاری کو طلب کیا۔ عندالمشرف ہونے سلام تمندار مذکور کے یہ انجام
ہوا، کہ آئندہ کوئی اہلکار سرکار بدون ہمصلاحی تمندار مزاری کے علاقہ روجھان میں

مداخلت نہیں کرے گا۔ پھر تمن مزاری بدستور علاقہ روجھان میں آباد ہونے لگا۔ تھوڑا
عرصہ گذرا ہوگا کہ 1266 ہجری مطابق 1846ء میں سرکار انگریز نے منجانب
مہاراجہ صاحب والی لاہور کی دیوان مولراج صوبہ ملتان پر بسبب فرمانی کے لشکر کشی
کری۔ بلکہ بتاریخ 30 مارچ 1849ء بذریعہ اشتہار مجریہ انگریز جناب گورنر جنرل
بہادر کشور ہند حکم شمول ملک پنجاب ساتھ ملک ہند سلطنت ملک انگریزی کے پکارا گیا۔
اس عرصہ میں زیادہ تر بدنام تمن مزاری کا تھا۔ چنانچہ الفنیس صاحب بہادر مورخ نے
ابتداء میں تواریخ ہند کی تصنیف کی اس میں درج کرتے ہیں کہ یہ تمن مزاری کا مشہور
رہزن اور غارت گر پار دریا اٹک برستہ دریا کے غارتی کرتا ہے، اور دیگر اقوام مسکونہ گرد
ونواح پر اس کی تعدی اور غارت گری کا عام چرچہ ہے۔ بخوبی ظاہر ہے کہ تا سال
1854ء اسی طرح اس تمن کا حال غارت گری اور چوری علاقہ ہذا اور دیگر علاقجات
باضلاع متصلہ میں جا کر بدی اور واردات کرنا رواج عام رہا اس عرصہ میں بمقام کوٹ
مٹھن آسٹنٹی سب ڈویژن ضلع ڈیرہ غازیخان مقرر ہوئی رفتہ رفتہ اُن لوگوں میں
اصلاح عادات قدیمہ ہوچلا۔ اس وقت جو لوگ رہزنی اور چوری کرتے تھے، اب تک
بھی تمن میں موجود اور اب بجائے چوری و بدمعاشی کی سرکار عالیہ کی سرحد میں خدمت بجا
لاتی ہیں۔ واضح ہو کہ جس زمانہ میں بمقام کوٹ مٹھن اسٹنٹی مقرر ہوئی تمندار اس قوم کا
دوست علی خان بدستور تھا۔ لیکن وہ پُرانے زمانہ کا آدمی اور مزاج اس کا بھی آرام طلب
واسطے حفاظت قوم اور انتظام تمن کی منجانب سرکار امام بخش خان بھائی حقیقی اس کا مقرر
ہوا۔ جو یہ شخص اچھا عقلمند اور محنتی ہے جو فرق اور اصلاح اس قوم میں ہوئی، اس کی طفیل
سے یعنی جو لوگ اپنی قوم میں بدچلن اور چوری پیشہ دیکھی اُسنے سرکار میں ماخوذ کر کے

واسطے سزا رسانی کے بھیج دی۔ جب اس نے انتظام تمن خود اور خیر خواہی سرکار میں بصدق
دل کمر باندھی مقدمان تمن نے بھی اُس کام میں اس کو اچھی مدد دی 1857ء میں جب
غدر ہندوستان کا ہوا تھا۔ امام بخش خان نے واسطے لے جانے اپنی قوم کے ہندوستان
میں سرکار کی خدمت میں درخواست کی لیکن اس عرصہ میں فوج سرکاری جو چھاؤنی بمقام
اسی تعینات رہتی تھی ہندوستان کو بھیجی گئی اور واسطے حفاظت سرحد کے ایک فوج قوم
بلوچی مقرر ہوا جس میں امام بخش خان رسالدار، جب یہ مقدمہ ہندوستان کا فیصلہ ہوا
سرکار عالی نے براہ قدردانی ایک خلعت تعدادی مبلغ دو ہزار روپیہ امام بخش خان اور
بھائی اس کے دوست علی خان تمندار کو عطا فرمائی۔ تھوڑی عرصہ بعد دوست علی خان
تمندار فوت ہوا شیر محمد خان بیٹا دوست علی خان متوفی موجود لیکن سوائے امام بخش خان
کے انتظام اس تمن کا مشکل تھا بدستور انتظام تمن امام بخش خان کے اوپر رہا کہ اب تک
بحال ہے۔ 1859ء میں امام بخش خان کو اختیار انگریزی مجسٹریٹ علاقہ روجھان کا
عطا ہوا تب سے کام متعلقہ اپنا بخوبی انجام دیتا ہے اُس عرصہ میں جو اقوام مسوری و
شنبانی و مری سرکار کے ملک میں بارادہ بدی بدکاری آتی تھی۔ چند دفعہ امام بخش خان مع
مردمان تمن بہ تعاقب اُن کے جاتا رہا چنانچہ اُسی خدمت کے عوض ایک خلعت تعدادی
ہزار روپیہ سرکار سے عطا ہوا، اور اجازت حاضری دربار جناب نواب معلّٰی القاب گورنر
جنرل بہادر کشور ہند بمقام آگرہ کے ملی۔ پر ارسال سے امام بخش خان موصوف نے
ساتھ بھیجتے گزن خان تمندار مری کے شادی کی اس سبب سے اُس کا اختیار اور مقدور اندر
پہاڑ کے اب زیادہ بڑھ گیا ہے۔ واضح رہے کہ جو قدر اس کو اختیار اور دستگاہ ہے۔ حتیٰ
الامکان بموجب منشاء اور انتظام سرحد سرکار کے کار سرکار میں بخوبی کوشش کرتا ہے۔

دیگر اقوام بلوچی پہاڑنشین سے جو سرکار کی طرف سے انتظام اور خیر خواہی میں مستعد ہوتی ہیں۔اُن کی مدد کرتا ہے۔اور اُن کو دوست جانتا ہے۔ملکیت زمین اس تمن کی اس طرح ہے۔کہ جس طرح پہلی دن اقوام ہنڑا اور چاندیہ کو اس علاقہ سے یہ قوم بہ جبر نکال کر قابض ہوئی جو زمین جس کی قبضہ اور تحت آ گئی اس کا ملک تصور ہوا سردار کے واسطے خاص کر زمینات اسی وقت علیحدہ مقرر کی گئیں۔تمام پرگنہ روجھان میں اکثر ملکیت سردار کی ہیں۔اُن کو مزاری وغیرہ لوگ بطور مزارع کاشت کرتے ہیں۔تمندار محصول جنسی بٹائی کرلیتا ہے۔اور ہمیشہ سے یہ دستور رہا کہ جو بڑا بھائی دستار بند یعنی تمندار ہوا وہ منجملہ پیداوار کی دو سہم اور باقی بھائی حقیقی اس کے ایک ایک سہم لیتی تھی۔چنانچہ دوست علی خان کی عین حیات میں اسی طرح رہا یعنی دوست علی خان دو سہم، امام بخش خان یک سہم، رحیم خان یک سہم، لیتے تھے۔مگر واضح ہو یہ جو ایک سہم بڑا بھائی یعنی دستار بند کو زیادہ ملتا تھا۔عوض خرچ ڈیرہ داری کی جو کل خرچ مہمانداری کا تمندار کے ذمہ ہوتا ہے۔
جب سے دوست علی خان فوت ہوا اگرچہ دستار تمندار شیر محمد خان پسر اُس کے نے باندھی، لیکن انتظام تمن اور انجام احکام وخدمت سرکار امام بخش خان پر تھا۔خرچ ڈیرہ داری اور مہمان نوازی امام بخش خان کو بھی کرنا پڑا۔اس سبب سے جو ایک سہم پیداوار نائب سرداری عوض خرچ مہمانداری کی نکلتی تھی وہ نصفا نصف ہوئی اب امام بخش یک نیم سہم، شیر محمد خان یک نیم سہم، رحیم خان یک سہم لیتا ہے اور ڈیرہ ہائی مہمان نوازی بھی دونوں کی علیحدہ علیحدہ ہیں۔اور جوڈن پھوڑ وغیرہ خاص حبوب سرداری کی ہیں۔وہ شیر محمد خان خود لیتا ہے۔جب سے شیر محمد خان کی شادی ساتھ لڑکی امام بخش خان کے ہوئی ہے۔تب سے فیمابین دونوں کی خاطر آ اچھا اتفاق اور اتحاد معلوم دیتا ہے یعنی شیر محمد خان اپنی

اس تمن پر بہت اچھا قائم ہو گیا ہے۔ لوگ تمن کی بخوبی اُس کی سیاست کو مانتی ہیں۔اور بموجب مزاج اور نیت اس کی چلنی پر کوشش کرتے ہیں۔ تین مدرسہ اس تمن میں واسطے تعلیم علم مروجہ کی جاری ہیں۔ روجھان شاہوالی جن میں اوسط حاضری طلباء روجھان شاہوالی میں کل طالب علم ہوگا

۳۵ ۱۰ ۱۵

اسی قوم کے لوگ جس قدر چادری میں کوشش کرتے تھی اب تعلیم علم میں ساعتب ہیں۔ واضح ہو کہ پیشتر اس قوم کے لوگ عرضات مذہبی یعنی نماز روزہ ایسے امور شرعی کا کچھ بھی رواج نہیں تھا۔بجائے اس کے نشہ خواری بھنگ اور شراب کو بموجب رسم بلوچی جو پہاڑ نشینوں میں رائج ہے۔ استعمال میں لاتے تھے۔جب سے امام بخش خان کو صحبت اہل علم سے امورات مذہبی کی طرف رغبت اور امورات ممنوعہ سے ترک پیدا ہوئی۔ تمن کے لوگ بھی اب بقدر نصف نمازی اور روزہ دار ہو گئے ہیں بغرض کہ پیروی تمندار کی کرتی ہیں۔

نقشہ شجرہ نسب تمندار دریشکان
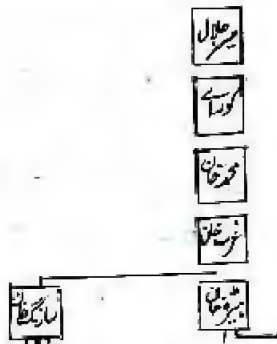
چچا کو چچا تسلیم کرتا ہے۔ یہ تمن اچھا خوش گذران اور مرفہ الحال ہے جب سے نیت صاف کی اب اُن کو کچھ پرواہ نہیں۔ روٹی کپڑا اچھا ملتا ہے۔ مال اس تمن کا ہر قسم سے بہت ہے اور گذران اکثر زراعت کاری جو کنارہ دریا سندھ کی طرف ربیع میں سلابہ زیادہ اور خرید کے موسم بارانی اور رود کوہی سے پہاڑ کی طرف زراعت جوار باجرہ زیادہ ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس قدر یہ تمن سب تمنات میں زیادہ خراب اور بدنام تھا اب اُسی قدر یہ تمن زیادہ آسودہ اور نیک نام ہے۔ امام بخش خان کا قبضہ اب احوال سرگزشت محوی منکشف ہوتا ہے کہ جب امیر چاکر کُل سردار بلوچی کا تخت قلات پر تھا اُس وقت عزت خان تمندار قوم دریشک کا تھا۔ جب فیمابین میر چاکر رند اور گہرام خان لاشاری کی جنگ ہوا اور بمدد بادشاہ ایران میر چاکر نے لاشاری کو مغلوب کیا عورات لشاری قید میں تھیں۔ تمن دریشک نے حفظ مراتب عورات مذکورہ بخوبی نیک نیتی سے محفوظ رکھا تب سے میر چاکر نے قوم دریشک کو تھگوین دریشک لقب دیا۔ (تھگوین) لفظ بلوچ کی ہے۔ معنی اس کا طلا یعنی سونا ہے۔

جب امیر چاکر بمدد ہمایوں ہندوستان کو گیا۔ عزت خان تمندار دریشک ہمراہ اس کے گیا تھا۔ بمقام ست گڈہ شامل امیر چاکر کے رہا اور وہاں ہی فوت ہوا۔ محمد خان بیٹا اس کا بمعہ قوم خود اس ملک میں واپس آیا۔ جنیا جیا اور اقوام بلوچی اوپر پہاڑ متوقف تھے یہ بھی بمقام پہاڑ خواص کے مسکن گزین ہوا۔ اور وہاں تبقدیر الٰہی بیڑہ خان بیٹا اُنکا تمندار ہوا۔ وہ بھی بمقام کوہ مرد فوت ہوا۔ اس عرصہ میں گزران اس تمن کی بے مثل اور اقوام بلوچی مالداری اور چوری وغارتگری پر تھے۔ بجائے بیڑا خان، وزن خان تمندار تھا۔ یہ زمانہ 988 ہجری مطابق 1070ء کے ہوگا۔ اس وقت مردم نہڑ علاقہ ہذا میں منجانب

بادشاہ دہلی بطور صوبدار تھے۔ روزن خان قوم ہنڑ سے اتفاق اور انجام کر کے نیچے زمین پر اُترا کہ چند زمینات دامن پہاڑ کی طرف متعلقہ اسنے وغیرہ مردم نہڑ نے معاف دیکر تمن دریشک کو واسطہ حفاظت و مدد سرحد کے قیام کرایا۔ اس عرصہ میں تمن مزاری بھی نیچے اُترا ہوا تھا۔ پہلے سے اس قوم کا تمن مزاری سے جنگ شروع ہوئی کہ مفصل حال کشت خون ولڑائی ایک دوسرے کا حالات تمن مزاری میں درج کیا گیا ہے۔ فی الصدق مردم دریشک نے برخلاف رسم بلوچی دو عورت کو چنانچہ ایک مادر دشا نے عورت تمندار مزاری کو قتل کیا لیکن کہتے ہیں عمداً نہیں غلطی سے ہوا۔ اِسی عوضہ میں مزاری نے بھی ایک عورت لشکر خان مقدم دریشک کو جس دن کو علہ نصیر پر تاخت لاکر بختیار خان مقدم قتل کیا مار گئے تھے۔ بعد روزن خان کے شہک خان تمندار ہوا لڑائی مزاری میں مارا گیا۔ بجائے اس کے داؤد خان نے دستار باندہی۔ اس زمانہ میں تمن جسکانی ایک علیحدہ تمن بنا ہوا پہاڑ پر اُوپر رود سوری سکونت رکھتا تھا۔ تمندار دریشک و تمن جسکانی کے تاخت لایا۔ چنانچہ حاصیل خان تمندار جسکانی معہ کچھ نفر مردمان جسکانی مارا گیا۔ اور مال مویشی بہت تمن جسکانی کا مردم دریشک غارت کر لائے۔ اسی دن سے تمن جسکانی متفرق ہو کر اور تمنات بلوچی میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ ایک شاخ یعنی پھلی اس کی اب تک تمن دریشک میں شامل ہے۔ تب سے پھر اکٹھا نہیں ہو سکا۔ 1124 ہجری مطابق 1707ء میں داؤد خان فوت ہو گیا۔ بیٹا اس کا حیات خان تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت تمن حسنی سے جو بمقام نساہو اندرون پہاڑ سکونت رکھتا تھا۔ جنگ شروع رہا۔ چند دفعہ ایک دوسرے پر لشکر کشی کری اگرچہ صادق خان تمندار حسنی لشکر براوہی والے قلات سے معہ تین سو نفر کے قتل ہوا تب سے تمن حسنی برباد ہو گیا۔ لیکن تمن دریشک نے بھی اس کو بہت دفعہ تاخت تاراج اور قتل

کیا۔ پھر بوقت اس تمندار کے نواب محمود خان گوجر نواب ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ نواب
موصوف نے احمد خان بزدار سکنہ سکہانیوالہ کو جو یہ قوم بزدار ہے بلوچ ہیں کہ جن کی اولاد
سے اب نور محمد خانصاحب ناظم بہاولپور کی ہیں اور مفصل حال اس قوم کا علیحدہ درج کیا گیا
ہے۔ نواب محمود خان نے کسی سبب پھانسی دیدیا خان خان بیٹا اُن کا واسطہ عوضہ باپ خود
تمندار دریشک سے مدد طلب اور ملتجی ہوا کہ تمندار مذکور بمدد خان محمد خان بمعہ چند لوگ
اقوام خود جا کر نور محمد خان بھائی نواب محمود خان گوجر کو قتل کیا۔ جو کہ حیات خان تمندار کے
دو بیٹے تھے محمد خان، کریم خان جب فیمابین تمن مزاری اور گورچانی کے جنگ تھا۔ محمد خان
باتھ تمن مزاری سے قتل ہوا کہ حال اُس کا پیشتر درج ہو چکا ہے۔ باقی کرم خان تھا۔ جب
حیات خان تقدیر اُفوت ہوا۔

کرم خان نے دستار تمنداری کے باندہی اس تمندار کے وقت میں کچھ نامور
جنگ نہیں ہوئی، جو درج کی جاوے۔ 1127 ہجری مطابق 1756ء میں کرم خان فوت
ہوا عظمت خان بیٹا اُس کا تمندار بنا اس عرصہ میں علاقہ ڈیرہ غازیخان تعلق بادشاہی
خراسان کے تھا۔ اقوام بلوچستان نے بالکل ملک میں بدانتظامی اور خلل ڈالا ہوا تھا۔
آبادی ملک دامان اور نالجات برباد کر دیئے تھے۔ بنظر بدمعاشی تمن دریشک کے کمن
خان افسر فوج مرسلہ نواب ڈیرہ غازیخان واسطہ سزارسانی مردمان تمن دریشک کے معہ
فوج واجبی طرف اسنی مسکن تمندار دریشک کے آیا۔ اور خاص اسنی کو محاصرہ کیا تمن
دریشک بے متفق ہو کر باہر میدان میں قریب اسنی کے بجنگ پیش آیا۔ چنانچہ کمن خان
مذکور نے شکست کھائی چند نفر سپاہی افسر مذکور میدان جنگ میں مارے گئے۔ کمن خان
خود مفرور ہوا۔ دس ضرب زنبور چہ دوس ار بیل مردمان دریشک نے جائے جنگ پر قابو کر

لئے کہ اب تک نزد تمندار دریشک موجود ہیں۔ بعد چندے ناظم ڈیرہ غازیخان سے انجام
ہوا حفاظت مواضعات ذیل

راجن پور خاص، محمد پور دیوان والہ، جلال پور، رسول پور، غوث پور، شاہ پور، دینا پور بذمہ
عظمت خان مذکور کے تجویز ہو کر بیسواں حصہ پیداوار محصول سے اور زکوات بحق تمندار
بطور مقدمی کے بخشش ہوئی 1203 ہجری مطابق 1788ء عظمت خان مر گیا۔ حیات خان
بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ اس عرصہ میں محمد رحیم خان بیٹا میر نصیر خان والی قلات کا میر مصطفی خان
بھائی اپنے کو بہ تکرار حکومت بطور خانہ جنگی قتل کر کے واسطہ تسلط اور قیام حکومت خود بعلاقہ
داجل ہڑند اس طرف آیا۔ حیات خان دریشک معہ تمن خود ہمراہ لشکر محمد رحیم خان ہو کر علاقہ
داجل ہڑند پر تاخت کیا۔ جو اس وقت علاقہ داجل ہڑند پر اُس زمانہ میں حیدر خان منجانب
والی قلات کے داجل میں کاردار بطور ناظم کے رہتا تھا۔ ساتھ محمد رحیم خان مستعد مقابلہ ہو
کر صف جنگ ہوئی۔ حیدر خان مذکور مفرور ہو گیا۔ اور سو نفر منجانب ناظم مذکور کے
میدان جنگ میں مارے گئے۔ محمد رحیم خان بعد نکالنے اُن کے علاقہ داجل ہڑند پر قابض
و متصرف ہوا۔ بعد اس کے اس تمندار کے وقت میں تمن بگٹی سے جنگ ہوا کہ مردمان بگٹی
پہلے موضع اسنی پر تاخت لا کر مال مویشی تمن دریشک غارت کی تمندار دریشک مطلع ہو کر بمع
مردمان تمن خود تعاقب کو گیا عندالمقابلہ چند نفر منجملہ تمن دریشک سے مارے گئے مال
بگٹی بزدار تلوار خود لے گیا بہ عوضہ ان تمندار دریشک تین دفعہ تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ ایک
دفعہ چند نفر منجملہ تمن بگٹی کے قتل کرایا۔ اور مال مویشی بہت تمن بگٹی کا حی کیا عرصہ تک
فیمابین دونوں تمن کے جنگ رہی چنانچہ تمن بگٹی سے حال ظاہر ہوگا۔ بعد اُس کے عورت
ہیر ک خان تمندار بگٹی کے بطور میلا یعنی ستہ پاس حیات خان تمندار دریشک کے آئے

اسی دن سے فیمابین دونوں تمن کے انجام ہوا اور کہتے ہیں کہ تمندار دریشک نے از دست اس مائی کو ایک ہزار روپیہ کی زیورات دیکر معہ عزت اور تعظیم کے واپس بخانہ خود بھیجد یا۔ اواسی عرصہ میں نواب غیاث الدین وزیر سلطنت دہلی جو حج کو جاتا تھا چھ ماہ کامل مہمان طریق اسی میں پاس تمندار مذکور کے متمکن رہا۔ 1219 ہجری مطابق 1704ء حیات خان تمندار دریشک فوت ہوا۔ کرم کان بیٹا ان کا تمندار تھا اس عرصہ میں فیمابین تمن گورچانی اور دریشک واسطہ عوضہ کے لشکرکشی کر کے سات سوار دانہ اور چہار نفر تمن گورچانی سے قتل کیا۔ جس پر حلب خان بیٹا تمندار گورچانی واسطہ عوضہ کے کوٹلہ عیسن پر تاخت لایا۔ دو جوان تمن دریشک سے مارے گئے۔ مردمان دریشک جمع ہو کر تعاقب کیا لعل خان باگڑوالہ مقدم گورچانی اور میر خان مستانہ باب ہورن لشاری بھلی گورچانی معہ تیس نفر تمن گورچانی کے قتل ہوا۔

1237 ہجری مطابق 1822ء میں کرم خان فوت ہو گیا۔ جو کہ یہ تمندار لاولد تھا۔ دستار تمنداری کی فیرو خان بیٹا مندھو خان عموزادہ کرم خان متوفی نے باندھی ایک وقت دیوان ساون مل صوبہ ملتان کا تھا۔ لا کہہ خان مزاری علاقہ ہڑند میں جو اس وقت علاقہ ہڑند بھی صوبہ موصوف کے تحت میں تھا۔ تاخت لاکر اس نے میں نزد تمندار دریشک پناہ گزین ہوا تمندار دریشک سے جو دیوان موصوف نے بازو لاکھ خان طلب کیا۔ تو بنظر لاج یعنی شرم اپنی تڈہ کی جو یہ رسم بلوچی قدیمانہ چلی آتی ہے۔ بازو لا کہہ خان کا نہ دیا۔ اس قصور میں سات سو روپیہ جرمانہ دیوان موصوف نے تمندار دریشک پر کیا۔ کہ تمندار مذکور نے ادا کر دیا لا کہہ خان کو سلامتا تمن مزاری اپنی مسکن گاہ میں پہنچایا۔

تخمیناً 1254 ہجری مطابق 1827ء بلوچان بگٹی اور جھکرانی کو محلہ حسن شاہ

علاقہ کوٹ مٹھن سے گلہ شتران مار کر لیجاتے تھے۔ تمندار دریشک بہ مردمان تمن خود تعاقب ان کے گیا۔ اور اوپر درہ سوری فیمابین مقابلہ ہوا۔ فیروز خان تمندار معہ یار یخان بھتیجا اور حاصیل خان مقدم کے مارا گیا۔ بجر خان بیٹا اُس کا تمندار ہوا۔ بعوضہ باپ خود دو تین دفعہ بگٹی اور بلیدی وجکرانی پر تاخت کر کے تیس نفر قوم بلیدی اور پچیس نفر قوم بگٹی سے قتل کئے۔ اور دوست علی خان و امام بخش خان تمندار مزاری جھکرانی کے تاخت لا کر کوٹ طاہر کو غارت کیا اس وقت بجر خان تمندار دریشک بھی بمعہ مردمان تمن خود ہمراہ تمندار مزاری کے تھا۔ بعد ازین ایک دفعہ مردمان مری ہمراہی علی شیر مشوری موضع عاقل پور میں تاخت لا کر کچھ مہار اروانہ غارت کیا۔ چوہڑ خان و سارنگ خان مقدمان قوم عیسانی دریشک مسکونہ کو ماحین معہ لواحقان و مردمان بھلی خود تعاقب کیا قریب شاہپور موقوعہ کنارہ نالہ دہندی مقابلہ ہوا۔ ہومک خان مری لوہارانی کو زندہ گرفتار کیا۔ چوہڑ خان و سارنگ خان اُسی دن ہاتھ مفسدان سے زخمی ہوئے کہ ہاتھ سارنگ خان اب تک ندارد ہے۔ ہومک خان مذکور کو پھر کرم خان مقدم اُن کا رہا کرا گیا۔ جب 1847ء میں سرکار انگریزی نے مولراج صوبہ ملتان کے اوپر منجانب مہاراجہ صاحب والی لاہور کے لشکرکشی کیا۔ بخش خان چچا بجر خان تمندار دریشک معہ چند سواران تمن خود حاضر خدمت سرکار کے رہا۔ 1849ء میں جب سرکار نے اس علاقہ کو اپنی دارالسلطنت ہند سے شامل کیا 1850ء، 1851ء میں مقام اسنی بمسکن تمندار دریشک کے جو سرحد پہاڑ واقعہ ہے ایک چھاؤنی فوج جنگی واسطہ انسداد وارادت مردمان پہاڑی کے مقرر کیا جو اس وقت دو رجمنٹ اور ایک پلٹن سالم بمقام اسنی و دیگر پوسٹ ہائے متصلہ پر تعینات رہتی تھی۔ 1857ء میں جب عذر ہندوستان کا ہوا فوج سرکاری بنظر ضرورت بہ طرف

ہندوستان کے بھیجی گئی۔ واسطہ حفاظت سرحد کے بلوچی فوج بھرتی ہوئی جس میں ایک رسالہ تمن دریشک کا تھا۔ جو اس میں بجر خان تمندار دریشک رسالدار بتایا گیا حفاظت سرحد درہ سوری سے چاچڑ تک ذمہ بجر خان تمندار کے تھے۔ اس عرصہ میں مردمان تمن مری بانگشت گہرام خان کہیازی شیہانی بقدر میں چہار سو سوار پیادہ لشکر جمع کر کے بیچ سرحد سرکار درمیان سرحد درگری و فتح پور تاخت لائے مال مویشی رعایا سرکار غارت کر کے لیجاتے تھے۔ کہ بجر خان تمندار دریشک پیشتر بمعہ پچاس ساٹھ سوار تمن خود قریب درہ جمبتر کے اوپر دامن پہاڑ واسطہ گشت اور حفاظت مال پھرتا تھا جب یہ خبر معلقم ہوئی ایک سوار واسطہ اطلاع دہی مردمان تمن خود طرف اسنی بھیج کر خود معہ سواران موجود طرف موقعہ واردات و تعاقب مفسدان روانہ ہوا اس اثناء میں جہانخان گورچانی جمعدار رسالہ بلوچی متعینہ پوسٹ درگڑہی اور موسیٰ خان لغاری جمعدار فوج کشادہ اور شیخ محبوب علی تھانداردا جل باستماع حال واردات ہذا بہ تعاقب مجرمان کے جاتے تھے۔ جوان معہو کے ساتھ تخمیناً ڈیڑھ سو یا دو نفر مسلحہ سوار پیادہ ہوں گے۔ بجر خان تمندار دریشک بھی ان کی شامل ہو گیا قریب درہ بھگاڑی کے تعاقب کنندگان مفسدان مری کو جا ملے تمندار دریشک بمع درہیں خان پسر خود جو اس وقت تخمیناً اٹھارہ سال کا تھا مع مردمان تمن خود بمقابلہ مفسدان مذکورہ کٹ اتر پڑا باقی لوگ یعنی جہانخان گورچانی و موسیٰ کان لغاری و محبوب علی تھانیدار بغور دیدن کثرت مفسدان بھاگ گئے۔ عندالمقابلہ تمندار دریشک خود اور درہیں خان بیٹا اس کا بمع چالیس نفر دریشک کے بمقام جنگ گاہ قتل ہوا۔ مردمان مری بہت زیادہ تھے۔ تمندار دریشک کو قتل کر کے کچھ مال مویشی بسبب جلدی چھوڑ دیا اکثر ساتھ لے گئے۔ میر شخان تمندار حال اگرچہ اُس وقت کم سن تھا۔ لیکن بنظر خدمت گزاری اپنے

ماپ کے سرکار نے دستار تمنداری اپس کو بندھوائی اور ایک ہزار کی خلعت دیگر عہدہ رسالداری بجائے باپ خود اس کے نام پر بحال رکھا۔ بجائے مقتولین رشتہ داراُن کے ملازم رکھے گئے۔ تخمیناً دو برس بعد اس واردات کے رسالہ جات بلوچی بحال رہی پیچھے تخفیف ہو گئی۔ سرکار سے بوجہ خدمت گزاری بجر خان تمندار مرحوم بحق میر شخان تمندار حال ہزار روپیہ سالیانہ پینشن تجویز ہوئی کہ اب تک بدستور ہے۔ 1860ء میں بمقام سیالکوٹ جب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کشور ہند نے جلسہ فرمایا میر شخان تمندار دریشک مشرف سلام ہوا کہ خلعت پانچسو روپیہ اور ایک تلوار عطا ہوئی۔ 1866ء میں میر شخان کو اختیار آنریزی مجسٹریٹ درجہ دوم کا سرکار سے عطا ہوا۔ اب تھوڑے روز سے اُسنے تمن مری خاص بجلی گزنی برادری گزنخان تمندار مری میں شادی اپنے اور بھائی اپنے سلیم خان کے کردی ہے۔ تمن دریشک اکثر طرف مواضعات سندھ متصلہ دریا سندھ کی رہائش رکھتا ہے۔ اور زیادہ متفرق ہو گیا ہے۔ سندھ نشین میں بہ سبب بچاپد نشین کے عادات و رسمات بلوچی میں فی الجملہ تفاقت آ گیا ہے، اور وہ لوگ زیادہ آسودہ آرام طلب ہیں۔ بلوچ لوگوں میں یہ قوم دریشک جس میں زیادہ تر خاص بجلی کرمانی تلوار کے حق میں مشہور بہادر ہے اور جو خدمت اور حق نمک سرکار کی بجر خان تمندار دریشک مرحوم نے ادا کی ہے۔ یقین ہے کہ سرکار کو بخوبی یاد رہے گا کہ کل اقوام بلوچی کا اعتبار و اقتدار بجر خان سے تصور کرنا چاہیئے۔

درکانی			ہوتوانی			خیلانی			بازگیر		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر
جھنگانی	مشرف خان	۳۰	لاکھیانے	جاہن	۶۰	باکولنے	باگر خان	[illegible]	مسوانے	میر خان	۳۰
مسوانے	نواز خان	۲۰	ماہیانے	علی خان	۶۰	ہناوریانے	میر دوست	۳۰	بجیر وانے	جلو	[illegible]
وہیرانے	محمود خان	۲۰	چشپانے	پتھر	۲۰	کورشانے	کوہ	۲۰	دلیلانے	جمال	۲۰
بیلوبر	میر دوست	۲۰	مالکانے	بیرہ	۲۰	.	.	.	رابعانے	الہداد	۲۰
کشانے	جلب خان	۲۰	قاسانے	گہرام	۳۰	.	.	.	.	.	.
زیشرانے	خیر خان	۲۰	مالکانے	بہرام	۳۰	.	.	.	.	.	.
ایرسے	سرکش خان	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
کنڈ گوتنڈ	بشو خان	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
ایاوانے	پیارہ	۶۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
عمرانے	شاہی	۳۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
چیدانے	بہرام	۳۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
الکانے	سیزہ	۸۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
کہرمی	میر علی	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
جہلکانے	میر دوست	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
پیرکانے	ملک	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
پیاو جاوز	اللہ بخش	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
مسلانے	پیرہ	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	.
میزان	.		۴۰۰	.	.	۲۶۰		۱۲۰	.	.	۱۲۰

چانگ			شہرانی			بھلانی		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفر
بیرانے	سلیمن	۳۰	ہامریانے	رزبیل	۵۰	دوہانے	خانو	۲۰
الوانے	جلو	۲۰	میرکانی	میران خان	۲۰	لالانے	جنگل	۱۵
لالانی	جمالی	۳۰	توسانے	میرست خان	۲۰	مستانے	مشتاق	۱۵
مرادانے	الہداد	۳۰	سکولانے	محیانے	۲۰	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.
میزان	.	۱۲۰	.	.	۱۱۰	.	.	۵۰

صورت حال تمن گورچانی یہ کہ تمندار گورچانی سلسلہ خاندان اپنا راجہ بھیم سین سے بیان کرتا ہے۔ کہ یہ راجہ حیدرآباد سندھ میں جو اس زمانہ حیدرآباد بنام نیرن کوٹ کے مشہور تھا، حکم فرما تھے۔ بعد راجہ بھیم سین کے راجہ بھونگ سین بیٹا اس کا ہوا۔ از رائے دریافت تصدیق ہوتا ہے کہ شہر منگر بھیم علاقہ حیدرآباد میں سمادہ راجہ بھیم سین کا موجود اور اب تک اس سمادہ پر میلہ ہوتا ہے۔ اور ہندو لوگ اس کو متبرک سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بھیم سین وہی راجہ ہے۔ جو پانچ پاوںڈوں میں تھا۔ کیونکہ وہ بعلاقہ ہندوستان قریب دہلی نفاپور متھرا کے نزدیک ہوئے ہیں۔ اور خصوص ایک پشت میں پاوںڈوں کا راج ایسا سست نہیں ہوگیا تھا۔ نیرن کوٹ سے مراد نارائن کوٹ ہے۔ یہ نام ہندوراج پر نسبت رکھتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ حیدرآباد کا نام پہلے نارائن کوٹ ہے۔ یہ نام ہندوراج سے نسبت رکھتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ حیدرآباد کا نام پہلے نارائن کوٹ تھا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ بھیم سین کوئی راجہ مارواڑ کے راجون سے ہوگا۔ جو یہ راج قدیم الایام سے چلا آیا۔ جب بنگ سین راج پر تھا۔ لشکر دارالخلافت عرب بارادہ تسخیر ملک راجہ مذکور کے آیا مشہور ہے کہ یہ لشکر چاچڑان علاقہ ریاست بہاولپور میں اوپر کنارہ دریا سندھ کے واقعہ ہیں آیا تھا اُس زمانہ میں علاقہ ریاست بہاولپور وڈ اور کے ساتھ راجہ مارواڑ کے تحت میں تھا۔ فیمابین راجہ بھنگ سین اور لشکر دارالخلافت عرب کے مقابلہ ہوا۔ بنظر کثرت لشکر عرب کے راجہ مذکور مغلوب ہو کر اطاعت اختیار کرلی۔ خلیفہ یعنی امیر لشکر مذکور نے راجہ موصوف کو مع جملہ خاندان اُن کے اور نیز اکثر رعایا کو بزور مسلمان کیا اور بعد مقرر کرنے مبلغ دو لاکھ روپیہ سالیانہ ملک بدستور راجہ مذکور پر مسلط رکھا۔ ظاہر ہوگا کہ پیشتر اس زمانہ سے اس ملک ہندوستان میں بالکل ہندوراج تھا اور دین اسلام کے

رہائش چنداں نہیں تھی۔ جب خلیفہ دارالخلافت عرب مع لشکر عظیم اس ملک میں آیا اور ہندوستان تک اس نے اپنی دارالخلافت عرب سے شامل کیا یہ زمانہ خلیفہ ولید ابن عبدالمالک تھا۔ 70ھ ہجری میں محمد ابن قاسم برادر زادہ حجاج ابن یوسف تھیلے حاکم بصرہ بعمر بیس برس چھ ہزار آدمی لے کر سندھ پر آیا تب سے دین اسلام اس ملک میں پھیل چلا۔ اس راجہ بھونگ سین کے خاندان میں ساتھ اور سومرہ دو بھائی تھے۔ ساتھ بڑا بھائی مسلط رہا اس کے دو بیٹے ہوئے دودہ، جنیسر بعد فوتیدگی ساتھ کہ دودہ اول بیٹا مسند نشین ہوا۔ اس عرصہ میں خراسان کا بادشاہ علیحدہ پیدا ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ اسماعیل سامانی ماوراالنہر و خراسان کا صوبہ تھا۔ 279ھ ہجری مطابق 692ء میں جب ہارون رشید پانچواں خلیفہ خلفاء عباسیہ کے بعد مامون ابن ہارون رشید نے راجپوتوں سے شکست کھائی۔ اس وقت سے طاقت خلفاء بغداد کے کمتی ہوگئی تھی تب اکثر صوبہ مستقل بادشاہ بن گیا۔ رائے جنیسر نے بحضور بادشاہ خراسان جا کر واسطے مغلوبی دودہ بھائی اپنے کی مدد طلب کی۔ جب اُردوئے بادشاہ روانہ ہوئی۔ دودہ مقدور مقابلہ نہ دیکھ کر بعد ترک ریاست مذکور مع عیال اطفال و اہل برادری کہتے ہیں دو ہزار خانہ ساتھ تھا، کوچ کر کے طرف کیچ مکران کے روانہ ہوا۔ اس جگہ اکثر مردم بلوچی پیشتر مسکن گزین تھی۔ شاہک خان سردار قوم رند تمندار بلوچی کے رائے دودہ سے موافقت ہوگئی۔ متفق ایک دوسری کے گزران کرنے لگے۔ بلکہ شاہک خان نے دودہ مذکور کو ناطہ نسبت لڑکے اپنے مسمات بی بی مزہ کا دیا بموجب رواج بلوچی رائے دودہ بنام دودہ خان تمندار مشہور ہوا۔ اور قوم ان کی دودائی بلوچ نامزد ہوئی کہ اب تک قوم اور مزرانی دودائی بلوچ مشہور ہیں۔ بطن مسمات بی بی مزہ سے لڑکا بخانہ دودہ خان مذکور پیدا ہوا جس کا نام گورش خان رکھا گیا۔ جب بعمر اٹھارہ برس کے گورش خان

ہوا دودہ کان فقت ہو گیا۔ بجائے باپ کے گورش خان دستار تمنداری کی باندہی بعد دو تین برس شاہک تمندار رند فوت ہو گیا میر چاکر بیٹا اس کا بجائے باپ سردار ہوا۔ دونوں کی سکونت بدستور بنی رہی۔ جب فیمابین میر چاکر اور گہرام خان لاشاری اور میر چاکر رند کے جنگ ہوئی، گورش خان میر چاکر کے ساتھ تھا۔ بعد اس کے جب بمدد ہمایوں بادشاہ کے لشکر بلوچی کو حکم جائے ہندوستان کا ہوا تب بھی گورش خان ساتھ تھا۔ فوج شاہی دو دستہ ہوئی خاص فوج شاہی براہ جلال آباد اور پشاور ہندوستان کو گئی۔ اور دوسرا دستہ واسطے اخراج گماشتگان بادشاہ کے براہ سیوی دہادہر یعنی درہ بولان سے سندھ میں پہنچ کر صفائی خارخس کرتے ہوئے اس رستہ سے ہندوستان کو گئے۔ جب اقوام بلوچی براہ پہاڑ متصل ہڑند کے پہنچی اس وقت اس پہاڑ پر افغان لوگ مالدار بستے تھے اور علاقہ ہڑند میں زمین کی طرف ہنڑ لوگ منجانب بادشاہ دہلی اجارہ دار بطور صوبہ کے تھے۔ بنظر خوش آنے آب و ہوا و فوری گھاس گورش خان مع مقدمان مکان پہاڑ کو پسند کر کے میر چاکر سے علیحدہ ہوا اور مردمان افغان کو مقامات تمّم، پہلاوغ کوہ ماڑی سے نکال کر خود مع مردمان تمن خود قابض ہو گیا اور بعضی اقوام لشاری، سہرانی پتافی جسکانے جو یہ چاروں ٹکرہ خاص قوم بلوچ سے ہیں۔ اپنی قوم سے متفرق اور علیحدہ ہو کر گورش کے ساتھ مسکن گزین ہوئے اس زمانہ میں تمن باسم گورشانی مشہور ہوا جو اب لفظ شین فارسی جیم فارسی بدل ہو کر غلط عام میں گورچانی مشہور ہوا ہے۔ اُس وقت گزران اکثر تمن کے زراعت کارے پر جو زمینات متصلہ پہاڑ مذکور اچھی زراعت دیتی تھی۔ اور مالداری پر بنے اور ان ایام میں علاقہ ہڑند میں بھی تاخت تاراج مویشی تمن گورچانی نے شروع کیا گورش خان کے چار بیٹے تھے شاہک خان، خلہل، ہوتو، حالی جب گورش خان نے وفات پائی دستار سرداری

شاہک خان بڑا بیٹا پر آئے اس وقت دوست علی خان تمندار مری نے ناطہ نسبت بیٹی اپنے کا بڑے بیٹا تمندار مذکور کو دیا۔ اس سبب سے فیمابین تمن مری اور گورچانی اچھی سلوک سے گزران ہوتی رہی۔ بعد فوتیدگی شاہک خان گرازو خان تمندار ہوا طریقہ غارتی علاقہ ہڑند میں بدستور جاری رکھا۔ بحد یکہ حاکم متعینہ ہڑند تہنگ آیا اتفاقاً گرازو خان فوت ہوا بڑا بیٹا اس کا جلب خان سردار ہوا۔ اور ان دنوں میں ایک فقیر مسمی سلطان طیب مشہور نیک بخت تھا جس کی اولاد سے اب مسمیان نبی بخش وغیرہ اور خانقاہ فقیر موصوف بھی بستی پناہ علی میں ہے موجود ہیں۔ اور جلب خان اس فقیر کا مُرید چلا آیا ہے۔ ناظم ہڑند نے بذریعہ فقیر موصوف عہد صلح و انجام کر کے جلب خان تمندار کو پاس اپنے طلب کیا۔ جب جلب خان قلعہ میں داخل ہوا فریب دے کر مع ہمراہیان اس کے جو دو تین آدمی تھے، قتل کرا دیئے۔ باطلاع اس حال کے مردمان تمن گورچانی نہایت سربشورش ہوئے۔ اس تمندار کے دو بیٹے تھے۔ شادیخان، لشکر خان مگر دونوں صغیر سن اس باعث سے ساہیند اد بھائی تمندار مذکور نے دستار تمنداری باندہی۔ قتل ہونے جلب خان سے تمام تمن سوختہ تھا۔ ساہیند اد مذکور نزد تمندار مری جا کر مدد طلب ہوا بنظر موافقت جو اس وقت دوست علی خان تمندار مری کا دستار بند تھا۔ اور اس کی ہمشیرہ جلب خان مقتول کے مادر تھی۔ تمندار مری خود بجمعیت سوار پیادہ تمن خود ساہیند اد خان کے ساتھ ہوا۔ تمن گورچانی بھی کل جمع ہو کر ہڑند پر تاخت لائے۔ اجارہ دار ہڑند باہر قلعہ سے نکل کر صف جنگ ہوئی۔ اجارہ دار مذکور خود مع چند کسان مارا گیا سپاہ اس کی نے شکست کھائی۔ تمن گورچانی و مری دروازہ ہڑند تک برابر مارتے ہوئے چلے آئے کہتے ہیں 15 نفر سپاہی منجانب ناظم ہڑند کی مارا گیا۔ بعد اس کے بیٹا ناظم ہوا۔

تھوڑے عرصہ بعد فیما بین تمن گورچانی اور ناظم ہڑند کی صلح ہوئی، ایک قطعہ زمین قریب قلعہ ہڑند بقدر بیس خروار غلہ کے ناظم ہڑند نے تمندار گورچانی کو معافی دی۔ چنانچہ وہ معافی بعمل نصیر خانی تک بدستور بحال رہے۔ بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے ضبط ہوگئی۔ اس روز سے تمن گورچانی اکثر نیچے اُتر آیا۔ کچھ پہاڑ پر رہا۔ بعد چندے جب سانحیند اد خان تقدیراً فوت ہوا شادیخان بیٹا کلان جلب خان متوفی جو اصل حقدار تھا، تمندار بنا یہ شخص تھوڑے عرصہ بعد بمرض بدنی فوت ہوا اس کی جگہ کہکہل بڑا بیٹا اس کا تمندار رہا۔ اس کے وقت بھی اچھے انجام سے گزری بعد فوت اس کے لعل خان بیٹا کلان اُن کا تمندار رہا۔ اس زمانہ میں احمد شاہ بادشاہ خراسان کا یہ علاقہ ڈیرہ غازیخان ہے۔ شامل بادشاہت خراسان کے تھا۔ اور منجانب شاہ خراسان کا اور یہ علاقہ ڈیرہ غازیخان مقرر ہو کر آئے اور اپنی معرفت انتظام ملک شروع کیا مواضعات ذیل۔

میرانپور، نیلے، کہلوت پور، علی پور، بکھر پور، زیبنات سر میں نصف محصول بطور قصور معافی واسطے گزران تمندار مذکور دیگر حفاظت سرحد ہڑند ذمہ تمندار مذکور کے لگائے تب سے تمندار مع تمن خود بالکل زمین پر اُتر کر ایک موضع بنایا۔ جس کا نام اب تک لعل گڑھ مشہور اور اب بھی تمندار گورچانی لعل گڑھ میں رہتا ہے۔ جب 1757ء میں احمد شاہ بادشاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ لعل خان تمندار گورچانی مع اقوام خود میر نصیر خان بروہی کے شامل ہمراہ لشکر بادشاہ موصوف گیا تھا۔ جب بعد فتحیابی بادشاہ ممدوح نے میر نصیر خان کو علاقہ داجل ہڑند بخش کیا۔ لعل خان کو بصرف سات ہزار روپیہ معرفت دوست محمد خان ناظم ڈیرہ غازیخان بمقام لعل گڑھ قلعہ واسطہ رہائش تمندار مذکور بنوا دیا۔ اور قصور سابقہ بدستور بحال و جائز کر کے علاقہ پیچھے قافلہ جات کے مقرر کر کے، تھوڑی عرصہ بعد تمندار

موصوف تقدیراً فوت ہوگیا۔ ایک بیٹا اُس کا بعمر چہار سالہ تھا۔ جلب خان برادر حقیقی اس کے نے دستار تمنداری کی باندھی بدستور کار بار متعلقہ تمن میں مصروف رہا۔ اس تمندار کے وقت تمن مزاری سے ایک بڑی جنگ ہوئی۔ جس میں تہارہ خان بیٹا تمندار مع چند کس منجملہ برادری و تمن خود مارا گیا تھا۔ جب یہ تمندار فوت ہوا، فتح خان بڑا بیٹا اس کا تمندار رہا۔ اس کے عہد میں چند دفعہ ایک دوسرے پر تمن مزاری اور گورچانی نے لشکر کشی کری۔ چنانچہ دیکھتے حالات تمن مزاری سے مفصل حال واضح ہوگا۔ تمن لغاری کے ساتھ اس وقت تک بخوبی صحبت اور دوستی تھی۔ جب فتح خان تمندار فوت ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ مگر کم سن دستار سرداری کی غلام محمد خان برادر حقیقی متوفی کو جملہ برادری اور تمن نے بندوائی۔ اس تمندار کے وقت میں بھی تمن مزاری سے جنگ عظیم رہا۔ چند دفعہ ایک دوسرے کے اوپر لشکر کشی کر کے مارا تھا تمن لنڈ سے بھی اس وقت دشمنی بسبب لحاظ دشمن تمندار گورچانی مع جملہ اقوام خود اوپر پہاڑ قریب درہ کہا سکونت رکھتا تھا کہ بہرام خان تمندار مزاری و مسو خان تمندار لنڈ معہ جملہ اقوام تمن ہا گورچانی پر تاخت لایا۔ مسو خان پوتا غلام محمد خان بھائی حقیقی غلام حیدر خان تمندار خان و عالم خان و براہم خان رشتہ دار قریبی تمندار گورچانی مع چالیس نفر تمن گورچانی کے قتل ہوئی۔ چنانچہ اسی عوضہ میں غلام محمد خان تمندار لنڈ ان جورو جھان میں بہ تمن مزاری بسبب خوف تمن گورچانی امان طلب تھا۔ اور بندھو خان چچا بہرام خان تمندار مزاری مع ساٹھ نفر میدان جنگ میں قتل ہوئی۔

بعدہ تمن گورچانی اپنی مسکنات پہنچی زمین کی طرف آباد تھا۔ تخمیناً 1240ھ بمطابق 1835ء ہوگا تمندار مری بجمعیت لشکر کثیر ناگہان تمن گورچانی پر تاخت لایا جو کہ تمن گورچانی بے خبر اور متفرق دور دور پڑا تھا۔ اوپر لنگدہ مسکن تمندار کے لشکر چلا آیا۔

اس وقت صرف بقدر چالیس آدمی تمندار گورچانی کے پاس تھے۔ خاص دیوار قلعہ لعل گڑھ پر مقابلہ ہوا لشکر مری بہت تھا۔ اور دیوار قلعہ شکستہ تھی۔ لشکر مری اندر قلعہ داخل ہو کر خود غلام محمد خان تمندار اور مسمیان کھہل خان اور چتہ خان فرزندان تمندار مذکور کو مع چالیس نفر رشتہ داران تمندار گورچانی کو اندر قلعہ قتل کیا باقی دو بیٹا تمندار مذکور چنانچہ مسمیات جلب خان وچتہ خان بتقریب زیارت سخی سرور گئے تھے بچ گئے۔ تمن مری بعد غارتی اسباب و نیز مال مویشی واپس اندر پہاڑ بمسکنات خود چلا گیا۔ اس روز تمن گورچانی کو بڑا سخت سدمہ ملا۔ جلب خان بیٹا اُس کا تمندار بنا جلد تر جہتہ عوضہ باپ خود بجمع آوری تمن خود اور نیز ڈیڑھ سو سوار تمن لغاری سے جو اندنوں میں لغاری سے تمام دوستی تھی، لیکر اوپر تمن مری کے لشکر کشی کیا۔ بعد قتل ملک شاہ مقدم مع چند نفر مری و غارتی مال مویشی واپس آئی تھی، کہ عندالتعاقب تمن مری نے چالیس نفر تمن گورچانی سے قتل کئے اور مال مویشی مسترد کرا لئے گئے صرف ڈیڑھ برس یہ تمندار رہا بعد اس کے فوت ہو گیا۔ اس تمندار کے تین بیٹے تھے۔ مسوخان، بجر خان، غلام حیدر خان۔ مسوخان پیشتر لڑائی مزاری میں مارا گیا تھا۔ باقی بجر خان و غلام حیدر خان کم سن تھے۔ چتہ خان دوسرا بھائی جلب خان متوفی تمندار ہوا۔ اس زمانہ میں عملداری بروہی اس علاقہ سے خارج ہو کر منجانب مہاراجہ رنجیت سنگھ متوفی کے نواب صاحب بہادر والی بہاولپور مسلط ہوا۔ جیا اور تمنداران کھوسہ و نکانی سے نواب صاحب نے ناطہ لیا تھا۔ اس تمندار سے بھی لیا۔ اس عملداری میں تمن گورچانی اچھا حال رہا۔ تخمیناً نو برس منجانب مہاراجہ صاحب جنرل ونتورہ صاحب ناظم ڈیرہ غازیخان کے مقرر ہوئے۔ تاہم معمولات معافی قصور بح تمندار مذکور بحال رہے کہ سند جنرل ونتورہ صاحب موجود ہے۔ بعد اس کے جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان کا ہوا دیوان موصوف نے بھی معمولات گزشتہ پیوستہ بحال رکھی۔ تھوڑا عرصہ دیوان ساون مل کے صوبہداری کو گزرا تھا۔

اور قلعہ ہڑند تعمیر ہو رہا تھا کہ ایک شخص قوم اسکانی مہلی گورچانی سے جرم چوری سرزد ہوا۔ کاردار قلعہ ہڑند نے چند سوار واسطے گرفتاری اس شخص کے بچاہ گورچانی مسکن ملزم بھیجے مجرم بمقابلہ پیش آیا۔ سواران نے ارادہ قتل اس کا کیا۔ اور اس کی بسبب مہر مادری اس کے چھڑانے کو گئی۔ ہر دو یعنی مجرم و مادرش ہاتھ سواران سے مارے گئے۔ تمن گورچانی و لنڈ پیشتر سے بباعث سخت گیری کاردار ہڑند تنگ تھے۔ اور قلعہ ہڑند نیا تیار ہو رہا تھا۔ ہنوز طاق و دروازہ ہا مرمت نہیں ہوئے تھے۔ خاص اس قلعہ کا بنا بھی یہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ دونوں تمن سر بشورش لا کر قلعہ ہڑند پر حملہ کیا پر سے سنگ کاردار قلعہ مذکور کو مع چند نفر سپاہیان متعینہ قلعہ مذکور قتل کیا اور مال اسباب ذخیرہ سرکاری غصب میں لائے۔ جب یہ حال دیوان ساون مل سن کر واسطے سزا دہی مفسدان اس طرف روانہ ہوئے۔ جملہ مردمان تمن کوچ کر کے اندر پہاڑ بمقام کوہ ماڑی و متصل اس کے چلے گئے۔ دیوان موصوف نے بمع افواج اندرون پہاڑ تعاقب اُن کا کیا بقدر چالیس پچاس نفر تمن لنڈ اور گورچانی سے قتل اور مال اسباب ان کا غارت کر کے بعد تعیناتی فوج زیادہ بمقام قلعہ ہڑند واپس گیا۔ جو کہ تمن گورچانی مدت سے زمین نشین تھا اور گزران ان کی نہایت آسودہ تھے۔ پہاڑ پر ہر امورات سے تنگ گزران ہوا مجبور ہو کر چتہ خان تمندار گورچانی اول بخدمت نواب بہاول خان صاحب والی بہاولپور اور بعد ازاں بخدمت ساون مل صوبہ ملتان خود بخود حاضر ہو کر واسطے معافی قصور التجا کی۔ چنانچہ دیوان ممدوح نے مبلغ پانچ ہزار چٹی یعنی جرمانہ مقرر کر کے قصور معاف کر دیا۔ جب جرمانہ ادا کر دیا۔ معمولات گزشتہ بدستور بحال اور اجازت آبادی بمسکن ہا خود ہو گئی۔ بعد چند روز بدستور تمن گورچانی آسودہ ہو گیا۔ جو کہ تمندار مذکور کے گھر میں اولاد نہیں تھی۔ اس نے ساتھ لڑکے جلال خان لغاری چچا جمال خان تمندار حال کے شادی کی اس عرصہ میں چتہ خان اچھا خوش گزران و آسودہ

حال تھا۔ جب جلب خان فوت ہوا بجر خان وغلام حیدر خان بیٹے اس کے کم سن تھے۔ اس
سبب چنڈ خان کو مردمان تمن نے دستار بندوائی ہے دراصل حقدار دستار سردارے بجر خان
بڑا بیٹا جلب خان متوفی کا تھا۔ اس عرصہ میں بجر خان بالغ اور ہوشیار ہوا مردمان تمن نے
اسکو واسطے پانے دستار تمنداری کے انگشت دی اس درجہ تک آیا کہ مع چند کس رفیقان
اور دوستان خود بطور مفسدہ پردازی اندرون پہاڑ کوچ کر گیا۔ پہاڑ میں اپنی سکونت کری اور
منتظر موقع واسطے قتل چنڈ خان مذکور کے رہا۔ اتفاقاً ایک دن چنڈ خان مذکور مع پانچ چھ
آدمی موضع لنڈے سیدان میں شب باش تھا۔ بجر خان مع پندرہ نفر سوار رفیقان خود پہنچ کر
بحالت خواب چنڈ خان مذکور کو قتل کر کے اندرون پہاڑ بھاگ گیا مردمان تمن بھی جو
پیشتر اس سے باطنی سازش رکھتے تھے، جمع ہو کر دستار سرداری بجر خان کو بندوائی اور
بموجب صلاح بجر خان مذکور پہاڑ میں متمکن ہو کر علاقہ بھر میں مفسداہ پردازی وغارت
گری وڈکیتی شروع کری۔ چنانچہ ایک دفعہ بجمعیت تخمیناً ہزار آدمی تمن خود موضع نوشہرہ
متعلقہ داجل کو غارت اور مال مویشی کیا۔ بدفعہ ثانی کوٹلہ مغلان پر تاخت لا کر مال مویشی
اور خاص موضع کو غارت کیا اور چند نفر قتل کئے۔ بدفعہ سوم لنڈی پتافی کنارہ دریا سے مال
مویشی غارت کیا مطلب کہ بجر خان نے ایسا مفسدہ اٹھایا جو اس تمام ضلع میں اب تک بجر
کی بھگی مشہور ہے۔ (بھگی) لفظ ملکی ہے، معنی اس کے غدر ہیں۔ جب دیوان ساون مل
صوبہ ملتان تک یہ خبر پہنچی واسطے گرفتاری بجر خان کے قلعہ دار ہڑند کو متواتر تاکید کی جو کہ
بجر خان اندرون پہاڑ روپوش رہتا تھا۔ اور کسی صورت قلعہ دار اس کو پکڑنے نہیں سکتا
تھا۔ آخر قلعہ دار ہڑند کو متواتر تاکید کی اخیر قلعہ دار نے دغا کیا کہ بجر خان کو تسلی اور دلاسہ
انجام ومعافی قصور وبحالی معمولات گذشتہ کر کے اپنے پاس منگوایا۔ جس وقت وہ اندر قلعہ
کے پہنچ گیا بعد تلافی اور دلاسہ کے ناگہاں گرفتار کر لیا۔ اور صوبہ ملتان کے پاس اطلاع

بھیجی۔ بموجب حکم صوبہ ملتان اُس کو بحراست سپاہ طرف ملتان روانہ کیا۔ مردمان گورچانی
جو باغی تھے اس حال سے مطلع ہو کر جب بجر خان زیر پہرہ سپاہیان قلعہ ہڑند سے ایک
منزل شب باش تھا اوپر سپاہیان متعینہ پہرہ پہنچ کران کو قتل کیا۔ اور بجر خان کو رہا کر کے
اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر بھی بجر خان مذکور نے اپنا وہی بندوبست مفسدہ پردازی شروع
رکھا۔ دیوان صاحب کو جب یہ حال نکل جانے بجر خان ومقتولی سپاہیان کا معلوم ہوا قلعہ
دار کو بسبب نہ کرنے حفاظت موقوف کر کے دین محمد افغان ملتانی کو مع تین سوار پیادہ
کے قلعہ ہڑند پر تعینات کیا۔ اس عرصہ میں بجر خان بمع اقوام تمن خود پہاڑ سے روانہ ہو کر
اوپر موضع جام دیوان پرگنہ خاص ڈیرہ غازیخان تاخت آور ہوا بعد مقتولی چند کس رعایا و
غارتی اسباب موضع واپس جاتا تھا۔ کہ اتنے میں میر علی خان افسر فوج جو منجانب صوبہ ملتان
ڈیرہ غازیخان میں تعینات تھا باطلاع واردات تعاقب کیا اور بمقام چوٹی زیرین مسکن
گاہ تمندار لغاری بھی ہمراہ فوج صوبہ ملتان ہوئی کہ یہ تمندار لغاری بسبب قتل کرنے چنڈ
خان کے بجر خان تمندار سے رنجیدہ خاطر تھا۔ عندالمقابلہ بیس نفر منجملہ سپاہ میر علی خان
مارے گئے۔ سپاہ سرکاری شکست کھا کر بعد چھوڑنے جملہ اسباب روبفرار ہو گئے تمندار
مذکور بعد غارتی اسباب اندرون پہاڑ چلا گیا۔ زیادہ تر شور علاقہ میں ہو گیا۔ اور سب رشتہ
آمدورفت بند ہو گئے۔ غربا لوگ رعایا اکثر آنرو آب دریا بھاگ گئے کاربار زراعت
وغیرہ میں بالکل نقصان عاید ہوا۔ جب اور کوئی رستہ گرفتاری بجر خان کا نہ دیکھا کیونکہ اُس کو
پناہ پہاڑ کی زیادہ تھی لاچار بموجب منشاء دیوان ساون مل کے ظاہراً بجر خان کے ساتھ
انجام کیا معمولات تمنداری بجر خان مذکور بحال ہوئی چنانچہ تمندار مذکور بمع مردمان خود
بمقام لعل گڑھ مسکن خود کوچ کر کے متمکن ہوا لیکن باطن میں صوبہ ملتان کا منشاء واسطے
گرفتاری بجر خان مذکور کے تھا۔ جب بجر خان کو زمین پر قیام کئے ہوئے دو تین مہینے گزر

گئے تھے اور بموجب تلافی و دلاسہ قلعہ دار تسلی ہو گئی تھی۔ ایک دن قلعہ دار نے اسکو بہ بہانہ ضرورت کا سرکار طلب کر کے زندہ قلعہ کے قید کر دیا اور بحراست معقول یعنی دو سو سوار پیادہ روانہ ملتان کیا۔ جب ملتان پہنچا صوبہ ملتان نے حکم قتل کرنے بجر خان کا فرمایا کہ نوراحمد خان لغاری بھائی جمال خان تمندار نے بموجب صد یعنی عوضہ چندہ خان تمندار گورچانی لواحق اپنے کے قتل کیا مردمان تمن باستماع این حال اکثر طرف پہاڑ کوچ کر گئے۔ اور غلام حیدر خان تمندار حال بھائی بجر خان متوفی کو دستار بندوائی اور پہاڑ میں بطور باغی کے رہا جب کبھی کچھ موقع ملتا واردات چوری و رہزنی کوتے رہے۔ 1848ء میں جب بسبب نافرمانی مولراج صوبہ ملتان کے سرکار از طرف مہاراجہ صاحب والی لاہور کے ملتان پر لشکر کشی کی لفٹنٹ اڈوارڈس صاحب جو اب بلقب سر ہر بہ پ اڈوارڈس صاحب تھوڑے عرصہ سے فوت ہوتے ہیں۔ صاحب ممدوح پہلی ڈیرہ غازیخان میں آئی۔ بفور ورود ڈیرہ ایک تمن یعنی پروانہ بنام غلام حیدر خان تمندار گورچانی کے بارشاد حاضری تحریر کیا کہ تمندار مذکور بمع دو سو سوار بخدمت صاحب ممدوح حاضر ہوا جب تک ڈیرہ غازیخان پر قبضہ نہیں ہوا وہ صاحب موصوف کے ساتھ رہا۔ بعد چند روز لفٹنٹ ینگ صاحب بہادر جو اب کرنیل سگ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل مشہور ہیں قلعہ ہڑند پر جو جس میں محکم چند کاردار مع تخمیناً دو سو سوار وغیرہ باغی تھا بھیجے گئے تمندار گورچانی ساتھ تھا۔ کچھ عرصہ بعد غلام حیدر خان تمندار پھر بہ ہمرکاب لفٹنٹ اڈوارڈس صاحب بہادر خدمت ملتان پر رہا جب ملتان تسخیر ہوا غلام حیدر خان ہڑند کی طرف پھر واپس آیا اس عرصہ میں قلعہ ہڑند بھی فتح ہو گیا تھا۔ جو محکم چند ماخوذ ہو کر دایم الحبس ہوا۔ بعد اختتام کازار ملتان میجر اڈوارڈس صاحب بہادر غلام حیدر خان کو جمعدار سوران بلوچی بنایا اور دس سوار بطور بازگیر اسکو ملیشیہ میں دی اور ایک خلعت تعدادے مبلغ ایک ہزار روپیہ اس کو عنایت

فرمایا۔ بعد اس کے جنرل وین کورٹ لنڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا مقرر ہوئے۔ صاحب ممدوح نے بموجب دستور گذشتہ پیوستہ کی حق جاگیر و قصور بدستور بحال رکھا۔ یعنی تیسرا حصہ حق قصور منجملہ محصول چند مواضعات ملتا تھا۔ اور مبلغ اساء بطور نذرانہ جو دیوان مولراج کے جمع نقدی کل ضلع ہذا مقرر ہوئی۔ یہ دستور معافی قصور و جاگیر تبدیل ہو گیا۔ اس کا مفصل حال بعبارت ذیل درج کیا جاتا ہے گذشتہ حال جو اس تمن کا تھا اوپر درج ہو چکا ہے بعد عملداری سرکار انگریزی کے کل قوم بلوچ جو علاقہ سرکار میں متمکن تھی۔ سوا قوم مزاری کے زیادہ تر یہ قوم گورچانی بدنام تھی عملداری سرکار میں تھوڑے عرصہ سے اور قوم بلوچی اکثر عبرت پذیر ہو گئی۔ یہ قوم بدستور بد پیشہ رہی سبب اس کا ایسی ظاہر ہوتا ہے کہ اس قوم میں جو زیادہ تر مشہور بدمعاش رہزن و چور اقوام پتانی ولشارے جو علاقہ راجنپور رو داجل و ہڑند میں یہ لوگ بدی کرتے تھے۔ ان دنوں میں لشارے اکثر کوہ ماری پر سکونت رکھتے تھے اور کبھی کبھی علاقہ سرکار میں قریب دامن پہاڑ بھی آتے تھے جہاں ان کی رشتہ دار اور رازدار رہتے تھے۔ 1856ء تک ان لوگوں نے بہت وارداتیں کیں۔ کہ اسی عرصہ میں لشکر مری کا جاسوس ہو کر علاقہ سرکار میں لائے کہ جس میں بجر خان تمندار دریشکان عندالمقابلہ منجانب سرکار مارا گیا۔ بعد اس کے قوم اندر پہاڑ مفرور ہو گئی اور تمن مری میں جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ اور مردمان مری کو واسطے بدی بدکاری علاقہ سرکار میں لاتے تھے۔ 1860ء میں میجر پالک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا نے بھی واسطے بندوبست اس قوم کے اچھا انتظام کیا کہ ان لوگوں کو پہاڑ سے بلوا کر زمینات گولہ واہ اور گول واہ واسطے گزران معاش اُن کے معافی دے اور چند مردمان کو نوکری رسالہ میں دی۔ اس طرح ایک صورت سے ان کے مقدمان پر صاحب موصوف کا ہاتھ وادر ہوا ار مقدمان کے معرفت اور پہلی ہائے پر بھی کچھ قابو پڑ چلا لیکن بسبب اس کی کہ یہ زمین اور معافی صرف

گزران خیراؤعمران مقدمان کی کتنی تھی اورلوگ بگٹی باکو کچھ نہیں ملتا تھا اس سے ان کا کچھ
گزارہ نہ ہوا اس باعث سے اس بندوبست کا کچھ فائدہ نہ نکلا۔ چنانچہ بموجب دستور سابقہ
یہ قوم نصفہ پہاڑ پر نصفہ زمین دامن پہاڑ میں گزران کرتی رہی۔ بہت واردات چوری و
رہزنی ان کے ہاتھ سے ہوتی رہے۔ جب کسی مقدمہ کی رپورٹ عدالت میں آتی تھی اکثر
یہی لکھتے تھے کہ مرتکبان واردات پہاڑ میں بھاگ جاتے تھے۔ کبھی ہاتھ نہیں آئے۔
1866ء میں کپتان منچن صاحب بہادر سابقہ ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا اپنی رپورٹ میں تحریر
کر چکے ہیں کہ کل قوم بلوچ اس سرحد رہتی ہے۔ لشاری سب سے بڑا بدمعاش ہے ہمیشہ
یہ قوم بگٹی و مری و کھتران کی ساتھ لڑائی کرتے ہے۔ اور علاقہ سرکار میں پناہ کے واسطے
بھاگ آتا ہے۔ واردات رہزنی جو علاقہ راجنپور میں قریب جنگل فاضل پور وغیرہ ہوتی
ہے۔ ان لوگوں کے یا پتانی لوگوں کے ہاتھ سے۔ اور جب جس بگٹی پر خفگی یا ناراضگی ہوتی
ہے۔ وہ فوراً بھاگ کر اندر پہاڑ تمن مری میں چلا جاتا ہے اب تھوڑی عرصہ سے قوم میں
فرق ہو گیا ہے۔ سہ سال گزشتہ میں کوئی واردات رہزنی ان کی ہاتھ سے نہیں ہوئی اور اندر
پہاڑ تھوڑے وقت کے جیسا ان میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ ویسا پتانی میں ہے۔ سبب اس
انتظام و فرق کا یہ تفصیل ذیل ہے۔

اول 1867ء میں کل لشاری پہاڑ سے برخاست کرا کے بعلاقہ کار مسکن گزین ہوئی۔

زمینات متعلقہ راجوواہ واسطے آبادی ان کے سرکار سے بمعیاد معافی بیس سال
تجویز ہو کر علاوہ زر تقاوی سرکار سے عطا ہوئی اور یہ زمینات و زر تقاوی جملہ بگٹی یا اقوام
لشاری میں حسب تعداد نفری حصہ رسد تقسیم کی گئی اور اقوام درکانی بھی پہاڑ سے نکل کر زمین
پر آباد ہوئی۔ زمینات نالہ گرگنہ اور وزیری ان لوگوں کی گزران معاش کے واسطے معاف

ہوئی اور قوم پتانی کے واسطے پھر حصہ تجویز ہوا۔

دوسرا بھاری سبب یہ تھا کہ جس سے تمن گورچانی دیگر تمنات سے خراب رہا جو کہ
غلام حیدر خان تمندار گورچانی بہت مفلس ہو گیا کچھ پیداوار اس کے واسطے خرچ
مہمانداری و دیگر اخراجات تمن کے بموجب رسم بلوچی کتنی نہیں تھی۔ اس سبب سے
مردمان تمن اس کو نہ مانتے تھے اور نہ کچھ تمن پر اس کا رعب تھا۔ ہر ایک مقدم خود ہوتی
تمنداری رکھتے تھے اور تمنداران گردنواح زیادہ تر جمال خان تمندار کے پیچھے رہتے ہیں۔
جبکہ تمندار اپنی گزران معاش سے تنگ اور کچھ عزت آبرو اقبال اس کا کافی نہیں تھا اس
سے کیا انتظام تمن ہو سکتا۔ مقدمان بگٹی وغیرہ مردمان تمن انتظام کو کسی صورت نہ چاہتے
تھے کہ ان کو بے انتظامی سے فائدہ ہوتا ہے۔ سال 1867ء سے فی الجملہ ترقی عزت اس
کے ہو چلی کہ حاکمان وقت بحال اس کے زیادہ متوجہ ہوئے۔ مقدمان تمن کو اس کے
زیر تحت کیا۔ زیادہ تر جب ماہ نومبر 1867ء میں جب غلام حسین مقدم مشوری بگٹی مجمع
آوری لشکر علاقہ ہڑند پر تاخت لایا تمن گورچانی و تمن لنڈ نے بہ حمایت تمنداران لشکر
مفسدان سے مقابلہ کر کے فتح پائی تب سے اس تمندار کے اوپر زیادہ اعتبار اور فائدہ نتیجہ
بندوبست کا سرکار کو معلوم ہوا کہ جملہ قصورات مواضعات میراں پور بکھر پور بمبیلی لعل
گڈہ نور واہی ازاں تمندار جو پیشتر ضبط تھے واگذار کی گئی۔ کہ تمندار مذکور جس سے محصول
مواضعات مذکورہ کا لیتا ہے۔ تب سے گویا کہ گزران معاش و اقبال عزت تمندار گورچانی
زیادہ ہوئی مردمان تمن نے بہت کوشش بے انتظامی و تمردی کی کی مگر پیش نہ چلی تاہم
بعد عرصہ اب مثل دیگر تمنات کے تمندار کی اطاعت کرنے لگے ہیں۔ گویا کہ یہ نیا تمندار
اقبال سرکار سے جائز ہوا ہے۔

اب انتظام تمن گورچانی بہت اچھا ہے۔ جلب خان بیٹا تمندار بدرماہہ ساٹھ روپیہ خاص ہڑند کا تھانہ دار مقرر اور غلام حیدر خان تمندار گورچانی کو ختیارات ماتحت مجسٹریٹ درجہ دوم عطا ہوئے ہیں۔ جو اپنے تمن وعلاقہ کے مقدمات فیصلہ وتحقیقات کرتا ہے۔ اور کوہ ماڑی جو ایک سرد مکان مثل کوہ غوند متصلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے واقع ہے۔ اور بعلاقہ ہڑند تمن گورچانی میں ہے۔ جس پر جناب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا نے تجویز بنوانے بنگلہ کی ہوئی ہے۔ کہ دوسرے سال سے بموسم گرما کوہ ماڑی پر آرام فرماتے ہیں۔ ایک آرام سردی دوسرا نگرانی سرحد کہ وہ موقع عین سرحدات تمنات پر واقع ہے۔ تعمیر بنگلہ وسڑک کوہ ماڑی پر معرفت تمندار گورچانی اچھی مدد پہنچی ہے۔ واضح ہو کہ بماہ مارچ 1871ء دو ہندو مشکونہ موضع نوشہرہ حاجی پور سے طرف فاضل پور براہ سڑک جاتے تھے تین کس مجرمان بر سر پہنچ کر بعد کرنے غارت بھاگ گئے۔ کچھ پتہ نام ونشان ان کا نہیں تھا بنظر اس کے کہ قدیمانہ عادت ارتکاب ان واردات کے مردمان لشاری کو تھی۔ سرکار نے تمندار گورچانی کو تقاضا کیا تمندار مذکور نے بجنس مال مغروقہ مع ایک مجرم مسمی بخشو قوم لشاری اوپر کوہ ماڑی ماخوذ کیا باقی دو کس مسمیان علی بخش وسیدان مفرور اندر پہاڑ ہو گئے۔ کہ معرفت شہباز خان پسر غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی ماخوذ ہوئے کہ بمعیاد چھ سال قید سخت اور سو سو روپیہ جرمانہ کی سزا پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے بمقام کوہ ماڑی پائی۔ انتظام کے واسطے یہ مقدمہ بطور نظیر درج کیا گیا ہے۔

تفصیل تعداد اسلحہ تمن لنڈ

شاخ لنڈ			شاخ رند			شاخ کھوسہ		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری
سیرانی	مزار خان تمرلہ؟	۲۰	کملانی	بولہ	۲۰	پشتانی	عالم خان	۳۰
چولانی	نجھو خان	۲۵؟	پیرو شانی	کرم خان	۲۰	اشہوانی	عالم خان	۲۵
شتبانی	میر خان	۳۰؟	احمدانی	جیئر خان	۲۰	ساملانی	ایضاً	۱۵
رندکانی	مسادو محبت؟	۵۰	صدقانی	قاسم خان؟	۲۵	جندانی	ایضاً	۲۰
کندانی	کہیر خان	۲۰	دولتانی	بجار	۱۵	سدہوانی	جیوہ	۳۰
کمالانی	جمال خان	۲۰	•	•	•	گزو خانی	کورہ	۱۰
چانڈر	دری خان	۲۰	•	•	•	علوانی	ملو	۳۰
مرگانی	پیرن	۲۰	•	•	•	مزارانی	مزار	۱۰
گوزانی	احمد خان	۳۰	•	•	•	•	•	•
میلوانی	کوڑا خان	۱۰۰؟	•	•	•	•	•	•
میزان		۶۰۰	•	•	۱۵۰ نفر	•	•	۱۷۰

احوال تمن لنڈ کا یہ ہے کہ یہ قوم لنڈ خاص قوم رند سے ہے لنڈ اس واسطے مشہور ہوا کہ جب اقوام بلوچستان کیچ مکران اور بعد اس کے قلات میں متقابض تھے پیشہ غارتگری لوگوں کا اس قوم میں زیادہ تھا۔ اس واسطے لنڈ مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اب بھی علاقہ پنجاب میں مشہور ورزی پیشہ لوگوں کو لنڈ بولتے ہیں۔ بعد سرداری میر چاکر جاڑو خان مقدم اس قوم لنڈ کا تھا بروقت لڑائی فیمابین تمن رند ولاشاری جاڑو خان ہمراہ میر چاکر کے تھا۔ بعد اس کے میر چاکر سے الگ ہو کر اندر پہاڑ مقام سیگری بسبب کثرت گھاسی کے مردمان افغان کو نکال کر خود قابض ہوئے۔ اس عرصہ میں بعلاقہ ہڑند حکومت مردم نہڑ کی تھی۔ تمن ہذا نے ارتکاب واردات علاقہ ہذا میں شروع کیا حاکم ہڑند سے اس قوم کی ناسازی رہی۔

ازیں قسم بعد جاڑو خان اور ہدی خان کے بعد میرو خان کے وقت سے یہی طریقہ رہا۔

میرو خان نے بتی میرو والی جو قریب دامن پہاڑ واقع اور اب ویران پڑی ہوئی ہے آباد کی۔ بباعث ناسازی حاکم ہڑند کی اور شروع کرنی واردات کے اکثر قیام تمن کا اوپر پہاڑ کت رہتا تھا۔ بعد اس کے جب میوہ خان تمندار تھا فقیر سلطان طیب سے بہت حاصل کی کہ جس فقیر کی اولاد سے اب میاں نبی بخش بستی پناہ عللی قریب ہڑند کے موجود ہے۔ مردمان تمن لنڈ بدستور مرید اسی خاندان کے چلے آتے ہیں۔ سلطان خان حاکم ہڑند کا تھا۔ اس سے میوہ خان تمندار نے صلح کی تب سے تمن لنڈان نیچے زمین پر اتر کر آباد ہونے لگا اور موضع لنڈان جو اب مسکن گاہ تمندار لنڈان کا ہے۔ آباد کیا اور منجانب حاکم ہڑند زمینات متعلقہ موضع مذکور بطور معافی نسلاً بعد نسل عطا ہوئی کہ اب تک بموجب تمن پیمانہ جدی کے ملکیت پر مردمان تمن لنڈ قائم ہیں۔ اور ان دونوں میں لشکر مردمان پٹھان اور

بلوچی کوہ نشین علاقہ میں تاخت آور ہوتا تھا۔ کہ یہ تمن منجانب حاکم ہڑندان سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور اس عرصہ میں تمن گورچانی کا بھی اوپر پہاڑ ماڑی وغیرہ ہمسائگی اس تمن کی اترا تھا۔ پہلی ان ہر دو تمن کا آپس میں انجام چلا آیا ہے جب لشکر خان تمندار لنڈ اور عالم خان تمندار گورچانی کا تھا۔ فیمابین ان دونوں تمنات کے طریقہ ضدیت اور لڑائی جاری ہوا۔ چنانچہ چند پشت تک فیمابین ان دونوں کی لڑائی شروع رہی بلکہ منجانب ایک دوسرے سے ساتھ تمنات مزاری و دریشک تکرار تمن گورچانی پیدا ہوا۔ بہت لوگ منجانب دونوں تمنوں کے قتل ہوئے۔ سبب ضدیت کا یہ تھا کہ تمن گورچانی کا ارادہ تھا کہ کسی صورت تمن لنڈان کا اس موقع سے خارج ہو جائے کل زمینات متعلقہ اس کے اوپر ہم لوگ قابض ہو جاویں۔ چنانچہ بوقت سرداری لشکر خان تمندار گورچانی خود پہاڑ میں جا کر تمندار مری اور بگٹی کو انگیخت کر کے تمن لنڈان پر تاخت لایا۔ مگر کامیاب نہ ہوئی۔ بلکہ شکست کھائی اسی دن سے زیادہ تر ضد بڑھ گئی چند دفعہ ایک دوسرے سے بہ حمایت دیگر تمنداران گرد نواح لڑتے رہے۔ کہ کرم خان تمندار لنڈان ہاتھ تمن گورچانی سے اور مسو خان بھائی حقیقی غلام حیدر خان حال تمندار گورچانی ہاتھ لنڈ اور مزاری سے بحالت لڑائی مارا گیا۔ مفصل حال لڑائی وغیرہ اس تمن کا کیفیت تمن گورچانی اور مزاری سے ظاہر ہوگا۔ جب یہ علاقہ منجانب مہاراجہ رنجیت سنگھ نواب صاحب والی بہاولپور کی حکومت میں شامل ہوا۔ تمندار گورچانی نے نواب صاحب ممدوح کو ناطہ نسبت لڑکے خود دیا تھا۔ بلکہ اور تمنات لغاری و کھوسہ و تکانی وغیرہ سے ہے۔ نواب صاحب نے ناطہ لیا۔ تمندار گورچانی کے بدربار نواب موصوف زیادہ سرائی تھی۔ نظر ضدیت تمندار گورچانی نے نواب صاحب کو واسطے بربادی

تمن لنڈان کے آثار و جنگ کیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد وزیر ریاست بہاولپور بہ تجمل فوج سرکاری قو مردمان بلوچی تمنات گورچانی و لغاری بہ ارادہ غارتی تمن لنڈان عازم اس طرف ہوئے۔ لشکر خان تمندار لنڈان مجال مقاومت ایشان نہ دیکھ کر حاضر خدمت وزیر نواب صاحب بہادر کے ہوا بحکم نواب صاحب مبلغ ایک لاکھ روپیہ چٹی یعنی جرمانہ اوپر تمن لنڈ کے مقرر ہوا کہ تمن دار مذکور نے کل متروکہ اپنا اور تمن اپنے کا فروخت کر کے ادا کر دیا اس وقت اس تمن کو بڑا حادثہ پہنچا۔ بعد فوتیدگی لشکر خان کرم خان تمندار ہوا کہ یہ تمندار لڑائی گورچانی میں قتل ہوا۔ اس کا بیٹا محمد خان دستار بند تھا۔ جب یہ علاقہ زیر تحت دیوان ساون مل صوبہ ملتان کے تھا۔ منجانب دیوان موصوف پر سنگھ کاردار قلعہ ہڑند میں تعینات تھا۔ بسبب ایزا رسانی کاردار محمد خان تمندار لنڈان اور چتھہ خان تمندار گورچانی متفق ہو کر قلعہ ہڑند پر تاخت لائے۔ بعد مقتولی کاردار مذکور بہت مال اسباب سرکاری غارت کر کے لائے۔ تب تمن مذکور خانہ بکوچ ہو کر اندر پہاڑ وغیرہ اطرافات کو خستہ خراب ہوتا رہا سرکار نے سب معافیات و املاک تمن لنڈان ضبط کر دی اور دیوان ساون مل نے اندرون پہاڑ تمن لنڈ و گورچانی پر تاخت لا کر بہت بستیات کو آگ سے جلا دیا اور مال مویشی غارت کیا بعد مقتولی چند کس بلوچ واپس آئے تب محمد خان تمندار لنڈ خود اطراف نواب صاحب بہادر والی بہاولپور چلا گیا۔ وہاں نواب صاحب نے کچھ زمینات و معافی محصول واسطے گزران عطا فرمائی۔ کہ محمد خان مذکور اس جگہ ہاتھ مدد خان داد پوترہ سے بسبب ہونے تکرار زمینات مارا گیا۔ باقی تمن لنڈ بعد عفو قصور دیوان صاحب صوبہ ملتان سے اس ملک میں واپس آیا۔ اور زمینات مملوکہ خود پر قابض لیکن معافی جاگیر نہ ملی، اور

رعب و دماغ سب تمنداری جاتا رہا۔ اس عرصہ میں مٹھا خان بیٹا کرم خان تمندار تھا اور عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی۔ جب 1854ء میں جنرل وین کورٹ لنڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے۔ چالیس نفر قوم مری بطور گھل علاقہ سرکار میں آ کر مال مویشی غارت کیا۔ مٹھا خان مذکور اور عالم خان بیٹا محمد خان متوفی اور میوہ خان مع تین نفر سواران تمن خود بموجب رسم بلوچی تعاقب مفسدان گئے۔ ہر پانچ مارے گئے۔ بیٹا خان صغیر سن تھا۔ بخش خان چچا اس کا تمندار بنا رہا ۱۲۸۱ھ مطابق 1864ء بخش خان بعارضہ بدنی فوت ہوا مزار خان بیٹا اس کا تمندار مقرر ہوا لیکن واضح ہو کہ جب سے بجرم غارتی قلعہ ہڑند اور قتل قلعہ دار کے دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے اس تمن کو سزا دی اور محمد خان تمندار بعلاقہ نواب صاحب جا کر فوت ہوا۔ یہ تمن بالکل برباد اور تمندار بے حیثیت اور گمنام ہو گیا تھا۔ بعد یکہ عملداری سرکار انگریزی میں بھی بیشتر وقوع اس خدمت نہیں تھی۔ بلکہ ابھی تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ بھی تمندار ہے مثل اور زمینداروں کی ایک نمبردار موضع کا تھا۔ اور تمنداران گردنواح لغاری و گورچانی و دریشک و مزاری میں کچھ متوجہ حال اس غریب کے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ تمن گورچانی سے جو قدیم الایام سے ضدیت چلی آتی ہے۔ اس باعث سے ایک دوسری کو دشمن جان تصور کرتی ہے۔ اتفاقاً 1867ء میں مسمی غلام حسین مشوری مقدم پہلی تمن بگٹی جو مشہور بدمعاش اور سرکش تھا اس عرصہ میں چند واردات اس کے ہاتھ سے بعلاقہ سرکار وقوع میں آئی تھیں۔ اور سبب ہونے تباہ پہاڑ ہاتھ سرکار حالی سے تھا۔ نامبردہ بجمع آوری لشکر تمن مری و کھتران و بگٹی بتعداد تخمیناً نفر بعلاقہ ہڑند طرف بچاہ گورچانی اندر سرحد سرکار تاخت لایا مواضعات تھل علی محمد وغیرہ کو
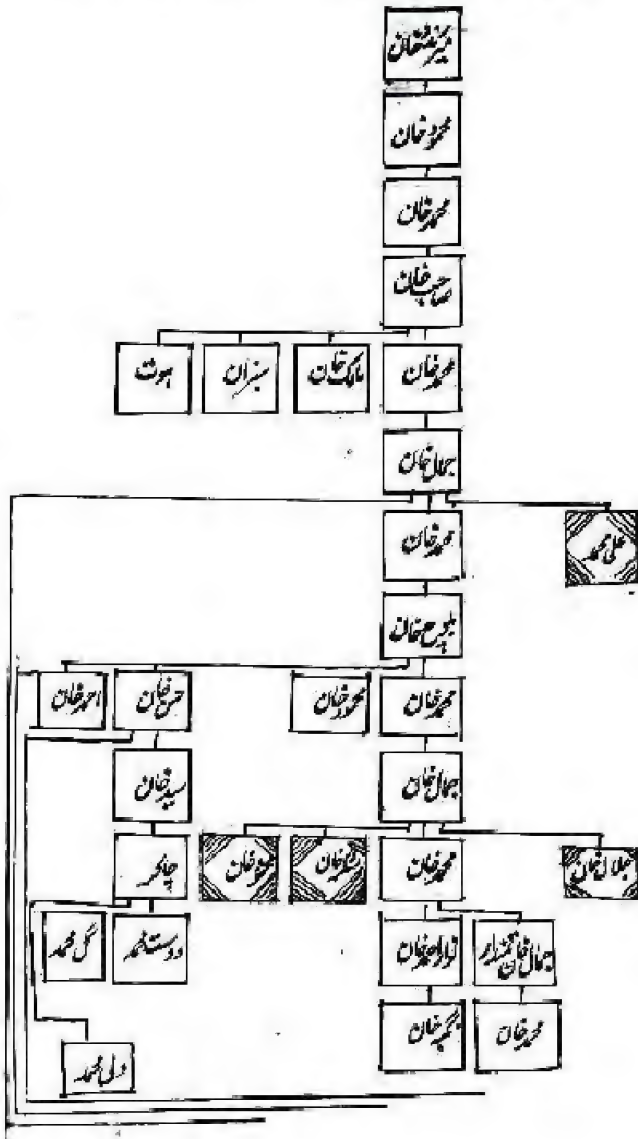
غارت کیا بلکہ بستیات کو آگ لگانا شروع کر دیا جب لشکر مفسدان بعد غارتی مال مویشی و قتل چند نفر گورچانی واپس جاتا تھا۔ بغور اطلاع تمندار گورچانی مع تمن خود و مزار خان تمندار لنڈان مع سردار خان برادر حقیقی و مردمان تمن خود امام خان جمعدار رسالہ رجمنٹ پنجم متعینہ پوسٹ قلعہ ہڑند مع بیس نفر سواران رسالہ جنگی بہ تعاقب مفسدان جا کر قریب دامن پہاڑ مقابلہ ہوا عند المقابلہ غلام حسین مذکور معہ 260 نفر ہمراہیان خود میدان جنگ مارا گیا اور کچھ نفر مری زندہ گرفتار ہوئے۔ سردار خان بھائی حقیقی مزار خان تمندار لنڈان اس مقابلہ میں زخمی شدید ہوا بلکہ بعد چند روز اس زخم سے مر گیا تب سے یہ تمندار مشہور ہوا اور سرکار سے کرسی اور عزت بمثل دیگر تمنداران عطا ہوئی۔ اور نیز سرکار عالی نے براہ قدردانی تجویز معافی دوام مبلغ ۔۔۔ جمع سالیانہ جس کے عوض میں جنس بٹائی موضع محمد پور کر کے تمندار کو عطا فرمائی اور اس روز سے یہ تمن ترقی میں ہے۔ اور مزار خان تمندار لنڈان خود اچھا لائق شخص ہے۔ علم فارسی اچھی طرح خواندہ ہے اُن کے موضع میں ایک اچھا مدرسہ جاری ہے۔ جس میں بقدر چالیس طالب العلم تعلیم پاتے ہیں۔ اب تھوڑی روز سے اس کو اختیارات تحقیقات مقدمہ پولیس کا عطا ہوا ہے۔ کام متعلقہ اپنا اچھی ایمانداری سے انجام کوشش کرتا ہے۔ غلام حیدر خان تمندار گورچانی سے اب بہت اچھی سلوک اور محبت ہے سب کام ایک دوسرے کی صلاح سے کرتے ہیں۔ یہ تمندار لنڈان بھی بہت مدت کے بعد اپنے حق کو پہنچا ہے۔

تمن شاخ علیانی			شاخ تہبانی مشیر میرن خان			میرانی کل		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر			تعداد نفری
احمدانے	اختر خان	[illegible]	تہبانی	میرن	[illegible]			
گیول	جمال	[illegible]	رسماتے	نہال خان	[illegible]			
مجرانے	علو	[illegible]	سرکانے	علیم خان	[illegible]			
دوالی	چھٹا	[illegible]	یدوی	لورنگ	[illegible]			
مزیدانے	حسن	[illegible]	شہرانے	کریم	[illegible]			
جمنیانی	سہراب	[illegible]	.	.	.			
چانڈیہ	مانہ خان	[illegible]	.	.	.			
بجیانے	کامل	[illegible]	.	.	.			
خیلانے	حبیب	[illegible]	.	.	.			
.	.	.	.	.	.			
.	.	.	.	.	.			
.	.	.	.	.	.			
.	.	.	.	.	.			
.	.	.	.	.	.			
میزان کل نفر	.	[illegible]	.	.	[illegible]	.	.	[illegible]

حال تمن لغاری کا یہ ہے کہ لغاری ایگو خاص قوم رند کی سردار خاندان میر شہک جس کا بیٹا میر چاکر تھا۔ اس کا بیٹا میر عالی میر عالی کا براہم اور براہم کا یوسف اور یوسف میر رند بتلاتے ہیں۔ میر رندو سے آگے شجرہ نسب سے حال ظاہر ہوگا کتاب تواریخ بلوچیہ سے تصدیق اس بات کی نہیں ہو سکتی کہ میر عالی میر شہک رند کا بیٹا یعنی میر چاکر کا دوسرا بھائی تھا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ سلسلہ خاندان لغاری کا علیانی لغاری مشہور ہے۔ ظاہر ہے کہ 1545ء میں جب ہمایوں بادشاہ کے ساتھ میر چاکر سردار کل بلوچ ہندوستان میں گیا تھا بعد فتحیابی ہندوستان ستگرہ میں متمکن ہوا۔ تب میر رندو برابر میر چاکر کے ساتھ رہا۔ بعد اس کے میر رندو 1580ء میں جب اکبر شاہ دہلی کا تھا اور نواب غازیخان ڈیرہ غازیخان کا آباد کیا ہوا تھا۔ مع تخمیناً پچیس ہزار آدمی با کوش برادری اپنی کے بسبب وطن خود اس طرف آیا اور چوٹی بالا میں و نیز مواضعات ذیل ماکا، ڈور، گدائی، ننہ، چھل چاہان، نوان بکرواہ، کھوڑہ باغلاتی جوز پر قبضہ مردم احمدانی دودائی یعنی دودہ کی اولاد سے چھین لیا۔ اور میر رندو خود قابض ہو گیا۔ علاقہ ہذا ذیل حکومت غازیخان کے تھا۔ نواب غازیخان بخدمت بادشاہ دہلی احوال سرگزشت گزارش کہ لالہ تولہ توارل معتمد بادشاہی دہلی سے آ کر یہ علاقہ زیر قبضہ تمندار مذکور قائم رکھا۔ اور سند معافی محصول عوض خدمت سرحد علاقہ مذکور تحریر کر دی۔ اُس عرصہ میں علاقہ داجل ہڑند و کوٹ مٹھن وسیت پور نواباں نہڑ کے تحت میں تھے۔ چنانچہ فیمابین غازیخان و نواباں نہڑ کے جنگ ہوئی تو میر رندو خان ہمراہ لشکر غازیخان کے تھا کہ تصدیق اس بات کے خاندان نہڑ سے ہو سکتی ہے۔ علاقہ جب پور میں جنگ جا اور قبرستان سہیدان اُس جنگ کے موجود ہیں اور اس فتح کے عوض غازیخان دوسو پچاس روپیہ ماہواری مالیہ ڈیرہ غازیخان سے تنخواہ رندو خان مقرر کری تھی۔ ظاہر ہے کہ اول وقت رندو خان کے ہمراہ قریب بیس پچیس ہزار آدمی تمن لغاری کے آیا تھا۔ اب

علاقہ ہذا میں تھوڑے لوگ ہیں۔سبب اس کا یہ ہے کہ بروقت سرداری بلوچ خان، شہداد خان نامی تالپور مقدم کلان تھا۔منجملہ مردمان چھلگری شاخ لغاری سے شہداد خان مذکور نے چار خون کئے۔اس بات سے بلوچ خان ناراض ہوکر (شہداد خان) کو دل چند روز قید رکھا۔بعد اس کے اپنے تمن سے خارج کیا کہ وہ بطرف سندھ حیدرآباد چلا گیا۔ میاں صاحب میاں غلام شاہ والی سندھ کے پاس ملازم ہوا بموجب لیاقت خود داخل سلک امیران دربار کے ہوگیا۔بعد فوتیدگی شہداد خان میر بہرام بیٹا اس کا بموجب لیاقت وزیر خاص دربار میاں صاحب کا ہوا اخیر فیمابین میاں عبدالنبی بیٹا غلام شاہ و میر بہرام کی عداوت ہوگی بعد از تکرار ناطہ میاں صاحب نے میر بہرام کو قتل کرادیا۔میر بجر بھاگ گیا پیچھے مفسد و کر کے میاں صاحب کو علاقہ سے نکالکر خود قابض ہوا جب میر بجر نے میاں صاحب سے جنگ کیا تھا۔محمد خان سردار لغاری کا اس وقت چوٹی میں تھا۔محمد خان سے مدد طلب ہوئے کہ محمد خان خود مع مقدمان و لواحقان خود کوٹ سبزل میں پہنچ کر شامل میر بجر خان مدد و معاون ہوا۔اور بزدار کا تمن بھی تمن لغاری سے ایک جدے ہیں۔میر پہلوان بھائی میر عالی کا تھا۔

جو کہ غازیخان کے وقت سے محصول علاقہ چوٹی کا نسلا بعد نسل سردار پر معاف چلا آیا تھا عملداری مغلیہ میں یعنی علاقہ ڈیرہ غازیخان بادشاہی خراسان کے شامل ہوا اس وقت 13 مہار شتر رو پر سردار چوٹی بطور نذرانہ مجوز ہوکر وصول ہوتا رہا۔بعدہ عملداری نواب صادق محمد خان رکن الدولہ والی بہاولپور میں مبلغ تین ہزار روپیہ مالیہ علاقہ چوٹی پر مقرر ہوکر ونڈ پہاولی بدستور ہاتھ سردار میں رہی۔جب عملداری دیوان ساون مل کے ہوئی، سابق اس کے نالہ مانکا علاقہ چوٹی میں مدفون پڑا تھا مزروعات چاہی و بارانی ہوتی تھی۔ اسی عرصہ میں نالہ پھر آباد ہوا دیوان موصوف نے مبلغ کچھ رقم علاوہ بطور نذرانہ اور بابت

زکوات آمد و رفت مال تجارت یعنی ورکل نذرانہ 7800 مقرر فرمایا۔عہد شروع عملداری سرکار انگریزی مبلغ 700 منجملہ 3800 اور ایک ہزار روپیہ زکوات والہ معاف کر کے مبلغ 3000 جمع علاقہ چوٹی مقرر ہوکر پہاولے جنسی بدستور اختیار تمندار میں رہی۔تفریق جمع نہ ہوئی اب تک بدستور بحال ہے۔ذکر جنگ تمن لغاری کا یہ ہے کہ اول جب میر رند و علاقہ چوٹی میں آیا مردمان احمدانی سے جو پیشتر اس علاقہ میں قابض تھے۔ جنگ ہوا پھر اقوام نہڑ کی ساتھ بمدد نواب غازیخان کے بعد اس وقت محمود خان تمندار لغاری اور صاحب خان تمندار کھوسہ کے فیمابین سلسلہ جنگ جدل شروع ہوا۔ایک دفعہ تمن لغاری خاص رو مسکن تمندار کھوسہ پر تاخت لایا عند المقابلہ بقدر بیس آدمی لغاری اور سو آدمی کھوسہ کا مارا گیا۔اور بعد اس کے وقت بلوچ خان تمندار کی جو اس وقت تمن لغاری بیچ چوٹی بالا قریب دامن پہاڑ رہتا تھا مردم کھوسہ نے چوٹی زیرین کو خالی تصور کر کے تاخت لائے۔لغاریان نے تعاقب کیا کہ قریب مقبرہ سخی حلیم کے مقابلہ ہوا کہ علی محمد خان برادر زادہ بلوچ خان تمندار لغاری مع چالیس نفر مارا گیا اور کھوسہ کے طرف سے بھی بہت لوگ قتل ہوئے۔ابتداء عملداری سرکار انگریزی فیمابین تمن کھوسہ اور لغاری کے جنگ شروع رہا حال جنگ تمن ہذا بملاحظہ کیفیت حال تمن کھوسہ ظاہر ہے۔واضح ہو کہ جب سے یہ تمن اس علاقہ میں آیا۔پیشتر عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور سے یہ تمن زیادہ تر اندرون پہاڑ کی بارکھان میں رہتا تھا۔کہ لغاری بارکھان شامل بارکھان کھتران کے اب تک موجود ہے اور اس زمین پر اب بھی قبضہ تمندار کا ہے مردمان نہڑ جو رشتہ دار تمندار لغاریان کے ہیں وہ کاشت کرتے ہیں۔کچھ محصول تمندار لغاری لیتا ہے۔اس رستہ سے بارکھان براہ درہ مقام اور سخی سرور نزدیک ہوتا ہے۔حال صفت زمین بارکھان بملاحظہ کیفیت حال دورہ پہاڑ منسلکہ گل سوم چمن سے واضح ہوگا۔

شجرہ نسب تمندار بگٹی

تفصیل پہلی ہاتمن بگیٹے

شاخ قوم راہجہ			ترتہانی معروف پیرودرانے			ترتہانی معروف ڈورگ			مشوری معروف جعفرانے		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد
راہجہ	غلام مرتضیٰ خان	۱۷۵	پرودارے	فتحن	۳۰	زمکانی	ولی خان	۸۰	جعوڑانے	حیدر خان	۳۰
•	•	•	بٹریے	ایضاً	۹۰	سٹھیانی	ایضاً	۱۰۰	کہور رانے	ایضاً	۳۰
•	•	•	جلکرانی	ایضاً	[illegible]	میران زئی	کلاتے	۱۶۰	سندرانے	ایضاً	۳۰
•	•	•	شالارانے	ایضاً	۶۵	حمدان زئی	ول جان	۳۰	کنبرانے	ایضاً	۱۰
•	•	•	ڈرانگیانے	ایضاً	۵۵	•	•	•	سرخروی	عمر	۲۰
•	•	•	مبلانے	ایضاً	۲۰	•	•	•	توبکانے	قادر بخش	۱۰۰
•	•	•	بکیانے	ایضاً	۳۰	•	•	•	•	•	•
•	•	•	راحن زئی	ایضاً	۴۰	•	•	•	•	•	•
•	•	•	کوہلانے	ایضاً	۳۰	•	•	•	•	•	•
میزان	•	۱۰۵	•	•	۳۰۰	•	•	۲۸۰	•	•	۲۲۰

تفصل پہلی ہاتمن بگیٹے

مشوری معروف بجشوانے			کہلپر			پہونگ و مندرانی			بشتبانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
گکشیرزی	باطل خان	۳۰	بہندلانی	رزکہا	۱۲۰	چاپرنگ	ڈہار	۴۰	کہیازی	مزار و گہرام خان	[illegible]
لاغرانے	ایضاً	۲۰	باطلانے	میر دوست	۲۰	مندرانے	فتح خان	۳۰	شنبانے	رحم علی	۱۵
ڈباقی	ایضاً	۱۵	ہبولکانے	عالم خان	۲۰	ہجرانے	چیرو	۵۰	سیدانے	عمران	۲۲
جسکانی	ایضاً	۲۰	بیمرانے	حیدر	۵۰	مندرانے	بارانے	۶۰	پچوہٹر	زنگی	۳۰
•	•	•	•	•	•	•	•	•	پاہی	نور	۶۰
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
[illegible]	•	۱۰۵	•	•	۲۵۰	•	•	۱۸۰	•	•	۵۰۰

حال تمن بگٹی کا یہ ہے کہ زمین بگ ولایت حلب میں واقع ہے اور یہ قوم زمین مذکورہ پر سکونت رکھتے تھے۔ اس سبب قوم بگٹی مشہور ہوگئی۔ اور وہ پاڑہ جو ساتھ سردار کل بلوچی کے وقت کوچ حلب سے ساتھ تھے۔ اس میں سے یہ ایک پاڑہ بگٹی کا تھا۔ اور قدیم سے سردار بگٹی کے راہیجہ کے خاندان میں چلی آئی ہے۔ راہیجہ راہو خان سے مشہور ہوا جو میر عالی سے تیسری پشت جداعلی ہوا ہے۔ واضح ہو کہ جب فیمابین میر چاکر رند و میر گہرام لشاری کے جنگ ہوئی میر عالی بگٹی کا مقدم طرف رند کے تھا جو بگٹی بھی اولاد رند سے ہے اسی لڑائی میں عالی مذکور قتل ہوا اور نامبردہ کے دو بیٹے تھے ایک براہم جس کی اولاد خاندان لغاری بلقب علیانی کی مشہور ہے۔ دوسرا پہلوان جسے آج تک سلسلہ دستار سرداری خاندان راہیجہ میں چلی آئی ہے۔ جب میر چاکر مدد ہمایوں بادشاہ ہندوستان کو گیا تھا۔ پہلوان مذکور وہاں رہا۔ اس وقت بگٹی اوپر مقامات ترمکہہ، آسختی، سیوری واقع سرحد کچھی یعنی علاقہ قلات متصل شوران کے رہتے تھے۔ میر چاکر کے وقت میں بگٹی بنام کہلوئی کے مشہور ہوگیا تھا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا کوٹ پہلی بگٹی نے مارا تھا۔ میر چاکر سردار رند نے متبسماً فرمایا کہ یہ کوٹ تمہیں کہلوئی ہے۔ (کہلوئی) کے معنی برتن (ڈولی) کے ہیں۔ اسی دن سے بگٹی کہلوئی مشہور ہوگیا۔ پہلوان کے بعد ہدیٰ اس کا بیٹا مقدم قوم بگٹی کا ہوا وہ بھی وہاں گزرا اس کے بعد ہدیٰ اس کا بیٹا مقدم قوم بگٹی کا ہوا وہ بھی وہاں گزرا اس کے بعد حاکیف خان مقدم بگٹی کا ہوا ہوتی خان سردار پاڑہ گودری رند سے جس کی دستار پر اب امام بخش خان تمندار رند علاقہ سندھ میں ہے۔ بسبب ناطہ نسبت کے کچھ تکرار ہوا۔ حاکف خان سات نفر لواحق سردار رند کو قتل کر کے روبفرار ہوا۔ پانچ پاڑہ اس وقت حاکف خان کے حسب ذیل ساتھ تھے۔

راہیجہ خاص خاندان خود، رامہ زئی، سندرانی، مشوری، کہلپر جب سیاہ آف کے پرلی طرف آیا مردم رشکانی مقدم جس کا نوتہہ خان اولاد زید سے باندازِ تخمیناً سو نفر موجود ہے۔ اور نیچے بمقام سیاہ آف و میرو وغیرہ متعلقہ مقامات یہ چار پاڑہ مزاری، تالپور، گدانی، جھکرانی مسکن گزین تھے۔ یہ لوگ اس وقت جب میر چاکر طرف ہندوستان جاتا تھا۔

پیچھے اتفاقیہ کوچ کر کے بہ سبب پسندی آب و ہوا و فرط گھاس وغیرہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ حاکف خان کی نوتہہ خان سے تمام دوستی ہوگئی یہ پاڑہ شامل تمن بگٹی کے ہوگیا۔ اس سن سے حاکف خان بنام سردار بگٹی اور نوتہہ خان مقدم نوتھانی ملقب ہوا۔ پیشتر اس سے خود سردار بگٹی بطور مقدم کے تھا۔ اس سردار کے وقت میں زیادہ تر رونق ہوگئی وہ چار پاڑہ قوم جھکرانی و مزاری رہتی تھی۔ اتفاقاً حاکف خان کے صابو خان سردار قوم جھکرانی سے بباعث خرید و فروخت ایک عنان گھوڑی کی جو صابو خان نے حاکف خان سے خرید کی حاکف خان صابو خان سے عوض قیمت گھوڑی ایک ڈاچی یعنی اروانہ جو تمام مال دوگ میں مشہور تھے مانگے نامبردہ نے ندی اور جو ڈاچی دینی کے تھے۔ اس کو بھی نکال دیا۔ اور تین پاڑہ چنانچہ مزاری، گدانی، تالپور بھی متفق قوم جھکرانی ہو کر آپس میں لڑائی اور کشت خون ہر دو تمن کے ہوتے رہے ایک دفعہ مزاری و جھکرانی یہ چارے پاڑے جمع ہو کر برہبری ایک کس قوم نوتھانی کے گھوڑہ اوپر تمن بگٹی کت اٹھالائے۔ چنانچہ دو بیٹا حاکف خان جس کا نام معلوم نہیں نوعمر تھے۔ مع چند کس دیگر تمن خود مقتول ہوئے اور مال مویشی غارت کر کے لے گئے۔ وہ جو ایک کس نوتھانی ساتھ تھا سردار بگٹی کا نوتھانی رنج ہوگیا۔ مردم نوتھانی کے واسطے صفائی اپنی کے تین قلعہ زمین سور، جیب رانی، ترکی عوض خون بہاء دو فرزندان حاکف خان کے دی تب نوتھانی سے صفائی جنگ ہوگئی۔ اور بدستور بگٹی میں رہا

ان چار پاڑوں سے مدت تک جنگ وجدل رہی اخیر پاڑہ جھکرانی کا سندھ میں کوچ کر گیا۔ کہ اب ایک تمن مشہور ہے اور یہاں نیچے قریب سرحد زمین روجھان کے اتر آیا۔ اور ٹالپور میر مشہور ہے کہ پہلے پاس میاں صاحب والی سندھ نوکر ہوا۔ پیچھے بتائید فلک خود درجہ ریاست تک پہنچا۔ اس عرصہ میں عاکف خان قتل ہوا ہدیٰ خان بیٹا اُن کا تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت بھی ان تمنات کے ساتھ بدستور لڑائی رہی مگر کوئی مشہور آدمی فیمابین قتل نہ ہوتے۔ جو درج کیے جاویں۔ اور ہسیٰ خان کے تین بیٹے تھے۔ بڑا قاسم خان، دوسرا عاکف خان، تیسرا ببہرک خان۔ اول قاسم خان پر دستار آئی وہ گمنام قتل ہوا اس کی اولاد واسانی پہلے مشہور ہے عاکف خان کے گھر میں ایک غلام عورت تھی اس سے ساہو بیٹا پیدا ہوا اُس کی اولاد سیاہین زئی مشہور ہے۔ بعد قاسم کے دستار ببہرک خان پر آئی عاکف خان محروم رہ گیا۔ اور بعد اس تمندار کے مع تمن مسی جنگ آغاز ہوگئی تھی۔ برد ببہرک خان کے سارنگ خان دستار باندھی اور بوقت اس تمندار کے دو جنگ مزاری سے ہوئی کہ سارنگ خان نے فتح پائی اور بگٹی پھر گھوڑا اٹھا کر او پر تمن مزاری بقصد غارت جاتا تھا کہ سادھو خان مزاری مع چند نفر بطور خفیہ یعنی گہل واسطے غارت تمن بگٹی جاتا تھا کہ اثناء راہ میں قریب کوہ زمران فیمابین بمقابلہ ہوا سادھو مذکور مع ہمراہیان اس جگہ مقتول ہوا۔ چنانچہ اب تک چر سادھو مشہور ہے بعد فوعیدگی سارنگ خان مبارک خان بیٹے اس کے نے دستار باندھی اس سردار کے وقت میں بھی بدستور وہی حال رہا بعد مبارک خان کے ہیبت خان بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت میں تمن مری سے زیادہ جنگ شروع رہا۔ پیشتر بڑے ببہرک خان کے وقت میں اگرچہ تھوڑا بہت چوری مال مویشی وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ ایسا کشت خون وقوع میں نہ آیا جب ہیبت خان سردار بگٹی کا تھا

منجملہ تمن بگٹی کسی نے مسمی زورک خان مری کو مار ڈالا تھا ہیبت خان مذکور واسطے انجام اور صفائی کے بطور رسہتہ یعنی میلا نزر تمندار مری جو اس وقت پوزیر خان بیٹا ناصر خان گزنی مری سردار مری نے بعد صلح اور انجام کے ہیبت خان مذکور کو وہاں چند روز ٹھہرایا اور ناطہ نسبت لڑکی اپنی کا بسبب علقمندی سردار ہیبت خان کے کر دیا۔ اسی اثنا میں ایک کس نامعلوم الاسم منجملہ تمن مری لواحق روزک مقتول یعنی عوضہ خون روزک مذکور سردار ہیبت خان کو قتل کیا باطلاع اس بات کے تمن بگٹی زیادہ تر تمن مری سے کینہ دوز ہوا۔ جو کہ ہیبت خان لاولد قتل ہوا۔ مسمی ڈہپل خان چچا اس کے نے پگ باندھی اسی سردار نے سب تمنات اپنے سیالوں سے بہت جنگ کی مگر فتح بتائید آسمانی ہے جب اس سردار پہلی پگ باندھی۔ عوضہ ہیبت خان کے واسطے تمام جوش خروش میں تھا۔ اور نیز سردار کے بھی پہلی یہ ہی شرط تھی۔ چنانچہ بہ تجمل تمن خود تاخت آور تمن مری پر ہوا اور بستی مرید خان کو غارت کر کے معاودر ہوا کہ بوڑیر خان تمندار مع مردمان تمن خود تعاقب کر کے بمقام سہور و جنگ واقع ہوتے چند نفر منجملہ تمن مری بقتل پہنچی بعد اس کے مقام جنگ پر صلح ہوگئی کہ 14 نفر مری مارے گئے ہیں۔ عوض جو ہیبت خان مجرا ہوئی آئندہ کو فیمابین صلح ہوئی۔ جو کہ تمن سے قدیمی رابطہ جنگ کا چلا آتا تھا۔ اس سردار کے وقت میں تمندار مزاری علاقہ تمندار بگٹی میں تاخت لایا کہ بخشہ خان بیٹا تمندار بگٹی اور بھی بہت لوگ قتل ہوتے۔ چنانچہ مفصل حال اس جنگ کا تواریخ تمن مزاری سے ظاہر ہے۔ تمن دریشک سے پیشتر صرف تھوڑا تھوڑا رواج بدی بدکاری کا شروع تھا۔ کچھ جنگ عظیم واقعہ نہ ہوئی تھی۔ بعد اس تمندار کے تمندار دریشک بہ تجمل تمن خود و نیز رفاقت دیگر تمنداران تمن بگٹی پر تاخت لا کر صوبہ خان ثانی بیٹا ڈہپل خان کو قتل کیا اور مال مویشی بہت غارت کر کے چلا گیا لیکن یہ

تمندار عوضہ نہ لے سکا۔ جب تقدیر آیہ تمندار فوت ہوا مٹھہ خان اس کا تیسرا بیٹا تمندار رہا۔
اس تمندار کے وقت میں بدستور سب تمنوں سے جنگ رہی لیکن کچھ ایسی نامور جنگ نہیں
ہوئی جو درج کی جاوے۔ بعد فوت ہونے مٹھہ خان کے بہرک خان بڑا بیٹا تمندار رہا
اس کے بعد سلام خان تمندار رہا اس تمندار کی بسبب دشمنی کے جو ساتھ تمن ڈوکی کے ہمیشہ
جنگ جدل رہتا تھا۔ شہداد خان باپ جلال خان تمندار ڈوکی نے زہر دلا کر مار ڈالا۔
بہرک خان بیٹا اس کا تمندار رہا۔ یہ تمندار بڑا بہادر اور نامور تھا اس تمندار کے وقت بہت
نامور جنگ ہوئے چنانچہ پہلے مسمیان جہان خان بروہی سرداران منجانب خان صاحب
والی قلات واسطے سزا رسانی مردمان تمن بگٹی کے جو یہ لوگ بعلاقہ بروہی بدی بدکاری
کرتے تھے۔ بقدر چھ ہزار نفر لشکر جمع کر کے تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ بمقام مڑو تمن بگٹی سے
مقابلہ ہوا۔ غلام رسول خان برادر عبدالقادر بروہی خان بجان شہوانی میہان خان رئیسانی
مع 14 نفر قتل ہوئی۔ فوج سرکاری شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تمن بگٹی نے فتح پائی۔
دوسری دفعہ گولہ شاہ وزیر والی ملک سندھ مع فوج سرکاری و مردمان مری جو سندھ میں
رہتے تھے اور جام خان سردار قوم مری ہمراہ تھا۔ قریب پانچ ہزار لشکر جمع ہو کر اوپر تمن بگٹی
تاخت لایا۔ بمقام کاشی سرحد کوہ سیاہ آف مقابلہ ہوا 90 نفر منجملہ لشکر میر صاحب اور
18 نفر تمن بگٹی قتل ہوئے۔ فوج سرکاری شکست کھا کر مفرور ہوئے۔ تیسرا اسی سردار
کے وقت میں مسمی کرم خان تمندار بلیدی کا تھا۔ منجانب تمن بلیدی چند لوگوں نے آ کر دو
نفر بگٹی قتل کئے۔ بہرک خان سردار بگٹی نے بافسری کمسیتر ان دولی خان نوتہانی و علیشیر
کھلپر بقدر نو سو جوان تمن بلیدی پر لشکر بھیج دیا کہ موضع ہڑند جعفری کو غارت کر کے واپس
ہوئے کہ فتح خان بندوانی سرکردہ بلیدی تعاقب کے واسطے روانہ ہو کر قریب بمقام

جھگوانی مقابلہ ہوا۔ فتح خان مع 60 نفر بلیدی مقتول ہوا 9 نفر بگٹی بھی مارے گئے مگر فتح تمن
بگٹی نے پائی۔
چند مدت فیمابین دونوں تمنوں کے تکرار رہا پھر انجام ہو گیا۔ چوتھا اسی سردار
کے وقت مسمیان الہ بخش راہجہ دولتجان نوتہانی ونہال خان مشوری و صابو خان شنبانی بقدر
نفر جمع ہو کر تمن ڈوکی پر تاخت لائے چنانچہ بستیات مردم کپھال کی غارت کیں مردمان
ڈوکی نے تعاقب کیا سلام خان محمدانی ڈوکی مع بیس نفر قتل ہوا کہ سلام خان باپ بہرک
خان تمندار کو جو شہداد خان باپ جلال خان کو زہر دے کر مارا تھا۔ اس کے عوضہ میں یہ
سلام خان شمار کیا۔ پانچواں دستار اس تمندار پر تھے کہ سلام خان پسرش یعنی باپ غلام مرتضیٰ
خان سردار حال تمن کا بالغ اور نوسن جوان تھا۔ لشکر اٹھا کر علاقہ تمن مزاری کے مواضعات پر
لورڑہ ہر والی وتھل نصیر وغیرہ پر تاخت لایا بعد غارتی مال مویشی واپس جاتا تھا کہ بمقام
پر پور لشکر سرکاری سنگھان کا مع مردمان رعایا تمن مزاری قریب عمر کوٹ آ کر ملاقی ہوا
فیمابین مقابلہ ہوا عند لڑائی پر سہ سنگھ افسر لشکر سرکاری مع پچاس نفر قتل ہوا چنانچہ جھنڈا یعنی
نشان و باجہ و دھونسہ سپاہ سرکاری و دیگر اسباب اسلحہ وغیرہ تمن بگٹی کے ہاتھ آیا۔ اور فتح نصیب
ہوئی۔ چنانچہ اب تک نشان اوپر خانقاہ فقیر سوہری کے چڑھا ہوا ہے۔ اور دھونسہ مردم
کہیازی لیگئے تھے کہ قائم شاہ کو جا کر دیا۔ دوسری دفعہ اس سردار کے وقت مردمان بگٹی
عوضہ صوبہا خان بیٹا ڈہل خان کے واسطے مسکن گاہ اس نے تمن دریشک پر تاخت لائے
کہ مال مویشی بہت جی کیا واپس جاتی تھے کہ تمن دریشک واسطے تعاقب کے آئے
عبدالمقابلہ دائم خان و محبت خان مقدمان دریشک مع پچاس نفر مارے گئے۔ اور جب
فوج سرکار انگریزی طرف خراسان جاتی تھی۔ 1839ء میں بسبب نقصان پہنچانے

اسباب وغیرہ متعلقہ فوج کے میجر بلمور صاحب بہادر مع سات سو سوار واسطے سزا رسانی مردمان بلوچ تعینات ہو کر مردمان جھکرانی وڈوکی و نوتھانی وگسی کو بخوبی سزا پہنچائے اور ڈیرہ بیبرک مسکن گاہ تمندار بگٹی پر تاخت لا کر لڑائی کی چنانچہ کچھ نفر تمن بگٹی قتل ہوئے اور منجانب سرکار لفٹنٹ کلارک صاحب بہادر زخمی ہوئے۔ اخیر ڈیرہ بیبرک کو محاصرہ کر کے قابو کر لیا۔ بعد لوٹنے شہر کے بیبرک خان تمندار کو قید کر کے ساتھ لے گئے کہ بعد دو سال کے رہا کیا۔ بعد اُس کے 1844ء میں نپیر صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ کے تھے۔ بجر خان جھکرانی و میر حسن نوتھانی بگٹی بدی علاقہ سرکار کے کر کے پہاڑ میں باقی رہتے تھے۔ صاحب ممدوح اُن پر تاخت کیا اور مردمان مذکور علاقہ تمن بگٹی میں بمقام زمین ترکی جو اندر سخت پہاڑوں کے میدان ہے پناہ گزین ہوئے لیکن صاحب ممدوح ان پر غالب آ کر ماخوذ کر لیا۔ بعد اس کے بیبرک خان تقدیراً فوت ہوا اسلام خان نے دستار باندھی اس عرصہ میں جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ اور لفٹنٹ مری یدر صاحب بہادر جواب سر ہزے مری یدر صاحب بہادر ہیڈ کمشنر سندھ ہیں۔ ماتحت صاحب ممدوح بمقام شاہ پور تعینات تھے۔ لشکر بگٹی شہر کلندرانے کو غارت کر کے واپس جاتے تھے۔ مری یدر صاحب بہادر بفور اطلاع تعاقب ان روانہ ہوئے۔ عندالمقابلہ لشکر بگٹی نے شکست کھائی۔ بقدر دو سو نفر مقابلہ مارا گیا ایک سو بیس زندہ گرفتار ہوئے۔ کل لشکر بگٹی پانچ سو نفر تھا۔ باقی بھاگ گئے۔ مری یدر صاحب کے ساتھ صرف بقدر ایک سوار تھا۔ واضح رہے کہ میدان صاف میں جہاں بندوق بازی بخوبی ہو سکے۔ سرکاری فوج جنگی ان لوگوں کے واسطے فیصدی بیس نفر کافی ہے۔ کیونکہ ایک تو نفر سپاہ سرکاری کی سیاست زیادہ تھے۔ دوسرا بندوق بازی میں فوج بلوچی نہیں لڑ سکتے۔ تلوار

بازی اور موقعہ آڑ پر یہ بلوچیہ فوج بڑی بہادر اور جوانمرد ہے۔ ازیں حادثہ تمن بگٹی بالکل برباد ہو گیا۔ اس اثناء میں مری تاخت لایا۔ عندالمقابلہ تمن بگٹی سے مسمیان حرمت نوتھانی کر یمداد رامہ زئی ملنگ نوتھانی مقدمان مع چند نفر قتل ہوئے۔ بسبب پہنچنے حادثہ متواترا کے تمندار بگٹی مع مردمان تمن خود تمن کہتران جو ہمشیرہ میر حاجی تمندار کہتران کی شادی مع سلام بگٹی کے ہوئی تھی۔ بہ امید رشتہ داری پر کوچ کر کے چلا گیا۔ وہاں سے بحمایت تمن کہتران جمع ہو کر تمن مری خاص شہر کہان پر تاخت لایا کہ عندالمقابلہ چند نفر منجملہ تمن مری مارا گیا۔ اور سات سو مہار اروانہ مار کر لے جاتے تھے۔ عندالتعاقب تمن مری مقابل ہوا کہ قریب مقام موندری جنگ ہوئی بقدر دو سو نفر تمن بگٹی و کہتران مارے گئے۔ اس عرصہ میں غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی حال بالغ تھا۔ بنظر دلیری خود بخود مع چند سواران معدودہ تمن مری پر پھر تاخت لایا کہ عندالمقابلہ چند نفر مری مارے گئے۔ اور خود غلام مرتضیٰ خان زخمی ہوا کہ کنفاست پر زخم موجود ہے۔ بعد چندے بموجب انجام پھر تمن بگٹی اپنے مسکن مالوفہ پر واپس آیا اس اثناء میں تمندار کہیازی المعروف شنبانی سے تکرار ہو گیا کہ کہیازی تمندار مع لواحقان و تمن خود کوچ کر کے قریب کہان بستی خوجہ مرغانے مری میں جا بیٹھا اور تمن بگٹی میں بہ حمایت تمن مری لوٹ مار شروع کی جو کہ اس عرصہ میں غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی خود ہوشیار ہو گیا تھا۔ اور دلیری و جوانمردی اس کی سب تمنات کو پسند تھی۔ سلام خان تمندار بگٹی نے بحسین حیات خود دستار سرداری بیٹے اپنے کو دے دی چنانچہ سلام خان مذکور اب تک زندہ ہے۔ راقم نے جو اسے سبب دینے دستار سرداری کا بحسین حیات خود دریافت کیا تو بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر میں اولاد پسری نہ ہوتی تھی، ایک امیر شاہ نامی سید اہل فقیرہ تھا۔ اس کی دعا مدد سے اولاد پیدا ہوئی۔ مجھ کو زیادہ تر عزیز تھا بخوشی دل

تحسین حیات خود دستار دے دیے۔ لیکن غائبانہ راقم کو اس طرح معلوم ہے کہ یہ شخص
غلام مرتضیٰ خان ابتداً مرد جوان و بہادر تھا اور نشان جوانمردی اور طلوع بختی اس کے چہرہ
سے ظاہر ہیں۔ اپنی جوانمردی سے زیادہ تر غلبہ پا گیا۔ چنانچہ اس سردار نے بہت اچھی
اچھی لڑائی ساتھ تمن مری وغیرہ کی کرتے ہیں اور ہمیشہ فتح اس کی نصیب ہوتا رہا۔ چنانچہ
واسطے عوضانہ کنہیازی شنبانی کے بستیات ان کی جو اوپر کھان کے تھی یہ فراہمی لشکر خود
تاخت لایا مسمیان شہل خان سیدانی وفوجہ مرحالی مری رئیس شنبانی کو قتل کیا بعد غارت
بستیات وجی مال مویشی آتا تھا کہ تمن مری مقابلہ کے واسطے آیا بمقام ککری مقابلہ ہوا۔ بقدر
بیس نفر منجملہ تمن مری جن میں جمال مرحا آئی بڈہ گرنی رامن سیدا نے یار خان کہگرانے
مزاری لاہگہانے نامور جوان مارے گئے۔ غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی بعد فتحیابی معاودہ
مسکن خود ہوا منجملہ تمن بگٹی صرف ایک کس مارا۔ اس عوضہ کے واسطے تمن مری دو دفعہ
تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ چنانچہ ایک دفعہ بمقام کہکری مسمیان گل مشوری شکاری نہکانی کو
مع 13 نفر اور دوسری دفعہ بمقام کوخ قریب رود سہورے کشک گراندر خان مع 34 نفر
قتل کر گئے۔ مگر تمندار تعاقباً جو گیا مل نہ سکا۔ پیچھے تمندار بگٹی سات سو نفر سوار تمن خود جمع
کرکے بمقام کہلو کھان سے بھی گزر کر مردمان بجرانی تمن مری پر تاخت لایا کہ بعد غارت
کرنے بستیات مال مویشی حسب ذیل گوسفند (12000) مادہ گاؤ نر گاؤ (1200)
اروانہ (120) اسپان (10) لوٹا اور 13 نفر مردم مری موجودہ بستیار کو قتل کیا لشکر بگٹی
براہ کہرلو واپس روانہ ہوا تمن مری بامسری مسمیان کرم خان ططہرانی وبنا ہو خان لوہارانی و
جندہ خان زندکانی وشیر خان محمدانے بعدد دو سو سوار تعاقب کے واسطے روانہ ہو کر پیش بندی
کری بمقام زمین چتردی فیمابین دونوں تمن کے مقابلہ ہوا تمن مری نے شکست کھائی۔ چند

نفر مری مع جند، سونہ، بند علی بجرانی، داد محمد قتل ہوئے بگٹی کی طرف سے بھی چند نفر مارے
گئے۔ مگر فتح نصیب بگٹی کے تمندار کو ہوئی۔ 284 عنان گھوڑی اور ہتھیار علاوہ مال مویشی
سابقہ بگٹی نے میدان کارزار سے اٹھائے یہ ایک بڑا عمدہ مقابلہ فیمابین ان دونوں تمن کی
ہوا ہے۔ اور اسی دن سے تمن بگٹی زور میں آ گیا اور سردار بڑا نامور مشہور ہوا۔ یہ مقابلہ
عملداری سرکار انگریزی میں عرصہ تخمیناً دس بارہ سال سے ہوا ہوگا اور بھی چند دفعہ فیمابین
دونوں تمنوں کے مقابلہ ہوتا رہا چند دفعہ تمن مری نے بگٹی کو اور بگٹی نے مری کو مارا بلکہ
اب تک باوجودیکہ دونوں تمن اب نوکر سرکار کے ہیں۔ بدستور جنگ جدل شروع ہے۔
تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ نصیحت حاکمان وقت فی الجملہ فرق ہے کہ اب سال بھر سے انجام کیا
ہوا ہے۔ کچھ ایسے سنگین واردات فیمابین ان دونوں تمنوں کے وقوع میں نہیں آئے۔
منصفی کی بات ہے کہ تمن مری تعداد میں بگٹی سے بہت زیادہ ہے۔ اور زیادہ تر جاری امان
کے اوپر ہے۔ نیچے والا کا ہاتھ اس پر مشکل جاتا ہے۔ اور اوپر والا جلدی نیچے کی طرف قابو
پڑ جاتا ہے۔ مگر سردار بگٹی کی جوانمردی سے اب تک بگٹی اور مری برابر سیالی ہے بلکہ چند
دفعہ زیادتی ہی پائی۔ اور تمنات گرد و نواح جو علاقہ سرکار میں ہیں مزاری دریشک و گورچانی
تحت ضلع ہذا و ڈوکی و بلیدی و بروہی وغیرہ ضلع سندھ جیکب آباد کے بموجب منظور کرنے
اطاعت سرکار عالی دل بجان سے بخوبی انجام و آرام ہے بلکہ تمندار مزاری نے بازار صحبت
کا فیمابین سرکار عالی اور تمنات مری بگٹی کے گرم کیا ہوا ہے۔ یعنی امام بخش خان تمندار
مزاری بطور وکیل ورساکار ہے اور ہوش لیاقت اس تمندار بگٹی کا بہت اچھا ہے اور بسبب
زیر سایہ آنے سرکار عالی کے روز بروز ترقی ہے اور تمندار کا ایک بڑا بیٹا عمبرک خان
المعروف شہباز خان بہت اچھا لائق اور خدمت گزار آدمی ہے کہ بیچ خدمت سرکار وانتظام

تمن دل بجان سے کوشش کرتا ہے اور فرمان برادری اپنے باپ میں ثابت قدم۔ سرکار سے اس تمن کے واسطے مبلغ 765 تنخواہ ماہواری عوض خدمت گذاری عوض خدمت گزاری سرحد کی نوکری مقرر ہے چنانچہ جب سواران علاقہ ہذا میں پوست ہائے سرحد پر تعینات ہیں اور باقی نزد تمندار حاضر رہتے ہیں اور تمندار موصوف ہر قسم چیز سرحدات کی سرکار میں ایمانداری سے رپورٹ کرتا ہے۔ چنانچہ چند دفعہ اس کو سرکار سے انعام عطا ہوا یہ بندوبست 1867ء سے سرکار عالی نے فرمایا تنخواہ ان کی مد پولیس اور پولیٹیکل ضلع سے ملتی ہے۔ واضح ہو کہ اگرچہ قوم شنبانی ایک ٹکڑا تمن بگٹی کا ہے چنانچہ تفصیل تعداد تمن میں مثل دیگر پھلی ہا کے اس کو کیا گیا ہے۔ لیکن چند مدت سے یہ ٹکڑا الگ رہا اور ایک بنام تمن شنبانی کے مشہور ہو گیا۔ چنانچہ اب تک بھی ایک علیحدہ تمن اور مقدم ان کا مزار خان و گہرام آپ کو علیحدہ تمندار کہلاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پیشتر زمانہ قدیم سے یہ ٹکڑا بالکل شامل بگٹی رہا چنانچہ اب تک بھی اگرچہ وہ لوگ انکو الگ کیا چاہتے ہیں۔ مگر تاہم کہیا زی بگٹی مشہور ہے۔ بعملداری سنگہان فیمابین مزار خان مقدم شنبانی و سلام خان تمندار بگٹی کی کچھ تنازعہ ہو گیا چنانچہ مزار و گہرام خان دونوں کوچ کر کے تمن مری میں جا کر پناہ گزین ہوئے اور ان کی آپس میں لڑائی رہے بعد ازاں اگرچہ آپس میں انجام کر کے واپس آئے مگر تب سے آپس میں نقیض پڑ گئے کہ اب تک دلی صفائی نہیں۔ جب سے غلام مرتضیٰ خان تمندار کے اوپر اقبال سرکار آیا اب بہت اقوام شنبانی اس کے زیر آ گیا مگر مقدمان ہنوز گردن فراز و سرکش ہیں۔ ایک تو وجہ نقیض کے ہے۔ دوسرا جس زمانہ میں کہیا زی شنبانی بگٹی کے شامل رہتا تھا۔ اُس وقت دیگر مقدمان سے ان مقدمان کو زیادہ فوقیت اور دلیری و سیالداری تھی یہ وجہ بھی البتہ ہے۔

شجرہ نسب تمندار مری
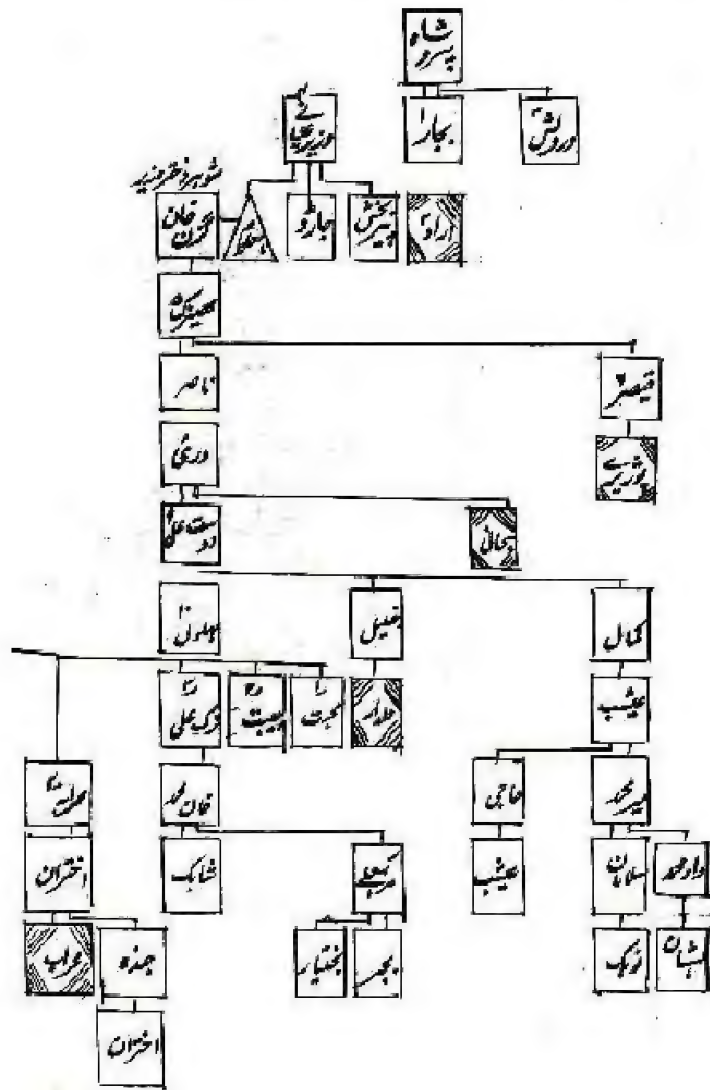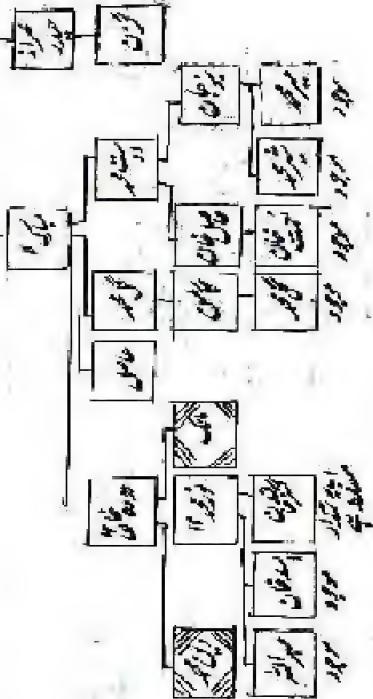
مالوف اپنی سے نکل کر طرف کھان کے آیا محض اکیلا تھا۔ بسبب عقلمندی اور ظاہر ہوئی آثار طلوع بختی کی وزیر خان تمندار مری نے ناطہ نسبت لڑکی اپنی کا گزن خان کو دیا۔ گزن خان کا بیٹا ہزک کان بیدار رہوا۔ جبکہ وزیر خان قریب المرگ تھا۔ اس کے بیٹے کمسن اور نالائق تھے۔ اس واسطے دستار سرداری کی بحق ہزک خان دہوترہ خود وصیت کی چنانچہ بعد فوتیدگی وزیر خان کی دستار ہزک خان نے باندہی۔ گزن کے اولاد ہونے سے گزنی مشہور ہوئے۔ وزیر خان کے اولاد علیانی زئی اب تک موجود ہیں۔ مسمی جاڑوان کا مقدم ہے۔ بعد فوتیدگی ہزک خان قیصرانی دستار باندہی۔ جب قیصر فوت ہوا ڈری اُس کا بیٹا خرد سال تھا مسمی پوڑیر بھتیجہ اُس کا بطور سربراہ کے ہوا۔ جب پوڑیر فوت ہوا ڈری خود تمندار رہوا۔ اس سردار کے وقت میں مسمی دلاور رامہ زئی بگٹی کسی سبب سے اپنی تمن سے رنج ہو کر بیچ ہمسائے گرت ڈری سردار مری متمکن ہوا مسمی بندل نوذ بندگانی کی اولاد سے اب میر ہزار خان مقدم قوم نوذ بندگانی کا ہے۔ دغا کر کے مردمان ملکانی مری کو ترغیب دے کر مال رامہ زئی بگٹی مذکور کا غارت کرایا۔ بعد تعاقب آن سردار ڈری خان تمندار مری جو گیا بگٹی ضرب بندوق ہاتھ مہکانی مری سے مقتول ہوا۔ بعد اُس کے دوست علی خان بیٹے اس کے نے دستار باندہی۔ عوضہ کے واسطے مجمع آوری تمن خود مردمان مہکانی پر تاخت لایا چنانچہ ساٹھ نفر مہکانی قتل ہوا اسی دن مہکانی مغرور ہو کر طرف سندھ چلا گیا کہ اب تک علاقہ قلات وغیرہ سرحد سندھ بہت اقوام مہکانی مری موجود ہے۔ جو کہ اس سردار کے وقت علاقہ بھاگ ناڑی وغیرہ توابعین اُن کے سوا قلات تعلق میاں صاحب سرائے والی حیدرآباد سندھ کے تھا۔ یہ محقق نہیں کہ اس وقت کون میاں صاحب ریاست پر تھا لیکن مسمی مراد گینی وزیر تھا۔ میاں صاحب نے اوپر قندہار علاقہ خراسان چڑھائی کی اور سب

تمنات سے مدد طلب کی دوست علی خان سردار مری مع دو سوار کرم علی، نعمت اتفاقاً مراد خان سردار تم، ن ڈوکی کی پاس تھا۔ تمندار ڈوکی جو حسب الطلب میاں صاحب روانہ ہوا۔ دوست علی خان تمندار مری بھی مع دونوں سوار ہمرہیان خود ساتھ گیا۔ لشکر میاں صاحب شکست کھا کر بھاگا۔ دوست علی خان پیچھے تھا جب اُس نے سنا کہ مراد خان تمندار ڈوکی مارا گیا۔ جو کہ سردار سے نہایت دوستی تھی۔ بنظر حب دوستی و شرمساری کی دوست علی خان معہ دو نفر ہمراہی خود کھڑا ہو کر لڑائی میں مارا گیا۔ سر کاٹنے کے واسطے جو پٹھان لوگ مستعد ہوئے سر پتھر کا ہو گیا کاٹ نہ سکے۔ مردمان مری سردار تمن مری کو جب سے اولاد گزنی کے اوپر دستار معین ہوئے۔ اولین گزن کے سبب سے فقیر خاندان تصور کرتے ہیں۔ اور اُس کی بددعا سے البتہ لحاظ مند رہتے ہیں۔ سرداران ماضی کی کرامات دکھانے کے واسطے چند نظائر سناتی ہیں۔ مطلب کہ مصرع "کس نگوید کہ دوغ من ترش ست"

بعد دوست علی خان بڑا بیٹا اس کا تمندار کے تین بیٹے تھے۔ تینوں سے اولاد ہوئے مگر سب سے زیادہ بہاول خان کے چنانچہ سات بیٹے بہاول خان کے تھے۔ بہاول کی اولاد بہاولان زئی مشہور ہوئے۔ شجرہ نسب کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہو گا۔ اور کمال ثانی پسر دوست علی کا عیب تھا۔ جو اس سے اولاد ہوئی۔ وہ عسوانی مشہور ہے۔ علی ہٰذا القیاس اور اقوام گزنی بھی اسی طرح مختلف نام مشہور ہو گئے۔ شجرہ نسب میں بسبب طوالت جملہ اقوام گزنی کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ صرف دوست علی کان مندرجہ نمبر 9 شجرہ کے جو اولاد پیدا ہوئی۔ بلکہ زیادہ تر اقوام بہاولان زئی کو جس کی خاندان میں اب دستار سرداری کی ہے مفصل درج کیا گیا ہے۔ دیگر اقوام گزنی اس سے پہلے ہوئی ہے۔ اور اس سردار کے وقت میں اقوام مزارانی مری جو اصل میں قوم کھتران کے تھے اور ایک دو پشت سے

بسبب تکرار تمن کھتران الگ ہو کر تمن مری میں شامل ہوئے تھے۔ کسی اتفاق سے بتقریب گیا۔ چری بعلاقہ کٹمنڈائی جا کر تمن مری سے علیحدہ ہو گئے اور قریب علاقہ بولان سکونت کیا۔ بلکہ بعد چندی بموجب دلاسہ خان صاحب والی قلات خاص رعایا و ملازم خان صاحب موصوف بن کر چند دفعہ ساتھ مردمان تمن مری کی لڑائی کرتی رہی کہ باوقات مختلف چند مردمان نامور منجانب طرفین کے ماری گئی۔

جو لوگ منجانب تمندار مری ہاتھ مزارانی مری سے مارے گئے۔ جو لوگ مزارانی مری ہاتھ تمن سے مارے گئے۔ گہری بنگانی، بدلولامکہانی، گورگلوانی، پیری بجرانی، پیری لامکہانی، ہیکو مقدم، مالکان، جمالن برادر شیر دل مقدم بیٹا شیر دل مقدم، میر دلامکانی برادر سیداد سترانی۔ اب تک یہ پھلی مزارانی مقدم کی بدستور بعلاقہ قلات قریب درہ بولان کے سکونت رکھتی ہے۔ بلکہ حفاظت درہ بولان کے منجانب والی قلات اس کے سپرد میں ہے۔ تمن مری سے بھی فی الجملہ اب استقدر لڑائی اور دشمنی نہیں۔ بلکہ کچھ صلح ہے۔

بعد بہاول خان کے مبارک خان بڑا بیٹا دستار بند ہوا۔ مگر جنگ حسینی میں مارا گیا۔ اُس کے بعد دودہ خان تمندار بنا یہ بڑا مشہور سردار ہوا ہے۔ اس کے عہد میں تمن مری نے بڑی ترقی پائی۔ اس سردار کے وقت فوج سرکار انگریزی کا ساتھ تمن مری کے مقابلہ ہوا جو مفصل جس کا بطور قصہ درج کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ 1839ء میں جب فوج لارڈ کین صاحب بہادر طرف خراسان جاتی تھی۔ براہ درہ بولان علاقہ قلات گزر گیا اس وقت فوج سرکاری نے رستہ میں ہاتھ اقوام بلوچ چنانچہ جھکرانی وڈوکی وغیرہ سے بہت نقصان اٹھایا واسطہ سزا رسانی مردمان مذکور درست گے۔ رستہ کے میجر باموور صاحب بہادر کمان افسر رجمنٹ اول سینیڈ یریکنی معہ سات سو سوار تعینات ہوتے۔ صاحب ممدوح پھلی اوپر ڈوکی و جھکرانی کے گیا۔ بجر خان

سرغنہ جھکرانی وغیرہ مقدمان اپنی اپنی مسکنات چھوڑ کر پہاڑ پر بھاگ گئے۔ بعد تھوڑی تھوڑی لڑائی کی جملہ رجمنٹ بمقام شاہ پور جو موقع پوست سرحد سندھ کا ہے جمع ہو کر دو ٹکڑہ ہوئی۔ ایک نصف برستہ درگوری ڈیرہ بگٹی کو گیا۔ دوسرا برستہ لہڑی کھان مسکن مری پر گیا۔ دونوں جگہ کو فوج نے قابو کر لیا۔ جب خاص جائے پناہ اور مسکن گاہ تمنداران قابو ہو گئی تھوڑی عرصہ بعد مقدمان جھکرانی وڈوکی خود بخود بخدمت صاحب کمان افسر بہادر حاضر ہو گئی کیونکہ جہاں جہاں انھوں نے سامان مقابلہ کا کیا شکست کھائی گویا کہ ساڑھے تین ماہ کامل فوج مذکور اندرون پہاڑ کی رہی۔ کسی صورت کچھ نقصان نہ ہوا دونوں قلعات یعنی سیاہ آف بگٹی اور کھان مری فوج نے قابو کر لیے یہ دورہ ہر طرح آسودگی اور درستی سے ہوا۔

واضح ہو کہ صرف سات سو سوار تھا۔ اس قدر تھوڑی فوج کے ساتھ باآسودگی و بلا کچھ نقصان کے دورہ ہونا یہ سبب مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اقبال ذوالجلال سرکار انگریزی کا ان لوگوں نے سن لیا اور فوج لارڈ کین صاحب بہادر کے دیکھنے سے جو نہایت آراستہ فوج تھی ان لوگوں کو زیادہ تر تصدیق ہو گئے۔ بموجب اس روئیداد کی مقدمان تمن جن کو کچھ ہوش اور عزت تھی سرکار انگریزی کی ساتھ مخالف نہیں چاہتی تھی انھوں نے حتی المقدور اپنی قوم کو بہت روکا جس قدر نقصان اور وقت راہ فوج سرکاری کے ساتھ ہوئے۔ صرف منجانب چند مشہور رہزن اور چوری پیشہ کے وقوع میں آئی۔ اگر اس وقت کل اقوام بلوچی یعنی منایت مری و بگٹی یکدل و یک صلاح ہو کر برفساد ہوتی تو ممکن نہیں تھا کہ اس قدر سہل صرف سات سوار کی ساتھ دورہ ہو سکتا۔ جب فوج سرکاری خراسان پہنچی معلوم ہو گیا کہ بروقت روانگی فوج رستہ میں جو تکلیف اقوام بلوچستان میں پہنچی سبب اس کا یہ تھا کہ میر محراب خان والی قلات امیر دوست محمد خان والی کابل سے سازش کر کے یہ رستہ بند کیا چاہتا تھا۔ اسی سبب

فوج سرکار نے بروقت واپسی قلات کو محاصرہ کیا۔ محراب خان والی قلات لڑائی میں مقتول ہوا۔ قلعہ اور علاقہ قلات پر سرکار انگریزی نے تسلط پا کے لفٹنٹ ول شیر صاحب بہادر قلعہ قلات پر تعینات ہوئی اور کپتان لوئیس برون صاحب بہادر جو پیچھے بنام کھان برون صاحب بہادر مشہور ہوئے۔ تمن مری پر گئے۔ شہر کھان کا محاصرہ کیا فوج ہمراہی صاحب ممدوح نے اچھی خدمت ادا کی۔ مردمان مری اپنا مسکن چھوڑ کر بھاگ گئی صاحب ممدوح قلعہ کھان اپنے قبضہ میں لائے۔ تمن مری بمقام کہوڑی جو غربی طرف کھان سے بفاصلہ کچھ میل واقع ہے جا کر قیام کیا لیکن جاسوس اپنی پیچھے فوج مذکور کے تعینات رکھے ایک دن لفٹنٹ وال پول کلارک صاحب بہادر مع چار سو سوار ہمراہ گلہ شتران جو واسطہ لانی رسد کے کھان سے لہڑی کی طرف بھیجا گیا۔ تعینات ہوئے مردمان مری مطلع ہو کر بہ تعداد سات سو نفر لشکر جمع کر کے بسر براہے دین محمد خان پسر دودہ خان تمندار بہ تعاقب ان کے روانہ ہوئی جب بمقام چور سرتاف پہنچی دیکھا کہ بقدر 80 سوار مع گلہ شتران اور باقی لشکر کو پیشتر روانہ کر کے واپس آتا ہے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جملہ سواران کو قتل اور گھوڑا اسباب ان کا غارت کر کے بتعاقب باقی لشکر اور گلہ روانہ ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ و گلہ شتری نزدیک پر بطرف سرتاف جاتی تھے، جا ملی عندالمقابلہ صاحب موصوف معہ 60 نفر سواران ہمراہی فوج لڑائی میں ماری گئی اور باقی لشکر سرکار بھاگ گیا۔ مردمان مری گلہ اور گھوڑا اسباب فوج لوٹ کر بمقام قیام گاہ خود چلے گئے۔ جو کہ کپتان بروق صاحب بہادر کے ساتھ صرف چہ سوار تھا۔ اس میں سے بقدر چار سو سوار چنانچہ کچھ ہاتھ مردمان مری سے قتل ہوئے۔ اور کچھ بھاگ گئے۔ گویا باقی بقدر دو سو سوار صاحب ممدوح کی ساتھ رہا نہ کوئی چارہ باہر نکل کر جانی کا تھا۔ اور نہ مقابلہ کر سکتے تھے۔ مجبور ہو کر بیٹھی رہی جو رسد کچھ بچت تھی ہزار شدت

اس پر اکتفا کرتی رہی چونکہ باطلاع این حال حاکمان قلات کو ہر وقت خیال عوضہ کلاعرک صاحب بہادر اور نکالنے کھان برون صاحب بہادر کا تھا۔ مگر منتظر موقعہ تھی ایک دفعہ بماہ اگست 1839ء لشکر مردمان مری اوپر مردمان افغان گیا ہوا تھا۔ مسمیان میر حسن نوتھانی اور عنداللہ کریی شیخ مسکونہ علاقہ کچھی نے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو حال غیر حاضری مردمان مری عرض کر اب بھیجا۔ چنانچہ لشکر سرکاری بافسری میجر گلبرن صاحب بہادر بڑی عظمت کے ساتھ معہ تین ضرب توپ و سوار پیادہ براہ سرتاف روانہ ہوئی۔ مسمی ہمت شیرانی مری جو بمقام بھنبو راس رستہ کی حفاظت بیٹھا تھا۔ سردار دودہ خان تمندار مری کے پاس خبر بھیجدے لشکر مری عرصہ میں ملک افغان سے واپس آ گیا تھا اور اس وقت تمن مری اکثر اوپر مقام گرم آف تترہ سکونت رکھتا تھا۔ بقدر ایک ہزار نفر تمن مری جمع ہو کر فوراً اوپر کہنڈک پہنچ کر پیش بندی کرے لشکر سرکاری جو آتا تھا۔ رستہ بند شدہ دیکھ کر نیچے کہنڈک کی ڈیرہ کیا اوپر لشکری مری نے ایک چالہ یعنی فریب کیا کہ اس موقعہ سے ہٹ کر نیچی کھنڈک کے چھپ گیا۔ سرکاری فوج تین صف باندہ کر آگے قدم بڑھایا۔ جب قریب تر پہنچی لشکر مری نے ناگہان ہلہ کیا۔ عندالمقابلہ 80 نفر منجملہ تمن مری جس میں چند مقدم مامور حسب ذیل تھے مارے گئے۔

منجملہ پہلے کرنے خاص برادری دودہ خان سے — مقدم دیگر مردم مری

کرم خان، خیر محمد، یار محمد، — ہیبت شیرانی، کرم خان مہرانی، کرم خان لہوری کش،

امیران علی محمد با کٹر بیٹا علی محمد — ریومن سرغبانی

منجانب سرکار سے البتہ فوج کو نقصان پہنچا چنانچہ دو صاحبان بہادر قتل ہوئے۔

تاہم مردمان مری نے شکست کھائی سرکاری لشکر کا مورچہ اسی جگہ پر بدستور قائم رہا۔ چونکہ اس موقع پر پانی کی بڑی تکلیف تھی کیونکہ جو پانی نفک کی اوپر تھی۔ وہ لقیضہ مردمان مری کے آگیا اور دوسرے جگہ بفاصلہ پندرہ میل کے ملتا تھا۔ بسبب تنگئے پانی جب وقت شام ہوا فوج سرکاری نے واپس کوچ شروع کیا جب وقت تخمیناً دس گیارہ بجے رات گئے جاسوس تمن مری نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ لشکر سرکاری چلا گیا تھا۔ خالی ڈیرہ اور رتوپ و اسباب پڑا ہوا تھا۔ تمن مری بہ تعاقباں روانہ ہوا۔ سرتاف کی کہنڈک تک جو بفاصلہ چہار میل اس موقع کوچ سے ہوگا۔ جس قدر لوگ سائیس وغیرہ پیچھے سے مردمان مری کو ملتا تھا۔ قتل کرتے گئے۔ چنانچہ بہت لوگ قتل کئے اور بقدر 8 نفر مردمان طلب ہوا کہ ان کو ساتھ لے گئے اور اسباب کپڑہ وغیرہ بہت لوٹ کیا۔ اور جو 80 نفر امان طلب ساتھ لے گئی پھر ان کو مقام فلیجے تک سلامتاً پہنچا دیا۔ خود بمسکنات ہا چلی گئی۔ گویا کہ تمن مری اس عرصہ میں زیادہ تر دلاور اور بے خوف ہوگیا۔ برابر کہاں تک مالچری رہائش رکھنے لگا کہ اور فوج آنی کی اس رستہ سے امید کم تھی۔ اور کپتان برون صاحب قلعہ کھان سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ واضح ہو کہ پہلی لڑائی ہوئی جس میں لفٹنٹ کلارک صاحب بہادر مارے گئے۔ اس وقت سرکاری سوار تھوڑے اور مردمان مری زیادہ تھے۔ دوسرا یہ محاصرہ کہنٹ میں ہوا کہ نوبت بندوق بازی بخوبی نہ ہو سکتی تھی۔ دوسرے دفعہ لڑائی میں سرکاری فوج نے زیادتی پائی مگر پانی نے دھوکہ دیا۔ موقع راہ سرتاف اور کہنڈک جہاں مقابلہ ہوا نہایت مشکل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتنا خراب رستہ ہے۔ ایک رستہ خراب دوسرا پانی نایاب تیسرا عملداری سرکار اسی عرصہ میں تازہ ہوئی تھی۔ حالات رستہ احوال ملک ورسم بلوچی سے ناواقف۔ چوتھا محراب خان والی قلات تازہ مارا گیا تھا کوئی شخص اہل ملک

اس زمانہ میں سرکار انگریزی کی طرف دل بجان سے خیر خواہ وصلاح کار نہیں تھا پس کس طرح کامیابی ہوتی۔ اب جیسی تو نہیں تھا۔ کہ بنیا لوگ بھی رستہ کھان کو جاتے ہیں۔ پانی کے چندین موقع اور مقام ہیں۔ کہ سب کو معلوم۔ حالات ملک ورسم بلوچی سے حاکمان وقت اس قدر واقفیت رکھتے ہیں۔ کہ ان کی خانگی رسومات کو بھی جانتے ہیں۔ عملداری سرکار میں رعایا اکثر آسودہ اور قدردانی سرکار سے بخوبی صدق دل سے صدہا خیر خواہ وصلاح کار ہیں۔ بعد چار پانچ ماہ جب بسبب قلت رسد کی کپتان برون صاحب بہادر زیادہ تنگ ہوئے۔ مسمی خیر محمد قوم رند کو جو ہمراہ صاحب موصوف قلعہ کھان میں تھا۔ پاس دودہ خان تمندار مری کی واسطہ مصالحت چلا جانے اپنے علاقہ تمن مری سے بھیجا۔ چنانچہ تمندار موصوف کا تمن خان بھتیجہ اپنی کو معہ تین سو نفر مردمان تمن خود ہمراہ دیا کہ مقام فلجی تک صاحب موصوف اور ہمراہیان ان کی پہنچا گئے۔

اس عرصہ میں اس بیل صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ علاقہ لہڑی کی تھی۔ صاحب موصوف مردمان مری کو واسطہ سلام کے طلب کیا۔ چنانچہ گل حسن ولعل بیگ گزنی مری منجانب تمندار مری جا کر سلام صاحب موصوف کیا۔ کہ بعد عطائی خلعت فاخرہ واپس گھر پر پہنچی اس عرصہ میں دودہ خان تمندار فوت ہو گیا۔ دین محمد بیٹا اس کا تمندار رہا۔ اس زمانہ میں سرکار انگریزی ملک سندھ کا تسخیر کیا علاقہ قلات بموجب التجاء نصیر خان بیٹا محراب خان مقتول کو واپس عطا فرمائی۔ لیکن نصیر خان اس وقت کم سن تھا۔ رعب اور سیاست اس کی امیران و رئیسان علاقہ قلات پیر بخوبی نہ پہنچ سکی۔ اس باعث سے جتنے خرابی پیشتر تھے پھر اسی طرح شروع ہوئے۔ چنانچہ زین کی طرف مردمان ڈوکی اور جھکرانی پہاڑ کی طرف بگٹی اور مری فی دست تطاول شروع کیا علاقہ سندھ وپنجاب سرحد سرکار میں بھی رہے۔

طریق آغاز کیا۔ بعد تسخیر ملک سندھ 1844ء میں سرچارج نپیر صاحب بہادر مع ایک واجبی فوج کی اوپر مردمان ڈومکی اور جھکرانی کی تاخت کیا کہ وہ لوگ مسکنات اپنی چھوڑ کر اوپر پہاڑ علاقہ تمن بگٹی بھاگ گئے۔ صاحب موصوف اس جگہ اُن پر پہنچی مردمان مذکورہ زیر سایہ پہاڑ ترقی کی جو ایک بڑا سخت موقعہ ہے پناہ گزین ہوئے اس موقع پر بھی صاحب موصوف نے بخوبی ان کا رستہ بند کیا جب سخت لاچار ہوئے۔ بجر خان تمندار ڈومکی وزیرانے اور درہن خان تمندار جھکرانی معہ مردمان تمن خود امان طلب روبری صاحب موصوف کے آئی۔ اس دورہ میں بسبب دشمنی خود جو تمن مری کو ساتھ تمن بگٹی کی رہتی تھی۔ تمن مری سرکار کی طرف مدد و معاون تھا۔ چنانچہ مراد بخش گزنی مری اور کہرام کہیازی کہ اس عرصہ میں بسبب رنجش ساتھ تمندار بگٹی طرف لہڑی دکھان کے رہتا تھا۔ بطور جاسوس درہبر سرچارج نپیر صاحب بہادر کی خدمت حاضر تھے۔ بعد اس کے اکثر قوم ڈومکی و جھکرانی علاقہ قلات سے کوچ کر کے علاقہ سرحد سرکار میں متمکن ہوئے۔ مردمان تمن مری اور بگٹی کی طرف سے بدستور بدکاری شروع رہی بلکہ ایسا خراب ہوا کہ 1846ء میں سرچارج نپیر صاحب بہادر مبلغ 10 فی سر مردم مری و بگٹی کے واسطے اشتہارات جاری فرماتے تھے۔ جنوری 1847ء میں میجر جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ اور ملک قلات کے مقرر ہوئے۔ بسال 1854ء فیما بین سرکار انگریزی خان صاحب والی قلات کی ایک اقرار نامہ بچند شرائط مختلف متعلق نظام ملک کے معین ہوا جس میں ایک یہ شرط تھے کہ خانصاحب ذمہ وار ٹھہرایا گیا کہ اپنی رعیت کو بدی بدکاری ملک سرکار کرنے سے روکے اور جو سوداگر اور بیوپاری اُن کے ملک سے گزر جاویں ان کی حفاظت کریں۔ منجانب سرکار عالی مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ دینا تجویز ہوا۔ اس

شرائط کی بندوبست میں منجانب سرکار میجر جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ جو جنھوں نے شہر جیکب آباد کو آباد کیا۔ اور اب تک بنام صاحب ممدوح مشہور ہے۔ صاحب ممدوح بڑی ذی اختیار اور ہوشیار تھی۔ آراستگی افواج وغیرہ ہربات سے سرحد جیکب آباد کو بڑا فروغ دیا اور نظام فرمایا۔ ہمیشہ صاحب مقدم الوصف کی یہ توجہ رہے۔ کہ علاقہ خان صاحب بدستور اُن کے تحت میں ہو جاوے اور خان والی قلات کا زور جتنا بڑی نصیر خان تھا۔ اسی طرح بڑھ جاوے بلکہ اکثر صاحب لوگ جو سرحد مذکور پر رہی۔ اسی امر پر متوجہ رہی۔ خانصاحب خود بھی اچھا ہوشیار اور منتظم تھا۔ اس نے اس باب میں بخوبی کوشش شروع کی۔ چنانچہ مری و بگٹی کے سردار اپنے دربار میں بمقام بھاگ طلب کر کے ان کو نوکری دی۔ اور ان سے عہد بند کرنے بدی بدکاری ملک سرکار کر کے کھان مسکن گاہ تمندار مری اور ڈیرہ بیرگ تمندار بگٹی میں پوست مقرر کی اور سرحد بھی پر بہت اچھا بندوبست فوج وغیرہ کا کیا گویا کہ رخ انتظام اچھا نمایاں ہو چلا اس سے زیادہ امید انتظام اور بندوبست آئندہ کے واسطے تھے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ پیشتر ثمر دار ہونے درخت کے بیچ اسکی خشک ہوگئی۔ یعنی ہنوز اس بندوبست کا نتیجہ اچھی طرح نہ نکلا تھا کہ 1856ء میں میاں صاحب موصوف فوت ہوگیا۔ بجائے اُن کے خداداد خان برادرش جو بعمر 17 سال تھا۔ مسند نشین ہوا۔ مردمان مری نے پھر علاقہ سرحد قلات و علاقہ سندھ پر تاخت تاراج شروع کیا۔ ایسی بدانتظامی و خرابی ہوگئی کہ سال 1857-1859ء بموجب صلاح و منشاء کرنیل جان جیکب صاحب بہادر خداداد خان والی قلات اپنی کل فوج کو مردمان مری کے اوپر بھیجنے کے واسطے جمع کیا۔ اس عرصہ میں صاحب ممدوح فوت ہوگئے۔ بجائے انکی میجر گزین صاحب بہادر ملقب ہیں مقرر ہو کر اوپر کمان لشکر جو طرف

مری جاتا تھا۔ تعین ہوئی اس عرصہ میں دین محمد خان تمندار فوت ہو چکا تھا۔ نور محمد خان
بھائی اس کا تمندار تھا۔ تمن مری بفور اطلاع اس حال کی مسکنات مالوفہ اپنی سے کوچ
کر کے ملک پٹھان شادوزئی میں جا کر متمکن ہوا۔ فوج خان صاحب نے اس حد تک
تعاقب کیا۔ اخیر سردار وغیرہ مقدم لوگ مجبور ہو کر امان طلب ہوئی۔ گویا کہ بلا کچھ مقابلہ
اور زیادہ تکلیف کی یہ مقدمہ فیصلہ ہوا۔ مسمیان گل محمد گزنی بہاولان زئی سوتر تمندار مع ایک
کس دیگر بطعر یرغمال خان صاحب اپنی ساتھ لائی۔ چند روز رہ کر پھر بسبب خوف
تھوڑے روز بعد بھاگ گئی۔ اس عرصہ میں نور محمد خان تمندار فوت ہو گیا تھا۔ گزن خان
تمندار حال بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ بعد چند ایام پھر سرکار انگریزی نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ
سالیانہ واسطے بندوبست مدد خرچ ان لوگوں کی دینا تجویز ہو کر خداداد خان نے وہی طریق
جیسا نصیر خان نے کیا تھا نوکری وغیرہ شروع کیا لیکن کچھ اچھا نتیجہ نہ نکلا نہ خداداد خان
نے کچھ زیادہ کوشش اچھے بندوبست کے واسطے کی اخیر وہ طریقہ جاتا رہا بدستور طریق
بدی بدکاری جاری رہا چنانچہ سال 1862ء میں خداداد خان مجمع آوری فوج خود لشکر کشی
شروع کی لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ نکلا از دست خرابی پیدا ہو گئی کہ اندر پہاڑ کی بڑھ گیا۔
چنانچہ بگٹی کو خان صاحب واسطے لشکر کشی تمن مری اپنی طرف کرتا تھا۔ اور رعیت اپنی کو بھی
واسطے لشکر کشی مری جمع کرتا تھا۔ اس سے فیما بین مری و بگٹی و مری کی دیگر تمنات رعایا
خانصاحب وغیرہ کی ساتھ زیادہ عداوت پیدا ہو گئی۔ جب سرکار انگریزی نے دیکھا کہ خان
صاحب والی قلات سے بندوبست نہیں ہو سکتا۔ تب سرکار نے وہ مبلغ پچاس ہزار روپیہ
سالیانہ دینا ملتوی کر دیا۔ خانصاحب نیز نوکری ان لوگوں کی بند کر دی بعد اس کی جیسی ان کی
مرضی تھی وہ کرتی تھی اس زمانہ میں اس سرحد کا یہ حال تھا۔ اول قوم مری ملک کچھی علاقہ

قلات اپنی شکارگاہ سمجھ کر بدی بدکاری بہت کرتے تھے۔ منجانب خان صاحب و سرکار
انگریزی ان کی ساتھ دشمنی اور آمد و رفت بند تھی۔ دوسرے سرحد سندھ کی طرف بھی کبھی کبھی
جب موقع ملتا تھا۔ وہ لوگ بدی کرتے تھے۔ لیکن تھوڑا۔ کیونکہ قوم بگٹی سے ان کی عداوت
تھی۔ رستہ میں بگٹی رہتا ہے اس سبب سے بخوبی ان کا ہاتھ اور نہیں ہو سکتا تیسری بگٹی کی قوم
چند ٹکڑا ہو کر متفرق ہو گئے اور بدی بدکاری ملک میں شروع کی۔ چنانچہ پہلی دفعہ اقوام
مشوری نے سرحد سندھ پر چھ نفر دوسری دفعہ تین مرد اور ایک عورت بیگناہ کو قتل کیا۔ روگھا
نامی مقدم کہلپر نے جواب بھی موجود ہیں۔ علاقہ سندھ میں ایسی چوری شروع کی کہ ایک
دفعہ 180 مہار شتر دوسری دفعہ کچھ اور بھی مار کر لے گیا۔ اور چند مختلف واردات کی ان
لوگوں میں مشہور ہے کہ علاقہ سرحد سندھ میں ایک کے اندر اوسط سو مہار شتر تک چوری
کی۔ واضح ہو کہ جو حال اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ صرف علاقہ سندھ و قلات کا جو اس تمن سے
تعلق تھا اظہار کیا گیا اب حال اس قوم کا علاقہ پنجاب کی ساتھ جب سرکار انگریزی کا تسلط
ہوا ظاہر کیا جاتا ہے کیونکہ ملک سندھ پر سرکار پیشتر فرمان فرماتے تھے۔ پنجاب اس وقت
عملداری سنگھان میں تھا جو بندوبست اور انتظام واسطہ فوائد ملک ان لوگوں کے ساتھ
ہوتی رہی۔ صرف واسطہ فوائد ملک سندھ کی چنانچہ جب 1847ء میں میجر جان جیکب
صاحب بہادر خان صاحب والی قلات کے ساتھ شرائط مقرر فرمائی۔ اس وقت فوائد انتظام
سرحد پنجاب جو ان قوموں کے ساتھ متصل تھے۔ کچھ خیال نہیں ہوا۔ سبب یہ کہ اس وقت
ملک پنجاب پر قبضہ و تسلط سرکار انگریزی کا نہیں تھا۔ بملاحظہ نقشہ مشمولہ واضح ہو گا کہ
تمنات مری بگٹی کا ملک اس ضلع کی ساتھ کشمور سے ہڑند بفاصلہ 80 میل شامل ہوتا
ہے۔ خاص پہلی قوم تمنات مذکورہ جو علاقہ پنجاب سے ملتی ہیں ذیل از تمن بگٹی از تمن مری

(مشورے، شنبانی، لوہارانے) جب 1849ء میں سرکار عالی نے ملک پنجاب کو اپنی دار السلطنت سے شامل فرمایا تو معلوم ہوا کہ روز بروز قوم علاقہ پنجاب ضلع ڈیرہ غازیخان میں بدی بدکاری کرتی ہے۔ جو صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر علاقہ راجنپور میں تعینات رہا۔ اس کو معلوم تھا کہ جب تک ان تمنات مری، بگٹی کے اوپر اس کا کچھ دخل نہ ہوئے ممکن نہیں چونکہ یہ قوم رعایا خان صاحب والی قلات کا مشہور اگرچہ صرف بطور نام کے ہیں۔ ورنہ خان صاحب موصوف کا کچھ ان پر دستِ قادر نہیں ہوسکتا اور اہتمام و انتظام ملک قلات تعلق صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد کے تھا۔ اگر صاحب بہادر علاقہ ہذا کچھ مداخلت کرے تو باعث حسرت اور رنج کا تھا۔ اس باعث سے کچھ اختیار بات چیت یا بندوبست ساتھ تمندار یا مقدم آن قوم کی صاحب موصوف کو نہ تھا۔ جس حالت میں خان صاحب کی طرف سے جس کا کلیاً اختیار اور دخل اس قوم کے واسطے تھا کچھ بندوبست نہ ہوسکتا تھا۔ تو اس علاقہ سے کیا ہوسکتا۔ صرف ایک رستہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر راجن پور کے واسطے کھلا تھا کہ جو پہلی قوم تمنات اس سرحد کی اوپر بیٹھی ہیں۔ اُن کا رستہ آمد ورفت اس علاقہ کے واسطے کھولیں۔

چونکہ اس عرصہ میں قوم شنبانی پہلی تمن بگٹی سے دشمنی کرکے ملک مری میں جا کر سکونت پذیر ہوا اور جاسوس ہوکر لشکر واسطے بدی بدکاری ملک پنجاب یعنی علاقہ ہذا لے آئے تھے۔ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر جو اُن ایاموں میں اس سرحد پر تعینات تھی۔ گہرام خان بھائی مرزا خان مقدم شنبانی کو طلب کرکے چند نفر بھائی بند اس کی اسی رجمنٹ میں بھرتی کئے۔ اسی طرح بعد تھوڑی عرصہ کے کٹو خان جو سوتر بھائی مقدم مشوری پہلی تمن بگٹی کا ہے۔ معہ چند نفر برادری خود ملازم ایسا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ لفٹنٹ بروس

صاحب بہادر نے جو یہاں بندوبست کیا سندھ کا نمونہ تھا۔ یعنی سرحد پر اس طرح عالم خان کہلپر مقدم قوم کہلپر سواروں میں رسالدار مقرر کیا گیا تھا۔ جو اس وقت اور کوئی رستہ نہیں تھا۔ بہر حال یہ بندوبست کرنا تھا۔ اگرچہ پہلی چند مدت نتیجہ اچھا نکلا لیکن اخیر کے واسطے تخم بدانتظامی کاشت کیا جو جس کا ثمرہ اب پیچھے پیدا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہاڑی لوگ جاہل مطلق و کوتاہ اندیش ہیں ان کی دل میں یہ خیال ہوا کہ کوئی آپ کو چور یا رہزن مشہور کرے۔ شاید اسکو نوکری ملتے ہے۔ دوسرا پہلی با تمنات کی ہر قوم الگ الگ ہوگئی کچھ رعب یا حکم اپنی تمندار کا ان پر نہ رہا نہ کوئی موقعہ قابو تمندار کا اُن پر رہا خود سر ہوگئی۔ اور مقدم پہلی با خود بطور سردار ہوگئی کہ بھائی برادر آپس میں رلمل کر ایک طرف سرکار سے نوکری اور نمک کھاتی تھی۔ دوسری طرف مفسدان مری وغیرہ سے سازش کرکے سرحد سرکاری پر بدی کراتی تھی۔ جو کہ مسمی کٹو مشوری رہزن وغارت گر اس سرحد پر مشہور تھا۔ چنانچہ باوجود ملازم ہونے سرکار کی ہے۔ اس کا نام بلوچوں میں کٹو رہزن مشہور ہے۔ جب سرکار میں اس کی رسائی و نوکری ہوگئی دیگر اقوام نے بھی خیال کیا کہ اپنے سردار کی ساتھ بیٹھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ مسمیان ولی خان مقدم نوتھانے ورد گہا مقدم کہلپر معہ مردمان برادری خود مسکنات قدیمہ اپنی سے کوچ کرکے اس کے شامل ہو گئے۔ 1857ء میں لشکر مردمان بگٹی بعلاقہ ہذا تاخت لا کر مال مویشی بقدر مبلغ چھ ہزار روپیہ غارت کیا اور بعلاقہ کہتران لے جا کر فروخت کیا سرکار کی طرف سے آمد ورفت مردم کہتران بند کی گئی آخر لاچار ہوکر ان لوگوں نے مال مسروقہ واپس کیا۔ اُسی سال بسبب مفسدہ ہندوستان فوج سرکاری طرف ہندوستان بھیجی گئی تمن مری نے ایک بھاری واردات اس سرحد پر کی کہ بجر خان تمندار دریشک مع درہین خان بیٹا کلاں خود چند نفر

مرد مان تمن خود باتھ مرد مان مری سے قتل ہوئی مفصل حال اس کا تمن دریشک سے واضح ہوگا۔عند التحقیقات مقدمہ ہذا سرکار کو ثابت ہوا تھا۔کہ مسمی گہرام شنبانی کی اس مقدمہ میں سازش تھی۔ چنانچہ اسی جرم میں گہرام مذکور سرکار عالی نے نوکری سے برخواست فرمایا۔کٹو مشوری کی اوپر اشتباہ تھا۔مگر صریح ثبوت ہوا۔سال 1862ء میں مرد مان تمن مری بہ جاسوسی شنبانی ایک دفعہ علاقہ ہذا میں تاخت لائی۔کہ ایک نفر سرکار مارا گیا۔اور کچھ مال مویشی غارت کرکے لے گئے۔جس پر سرکار سے معرفت صاحب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد سرحد سندھ واسطے واپسی مال مغروقہ باد ائے عوضانہ خان صاحب والی قلات کو ارشاد ہوا جس پر صاحب ممدوح نے جواب لکھا۔کہ دراصل ان اقوام پر والی قلات کا حکم صرف نام کے واسطہ ہے واپسی مال مغروقہ ان کی طرف سے بالکل نہیں ہوسکتی۔جب مفصل رپورٹ اس امر کی گورنمنٹ اعلیٰ میں گزارش ہوئی تب جو پچاس ہزار روپیہ سالیانہ سرکار سے والی قلات کو ملتا تھا ملتوی ہوگیا۔تب سے پھر کبھی نہیں دیا گیا۔یہ حالت بدانتظامی سال 1866ء تک برابر رہی چنانچہ تفصیل واردات و مال مغروقہ سالوار نقشہ علیحدہ سے ظاہر ہوگا۔بماہ جولائی 1866 مرد مان بگٹی کی باتھ دو نفر مزاری رعایا سرکار کی قتل ہوئی مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور نے واسطے اجازت طلبی غلام مرتضیٰ تمندار بگٹی رپورٹ کی کہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے کرنیل گرین صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد سرحد صاحبان موصوف منظور فرما کر اجازت بخشی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی بفور اطلاع طلبداشت خود حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ تمندار مذکور بندوبست تمن خود اور انتظام بدی بدکاری ملک سرکار کے واسطے مستعد تھا۔لیکن بموجب حالت اس وقت کی وہ مجبور تھا اور کہتا تھا کہ یہ جو نتیجہ ہوا سرکار کی اپنی بندوبست کا

ہے جو اس طرح مقدمان کو بالا بالا کر اس قدر عزت دینا جیسا مقدمان تمن بگٹی یعنی کٹو مشوری گہرام شنبانی اس ضلع میں اور عالم خان کھلپر سرحد سندھ پر ملتا ہے۔اس سبب اور بھی ہماری قوم بے خوف و خود مختار ہوگئی ہے۔جس سے ہماری تمن کا تمام انتظام بگڑ گیا۔
اب ہم سے سوائے بندوبست سرکار کسی صورت انتظام تمن خود نہیں ہوسکتا۔ان پہلی یافتہ انگیز نے بلحاظ اس کی کہ جب اصل تمنداران واقف ہو کر اپنی اپنی جگہ پر درست اور قائم ہوگئی۔پھر اپنی تئیں بے عزت بلکہ تخت سے گرنا سمجھتے تھے۔جہاں تک اپنا امکان ہوا اس بندوبست کو بہت روکا لیکن پیش نہ گئی۔بعد تحقیقات مثل مقدمہ مقتولی دو نفر مزاری کی مرد مان مشوری پر ڈگری ہوئی۔اور بموجب رسم بلوچی عوض اس کی دو ناطہ نسبت مشوری لوگ سے معرفت غلام مرتضیٰ خان سرداران کی دلوائی کی تجویز ہوئی اگرچہ مشوری نہ مانتا تھا لیکن بکوشش تمندار مذکور تعمیل اس کے بخوبی ہوئے۔

تھوڑے عرصہ میں پھر دوسرے واردات اس قوم نے کی کہ چند مہار شتری مردم دریشک کے مار کر لے گئے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ کٹو خان جمعدار رسالہ بلوچی جو سوتر بھائی غلام حسین مقدم مشوری سرغنہ اس قوم کا ہوتا تھا۔ اس واردات میں رازدار تھا۔ اس قصور مال شتری اس کا جو علاقہ سرکار میں موجود تھا۔ تا حق رسی مال مغروقہ تمن دریشک کے ضبط ہوا۔ اس عرصہ میں گورنمنٹ انڈیا سے واسطے دینے کچھ سوار بطور ملازمی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی کی منظوری پہنچ گئی۔ ان مشوری وغیرہ فتنہ انگیز لوگوں نے بڑا جہد اور کوشش کیا کہ کسی صورت یہ نئی پنجابی اُن کے گلے میں نہ پڑے۔ چنانچہ بماہ جنوری 1867ء ایک بڑا لشکر بتعداد نفر ہر سہ تمنات بہاری بہ سربراہی غلام حسین مقدم مشوری مذکرہ بالا کی تمن مری سے (400 نفر) تمن بگٹی سے (400 نفر) تمن کھتران سے (400 نفر) مجمع ہو کر اوپر سرحد سندھ تاخت لایا۔

پہلی بارات خبر اس اجتماع لشکر مفسدان کی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے بروقت موقع سرکار میں بھیجدے۔ جس کے سبب لشکر فوج سرکار متعینہ قلعہ ہڑند واقوام بلوچی یعنی گورچانی ولنڈ مستعد اور ہوشیار تھی۔ عندالمقابلہ غلام حسین مذکور مع 260 نفر ہمراہیان خود قتل ہوا اور چند نفر لشکر مفسدان سے زندہ گرفتار کی گئی۔ مفصل حال اس کا تمن گورچانی میں درج کیا گیا ہے۔ جب کٹو خان جمعدار کو نتیجہ اور حال اس واردات کا معلوم ہوا فوراً معہ بارگیران خود اندرون پہاڑ مفرور ہو گیا۔ جو کہ واسطہ مقرر کرنے کچھ بندوبست ساتھ تمن مری کی یہ اچھا موقع تھا۔ جب تمندار مری کی عرضی واسطہ رہائی قیدیان تمن اپنی کی آئی۔ اس پر پیشگاہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا سے جواب لکھا گیا کہ جب تک خود تمندار معہ مقدمان خود حاضر نہ آوے تب تک یہ عرضی منظور نہیں ہو سکتی۔

تھوڑے عرصہ بعد گزن خان تمندار معہ مقدمان خود حاضر آیا اس سے بھی وہی وجوہات جیسا غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے ظاہر کی تھی۔ بیان کی اور کہا کہ اگر سرکار کی طرف سے مدد ملی تو انتظام اور بندوبست تمن اپنی میں بخوبی کوشش کروں گا۔ چنانچہ چند نفر سواران کے نوکری ان کو بھی جیسا پہلی تمن بگٹی کو دیا تھا۔ تجویز ہوئے بعد اس بندوبست کے ایک اچھے کافی عرصہ گزرنے پر اس کا بہت اچھا نتیجہ نکلا کہ مفصل حال چٹھیات انگریزی وکاغذات موجودہ دفاتر سے ظاہر ہے مطلب کہ بعد دیکھنے نتیجہ اور وجوہات بندوبست ہذا سرکار اعلیٰ یعنی لوکل گورنمنٹ و گورنمنٹ ہند وسکریٹری انڈیا ولایت تک منظور و لپسندیدہ ہوا کہ چند دفعہ چٹھیات حد بے دمزاج بحق منتظم ایں بندوبست آچکی ہیں۔ کتابات یاداشت سرجارج پنیر صاحب بہادر و جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل کار سپرنٹنڈنٹ سرحدات سندھ دورہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ روز اول سے یہ دونوں تمن مری و بگٹی تا نند خان صاحب منتظم اس سرحدات کو چھیڑتے تھے۔ اب تین چار سال سے بالکل تھوڑے وقت اس اقوام نے دی پہلی وہ آئین اور بندوبست سرکار کی دلی دشمن تھے۔ اب دوست اور خیر خواہ سرکار کی ہیں۔ کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد نے جب اس سرحد پنجاب کا اچھا نتیجہ دیکھا کچھ بندوبست سرحد قلات مری کے ساتھ کیا۔ تھوڑی دیر تک اچھا چلتا رہا لیکن پیچھے بسبب بے اتفاقی سرداران قلات جس کا سوچ روز اول سے صاحب ممدوح کی خیال میں تھا۔ ٹوٹ گیا۔ حقیقت میں جب تک خود قلات کی بدانتظامی اور بے اتفاقی دور نہ ہوئی۔ تب تک انتظام ان تمنات بہاری کا بہت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ترجمہ چند تسطیر چٹھی کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ کا یہ ہے۔ کہ جب بڑا نصیر خان والی قلات حیات تھا۔

ایک بھاری فوج یعنی جملہ اقوام بلوچستان پر سردار تھا۔ اب بسبب کمزور کے
ایک بطور ظالم خان ان کی سر پر ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ تمام ملک ریاست اپنی پر وہ
اکیلا معرفت فوج جو اکثر غیر ملک اور کمین قوم اس میں شامل ہیں حکومت کری کوئی سردار یا
رئیس جاگیردار یا برات خوار اس کی ریاست میں نہ رہی۔ چنانچہ دو خاندان سرواران ایک
خاندان قوام جلوباناں دوسرا ساربانان کا جو جن سے اُن کی ریاست کو زور اور رونق تھا
خراب ہوگئی۔ پہلی عرصہ دو تین سال سے جو تاج محمد سردار جلوابانان فوت ہوگیا۔ بجائے
اس کی کوئی سردار معزز اور مقرر نہیں کیا۔ دوسرا املا محمد سردار سروانان جو قدیم سے خان
صاحب والی قلات سے کچھ درجہ کم عزت رکھتا تھا۔ تھوڑی عرصہ سے ناراض ہو کر بھاگ
گیا کہ پہلی بمقام کھان تمن مری میں پناہ گزین رہا پیچھے طرف قندہار و خراسان چلا گیا۔ اس
بے انتظامی سے بے قرار ہوتا ہے۔ اور بیوپار سندھ و پنجاب جیسا پیشتر جاری تھا۔ جس
سے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ اسی باعث سے بند ہے۔ اور آسان طریق پر جریان نہیں
ہوسکتا۔ زیادہ تر مشکل یہ بات ہے کہ علاقہ سندھ و پنجاب کا الگ الگ ہے۔ جس سے غیر
ممکن ہے کہ بندوبست سرحد پنجاب کا قلات یا جیکب آباد کی طرف سے ان تمنات مری
اور بگٹی کے ساتھ ہوسکی جب بڑی نصیر خان والی قلات کے وقت اس سرحد کا انتظام اچھا اور
رستہ قافلہ جات بیوپار کا کھلا ہوا تھا۔ زیادہ سبب اس کا یہ ہی تھا۔ کہ علاقہ داجل ہڑند متعلقہ
ضلع ڈیرہ غازیخان نصیر خان موصوف کی تحت میں تھا۔ جب سے یہ وقت گزرا بدستور رستہ
پہاڑ بند رہا۔ اب تھوڑی عرصہ سے گورچانی کا کل قوم پہاڑ سے نکالا گیا۔ جو بطور رسد راہ
درمیان علاقہ سرکار ضلع ہذا و مردمان تمن مری و بگٹی کی پڑا تھا۔ اب رستہ آمدورفت مردمان
مری اس علاقہ پنجاب میں بخوبی کشادہ ہے بلکہ تمنات مزاری دریشک مسکونہ سرحد ضلع ہذا

میں تمن مری کی رشتہ داری ہوگئی اس سبب سے زیادہ تر آمدورفت اُن کا آسان و مروج ہو
گیا ہے۔ سرحد سندھ کی طرف درمیان تمن مری و علاقہ سرکار تمن بگٹی کا آتا ہے۔ اس
باعث سے ان کا رستہ اس طرف بالکل بند ہے۔ کہ تمن بگٹی کی ساتھ اکثر ان کی دشمنی رہتی
ہے۔ قلات کی طرف کچھ رستہ اس قوم کا ہے۔ مگر قلات کا اپنا حال وہ ہے جو اوپر درج کیا
گیا۔ چونکہ واسطہ فوائد مملکت جو علاج ضروری ہوتا ہے ضرور کیا جاتا ہے۔ پس انتظام
اس سرحد کا بھی ضروریات سے ہے جس سے امید ہے کہ ایک عرصہ بعد ایک اچھا نتیجہ
نکلے گا۔ اور نیز دیگر ملک ایشیا یعنی خراسان وغیرہ کی طرف سرکار کا بڑا اقبال و نام ہوگا۔ کرنیل
فیز صاحب بہادر اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس سرحد کے اوپر جو قوم بلوچ
اور بروہی رہتی ہے ایک بڑی بہادر اور مضبوط قوم ہے۔ اور وہ عملداری سرکار عالی کو بخوبی
پسند کرتی ہیں۔ جیسا اقوام افغان وغیرہ میں تعصب مذہبی ہے اس قوم میں بالکل نہیں۔

حقیقت میں یہ بات سچ ہے پس سرکار کو بھی واجب ہے کہ اس قوم میں جو بد
انتظامی اور کشت خون آپس میں ایک دوسرے کی جاری ہے جلد دفع اور بند ہو جاوی۔
تا کہ وہ لوگ احسانمند ہو کر اطاعت لوگ حسب الطلب بمقام راجن پور آئے بالکل خوش
شکل اور خستہ حال تھے کہ کسی کے بدن پر کپڑا یا ہتھیار یعنی سلاح پورا اور درست موجود نہیں
تھا۔ تا بحدیکہ سردار اس قوم کے پارچات بھی میلہ چرگین تھے شکل سے ایسا ظاہر ہوتا تھا
کہ شاید سال میں ایک دو دفعہ غسل کرتی ہوں گی اور پارچہ کھدر کورہ کو جو سلائی کر کے
پہنا جب تک خود پھٹ کر کی پارہ پارہ نہ ہو جاوے اتار کر صفا کبھی نہیں کیا ہوگا۔ یہ پوشاک
کا حال ہے۔ خوراک کی یہ لیاقت تھے۔ کہ کھانا پختہ جو بطور مہمانی منجانب سرکار ان لوگوں
کی واسطہ پکایا گیا اور چاول پلاؤ میں میوہ کشمش پڑا تھا بوقت کھانے کے اُن لوگوں نے یہ
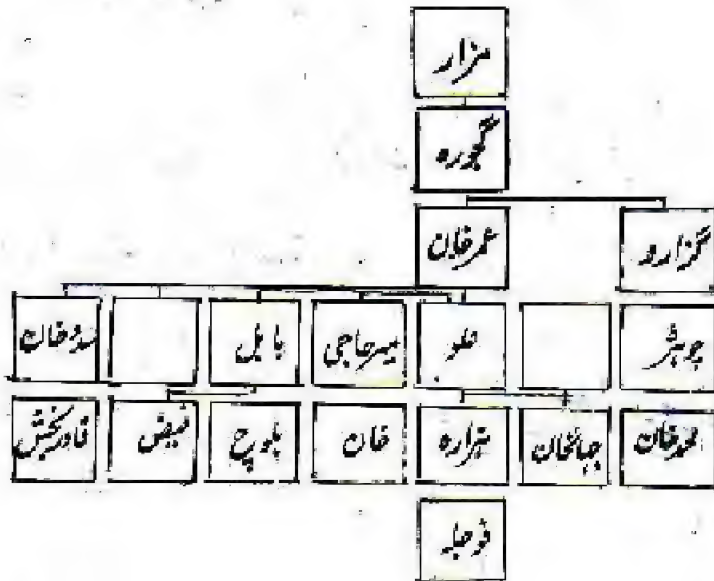
تصور کر کے کہ یہ چیچڑ پڑی ہوئی ہیں نکال کر زمین پر پھینک دی کیونکہ آگے کبھی نہیں دیکھی تھے۔ اور بولی سوا پہاڑی یعنی بلوچی کی اپنی زبان کی ملکی بولی بالکل نہیں بول سکتے تھے اور نہ کچھ سمجھتی تھے۔ اب وہی لوگ کیا مرغوب اور عمدہ کھانا کھانے لگ گئی ہیں۔ اور کیا کیا اچھی اچھی پوشاکیں پھرتی ہیں۔ بولی ملکی بجائے خود اب صاحب لوگوں سے بات چیت کرتی اور جواب دیتی لیتی ہیں۔ ہنوز روز اول ہے آئندہ اس سے بھی زیادہ لوگ لیاقت پکڑ جاویں گی اس بندوبست سے سراسر فائدہ اس قوم کا ہوا ہے۔ اب سرکار اس تمن 1200 تنخواہ ماہواری اس تمن کو ملتی ہے۔ اور اردل صاحبان میں نوکری سے دے رہی ہیں۔ گویا کہ کل پہاڑ اب مانند ایں علاقہ سرکار کا اپنا علاقہ ہے۔ اکثر لوگ چنانچہ تمندار وغیرہ جن کو کچھ ہوش اور لیاقت ہے اس بندوبست سرکار سے نہایت خوش صرف بعض بعضی کوتاہ اندیش لوگ ناراض اور آپس میں کچھ ان کا شور و رنج ہے۔ اب اکثر پہاڑی لوگ مری، بگٹی، کہتران یہی آرزو رکھتے ہیں کہ کسی صورت سرکار بندوبست پوست اور چھاؤنی کا اندر پہاڑ کری۔ مگر معلوم نہیں کہ سرکار کا کیا ارادہ ہے۔ سو واقعی بندوبست تب ہوگا۔ جیسا سرکار کچھ زیادہ دست اندازی قیام پوست و افواج خود چند روز کے واسطے کرے گا۔ آئندہ اختیار سرکار۔

شجرہ نسب تمندار کہتران

واضح ہو کہ تمن کھتران میں چار قوم شامل ہیں۔ اور ہر چہار اگرچہ کھتران کہلاتی ہیں مگر قوم ان میں ایک دوسرے سے بڑا اختلاف ہے اور دراصل قدیم سے چاروں قوم الگ الگ تھی۔ تھوڑی عرصہ سے شامل ہوئی۔ لیکن اب تک ہر چاروں میں فرق معلوم دیتا ہے۔ اس باعث چاروں کا گذشتہ حال مختصر علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے۔ اول قوم گنجورہ اصل کھتران پہلی صرف یہ قوم گنجورہ مشہور ہوئی باقی تین قوم اس کے ساتھ شامل ہونے سے کھتران مشہور ہو گئے۔ کیوں کہ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہے۔ درحقیقت گنجورہ افغان ہے چنانچہ تواریخ افغانیہ سے ایسی تصدیق ہوتا ہے۔ اور نسب اُن کا عرغشت، ترین پور سے ملتا ہے۔ کھتی کرنے سے کھتران مشہور ہو گیا۔ پہلی خراسان سے اُتر کر ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف آئے۔ وہاں بعلاقہ دہوہ پھر اس جگہ سے اس علاقہ بارکھان میں آکر متمکن ہوا۔ سلطان محمود خان کھتران انریری مجسٹریٹ مع چند برادری خود وغیرہ قوم کھتران اب تک علاقہ دہوہ میں موجود ہے۔ دستار سرداری تمن کھتران پہلی مزارانی میں چلی آئی جو مزار خان سے یہ پہلی مشہور ہوئی۔ بعد فوتیدگی گراز و جب چوہڑ خان نے دستار باندہی میر حاجی پسر عمر خان جو شخص بہادر روز آور تھا۔ بہ تکرار خانگی چوہڑ مذکور کو قتل کر دیا تب دستار سرداری بہ صلاح میر حاجی مسمی علو برادر کلان میر حاجی پر منتقل ہوئی مگر کار بار انتظام تمن وغیرہ جملہ میر حاجی کی اوپر رہا صرف نام کے واسطے دستار علو پر تھی۔ میر حاجی بڑا زبردست آدمی تھا۔ اس کے عہد میں کھتران بڑا نامور مشہور ہوا باقی اقوام زیادہ تر اسی زمانہ میں شامل کھتران ہو گئی۔ اب تک بہادری میر حاجی جملہ تمنات گردنواح مری و بگٹی وغیرہ میں شہرہ آفاق ہے۔ اس تمندار نے تمن مری سے خوب سیال داری جمائی بلکہ بعضی وقت زیادتی پائی۔ بعد فوتیدگی علو و میر حاجی بموجب ارشد دستار جہان خان بیٹا علو مذکور پر آئی۔ جہان خان مذکور لاولد فوت ہو گیا۔ مسمی ہزار دوسرے بھائی نے دستار باندہی۔ ہزار مذکور جنگ

بدمانی لغاری میں مارا گیا اب دستار مسمی فوجلہ پر ہے۔ لیکن کار بار انتظام تمن جب تک میر حاجی جیتا رہا وہ خود کرتا رہا جب سے وہ فوت ہو گیا، سید خان بابل خان برادران میر حاجی انجام دیتی رہتی ہیں۔ خود اولاد علو پر دستار برائے نام رہی ہے۔ اب تھوڑی روز سے سید خان فوت ہو گیا۔ صرف بابل خان اکیلا انصرام کام کرتا ہے۔ بلکہ تمندار بھی بابل خان کہا جاتا ہے۔ فوجلہ کے نام سے بھی کوئی واقف نہیں ہوگا۔ راقم نے جب زیادہ کوشش سے دریافت کیا اور شجرہ نسب بنایا تب ظاہر ہوا کہ دستار فوجلہ پر ہے۔ اور عام لوگوں میں بات بالکل مشہور نہیں۔ اب بابل خان کے ساتھ قادر بخش پسر سید خان متوفی تکرار کر رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جتنا اس کا باپ انتظام تمن میں معتبر تھا۔ اسی طرح ہو حالانکہ جب سے سید خان فوت ہوا۔ بابل خان زیادہ غلبہ پا گیا ہے۔ دیدہ باید کہ از پردہ غیب چہ برآید۔ پنجپہ۔ ایسا دریافت ہوا کہ یہ قوم دودائی بلوچ ہیں۔ خاندان غازیخان مرانی سے جس نے ڈیرہ غازیخان بنایا در زمان غازیخان معلوم نہیں کہ چار غازیخان سے کس وقت کسی سبب رنجیدہ خاطر ہو کر یا جب اخیر غازیخان کو سختی پیش آئی۔ خانہ بکوچ ہو کر بعلاقہ بارکھان سکونت پذیر ہوئی۔ قدیم سے مقدم ان کا بطور سردار الگ چلا آیا ہے۔ چنانچہ اول آدم خان بعد اُس کی خان خانان اس سے بعد قیصر خان اب شیر محمد خان ہے۔ بسبب اتفاق تمنات گردنواح سے اکیلا عوضہ یا جنگ نہیں کر سکتی اس سبب سے شامل تمن کھتران رہتی ہیں۔ ورنہ دراصل یہ قوم الگ ہے زمین اس کی کھتران سے الگ اور بموجب دستور بموجب دستور بلوچی پنچگ اپنا اپنی مقدم کو بطور سردار دیتے ہیں۔ کسی زمانہ میں سردار کھتران کو باوجودیکہ میر حاجی بڑا زبردست پیدا ہوا۔ اس نے اپنا پنچگ نہیں دیا۔ کھتران کی ساتھ قدیم سے اتفاق اور شمولیت چلی آئی ہے۔ اس باعث کھتران مشہور ہو گئی۔ حسنی یہ قوم خاص رند بلوچ اولاد حسن رند سے ہے۔ اس سبب حسنی مشہور ہوئی ہے۔

زمانہ قدیم میں یہ ایک اچھا تمن بنام حسنی مشہور تھا۔ اور بود باش ان لوگوں کی بمقام جنب تھلی، نساؔ تی جو فیما بین تمن کھتران و مری کی واقع ہے۔ اس عرصہ میں صادق خان تمندار قوم حسنی مشہور تھا۔ اتفاقاً بموجب دستور بلوچی ساتھ تمن مری جنگ ہوئی بمقام شم ایک دفعہ مری نے بڑا صدمہ اٹھایا کہ تین سو نفر تمن مری ہاتھ تمن حسنی سے مارا گیا۔ اس وقت یہ تمن مری پر غالب آ گیا۔ چنانچہ مری بلحاظ حسنی مقام مسکن گاہ قدیمہ چھوڑ کر لہڑی علاقہ قلات میں جا کر متمکن ہوا۔ حسنی زیادہ دلیر ہو کر لہڑی وغیرہ علاقہ قلات میں بدی بدکاری کرنے لگا۔ اس عرصہ میں محمود کان والی قلات کا تھا۔ مردمان مری جاسوس اور رہبر ہو کر ایک لشکر عظیم والی قلات کا اوپر مردمان حسنی کے لائی۔ کہ صادق خان تمندار حسنی معہ مردمان کثیر تمن خود میدان جنگ میں مارا گیا۔ اور بہت مال اسباب تاخت تاراج کیا۔ بجائے اس کی عظمت خان بھائی اس کا تمندار ہوا مگر تب سے تمن کمزور ہو گیا۔ مردم مری پھر موقع پا کر اوپر تمن حسنی تاخت آوری شروع کی اخیر کار حسنی مغلوب ہو کر تاب نہ لا سکا۔ کل تمن خانہ بکوچ ہو کر بمقام تل چوتالی میں چلا گیا اور سکونت اختیار کرے کہ بمقام نساؔ آب تک ویرانہ کوٹ حسنی موجود ہے۔ پھر جو مابین جنگ مری و کھتران جنگ دیکھتا رہا با ارادہ شوق جنگ مری تمن کھتران میں بمقام علاقہ بارکھان سکونت پذیر ہوا۔ اور جب موقع جنگ کھتران ساتھ مری دیکھا ہمراہ کھتران ہو گیا۔ اب تک اس طرح جب کھتران کا جنگ مری سے ہوتا ہے۔ تو کھتران کی شامل ہو کر مری پر تاخت لاتا ہے۔ پھر جب افغان مری پر لشکر کشی کرتا ہے۔ تو یہ قوم حسنی شامل افغان کی ہو کر تاخت آوری کرتی ہیں۔ گویا کہ اس اپنی درد اور نقصان کو یاد کر کر عوضہ میں حسب موقعہ اپنا دل سرد کرتی ہیں۔ مقدم ان کا بطور سردار کی الگ ہے۔ اول صادق خان تھا۔ اس کے بعد عظمت خان پھر سید خان یہ بھی بجنگ مری قتل ہوا۔ پھر عیسیٰ خان اب خان محمد خان ہے۔

کل قوم ہذا بتعداد 970 نفر ہے۔ جس میں سے تعداد 570 نفر تمن افغان شادوزئی القدر 400 نفر تمن کھتران میں رہتی ہیں۔ بموجب دستور بلوچی پنجگ مال مغروتہ اپنی مقدم کو قدیم الایام سے دیتی ہیں۔ صرف شوق جنگ مری کے واسطے کھتران سے شامل رہتی ہیں اور زمین وغیرہ سکونت گاہ و سردار اُن کا الگ ہے۔ ناہڑ یہ وہ ناہڑ ہیں جو کسی زمانہ میں ملک داجل و ہڑند و کوٹ مٹھن دست پور کے مالک و نواب تھے۔ مفصل حال اس کا گل اول چمن پہلا تواریخ ضلع میں درج ہو چکا ہے۔ انقلاب زمانہ سے جب حکومت کو زوال ہوا۔ علاقہ ہڑند سے یہ لوگ سیدہی اس طرف علاقہ بارکھان میں چلی آئی اور سکونت اختیار کری۔ بسبب خوف جنگ جدل مری شامل کھتران ہو گئی۔ لغاری بارکھان کے زمینات نہڑ لوگ آباد کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ جملہ قوم جو کھتران مفہوم ہے۔ اچھی متمول لوگ ہیں زمین ان کی بڑی سرحاصل اور پُر آباد کہ مفصل حال تعریف زمین و آبادی ملک اُن کا گل سوم چمن اول دورہ پہاڑ میں لکھا گیا ہے۔ یہ لوگ دل سے لڑائی کرنا کسی سے نہیں چاہتے اکثر زیادہ کار کھیتی میں مشغول رہتی ہیں۔ لیکن جب اور قوم مری یا بگٹی یا افغان مسکونہ گرد نواح ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں تو وہ بھی درنگ نہیں کرتی۔ اس سبب جلد ان کی صلح ہو جاتی ہے۔ مردمان کھتران بہت بدی نہیں کرتی۔ لیکن مال مسروقہ بہت خرید کرتے ہیں۔

ایک وقت 1866ء میں جب مال مسروقہ علاقہ ہذا بہت جاتا تھا۔ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا کو دریافت ہوا کہ فی مہار شتر دس روپیہ علاقہ بارکھان میں فروخت ہوتا تھا۔ اکثر اشتہاری یا مفرور جو بعلاقہ بارکھان پناہ گزین جاتا تھا وہ لوگ پناہ بہت دیتے تھے۔ چنانچہ غلام حسین مشورے مفسد بہت مدت ان کی علاقہ

بارکھان میں پناہ گزین رہا۔ تاوقتیکہ بعلاقہ ہڑند 1867ء میں وہ قتل نہیں ہوا۔ بروقت لشکر کشی غلام حسین مشوری چہار سونفر تمن کہتران سے ساتھ تھا جس سے چند نفر مارے گئے۔ چند دفعہ سرکار ایسے معاملات پر ان لوگوں کی بدنامی ہوئی۔ سرکار فیض مار کی آ گی اس قوم کی سزا رسانی کے صورت مشکل نہیں کہ رستہ کھلا ہوا ہے۔ ملک آباد میدان میں بستیات علیحدہ علیحدہ متمکن صرف اگر تھوڑے روز رستہ آمدورفت ان کا بند ہو جاوے تو گزران اُن کی مشکل ہوتی ہے۔ چونکہ وہ اس حال سے خود واقف اور جانتی ہیں۔ کہ سرکار کو اب اُن کی حال سے بخوبی واقفیت ہوگئی۔ اس سبب اب تھوڑی عرصہ سے اُن سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ زیادہ تر رضامندی سرکار کے قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ جو کام کہتران ہوتا ہے۔ معرفت جمال خان تمندار لغاریان انجام پاتا ہے۔ تھوڑے عرصہ سے لڑکی مائل خان تمندار کہتران کا ناطہ مع محمد خان پسر جمال خان تمندار اور سید خان کی لڑکی کا ناطہ مع بگتہ خان برادرزادہ تمندار مذکرہ سے ہوا بلکہ اس سبب سے بہ نسبت سابق زیادہ توسط ہو گیا۔ پرانا شہر بارکھان کا جو لغاری بارکھان مشہور ہے۔ تمندار لگاری کا ہے۔ مردمان نہڑ جو رشتہ دار اُن کے ہیں۔ بطور مزارع کاشت کرتی ہیں۔ محصول جمال خان تمندار اٹھاتا ہے۔ تمندار بگٹی اور کہتران کا بھی آپس میں رشتہ ہے۔ کہ میر حاجی تمندار متوفی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی حال کا ماموں تھا اس سبب بگٹی اور کہتران کا اکثر آپس میں اتفاق ہے۔ اور اکثر رسومات قوم کہتران دیگر اقوام بلوچستان سے متفق ہیں۔

شجرہ نسب تمندار کھوسہ
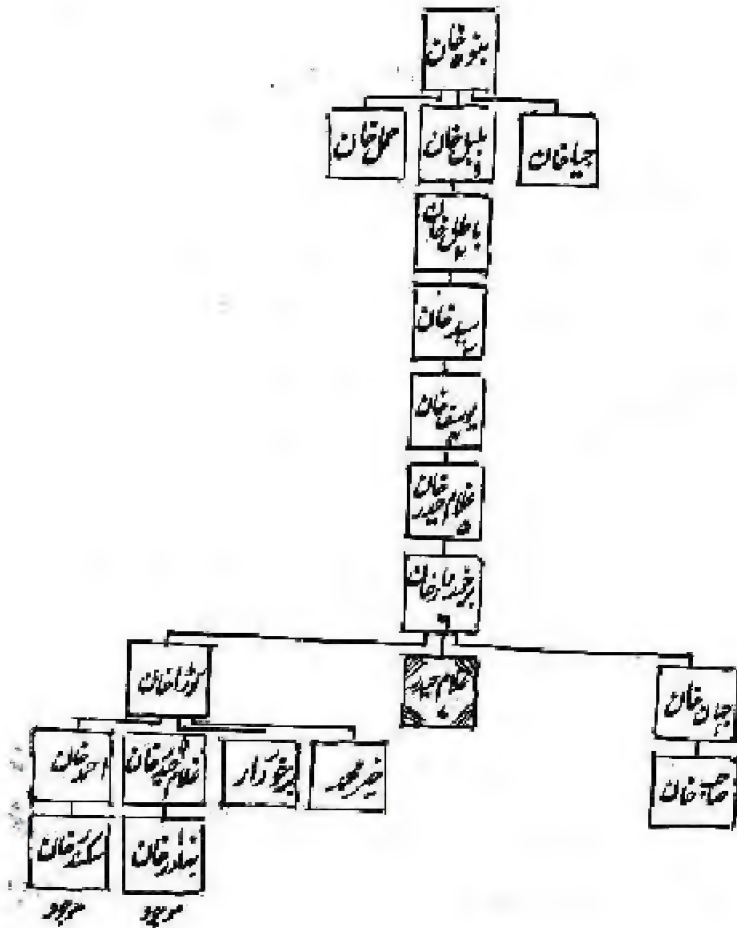
صورت حال تمن کھوسہ یہ ہے کہ قوم کھوسہ اولاد ہوت بلوچ سے ہیں اور وجہ تسمیہ لفظ کھوسہ کی یہ ہے کہ زبان بلوچی میں کھوہ پہاڑ اور سر سین پہاڑ نشین کو کہتے ہیں۔ مردمان کھوسہ قدیم سے پہاڑ میں رہتے تھے کہ سر سین سے غلط عام کھوسہ مشہور ہو گئی۔ جب کہ کل اقوام بلوچستان علاقہ کیچ مکران میں سکونت رکھتے تھے۔ اور پھر علاقہ قلات میں آئے۔ اس وقت اقوام کھوسہ اکثر یکجا تھی۔ چنانچہ وعلاقہ قلات میں املاک سیوی اور دہادہر اور خانپور پر مردم متقابض ہوئے۔ کہ اب تک اکثر لوگ وہاں رہائش رکھتے ہیں۔ اور زیادہ تر سون میانے علاقہ حیدر آباد میں چلی گئی کہ اب تک جام چتہہ کیچ شہر دیرہ وعلاقہ حیدر آباد مع مردمان کھوسہ سکونت رکھتا ہے۔ جب تک علاقہ سندھ میں عملداری میاں صاحب سرائی کی ہے مردم کھوسہ زیر سایہ میاں صاحب ممدوح اچھے امن میں رہے بعد اسکی زیادہ متفرق ہو گئے۔ تاہم اب تک جام چتہہ کے پاس بہت لوگ موجود ہیں۔ اس علاقہ میں جب اور اقوام بلوچی وقت جانے دہلی رہ گئی تھی۔ باطل خان کھوسہ بھی اس وقت مع برادری خود بمقام رکنی کہ اب بنام کوہ بلبیل کی معروف ہے سکونت اختیار کری۔ اقوام کہتران بھی اس عرصہ میں قریب اسی پہاڑ کی سکونت پذیر تھی۔ بعد چندے باطل خان مع یارو خان عیسانے کہتران زمین پر اتر کر باطل خان شہر باطل اور یارو خان نے شہر یارو آباد کیا کہ دو شہر اب تک علاقہ تحصیل ڈیرہ غازیخان میں آباد اور یارو میں چوکی پولیس مقرر ہے۔ بسبب اتفاق تمن کھوسہ اسی دن سے قوم عیسانے کھتران عیسانے کھوسہ مشہور ہو گئی۔ تمن کھتران میں باقی ماندہ پھلی عیسانے اب تک موجود ہے۔ اس عرصہ میں نواب غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ محصول مواضعات مذکورہ مع علاقہ عالم خان و کوٹ داؤد معاف ملا۔ بعد فوتیدگی باطل خان سید خان تمندار ہوا۔ اس کی بعد یوسف خان تمندار تھا۔ پھلی عیسانے سے عناد پیدا ہو گیا کہ مردمان مذکورہ نے قریباً یوسف خان مذکور کو مار ڈالا۔ بجائے اش غلام حیدر خان تمندار ہوا۔ اس سے بھی ناسازی اور بے اعتباری رہی اخیر

خان محمد خان مقدم پھلی عیسانے اور جوانگ خان مقدم کھوسہ دلانہ والا وہوت خان مقدم جمالانے نے غلام حیدر خان تمندار کو قتل کیا۔ برخوردار خان پسرش تمندار ہوا۔ عوضہ باپ اپنی کے واسطے ان اقوام سے جنگ شروع کی۔ آخر مقدمان مذکور سے ناطہ لے کر انجام کیا۔ یہ بھی برخوردار خان جب میاں صاحب سرائی نے اس علاقہ سے جا کر اوپر مردم میر ٹالپور والی سندھ لشکر کشی کی میاں صاحب ممدوح کے ساتھ معہ برادری خود چلا گیا۔ کہ لشکر میاں صاحب کو شکست برخوردار خان مذکور بھی زخمی ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں مسو خان سکانی رئیس علاقہ سنگھڑ کا تھا۔ ناطہ بسبت پوتری خود یعنی اکبر خان کا ساتھ کوڑا خان پسر برخوردار خان تمنداری کیا تب سے مردم کھوسہ بمقام مٹی وھوئی علاقہ سنگھڑ مسکن گزین ہوئی کہ اب تک اس جگہ موجوف ہیں۔ اس سردار کے وقت تمن لغاری سے جنگ وجدل شروع ہوا تمن لغاری و گورچانی اور کھوسہ وسکانی آپس میں متفق تھا۔ عرصہ تک عناد رہا۔ پیچھے جب جمال خان تمندار نے ناطہ نسبت لڑکی خود ساتھ اسد خان پسر علی اکبر خان تمندار قوم سکانی کے کیا فیمابین انجام تھوڑے عرصہ بعد علی اکبر خان سکانی فوت ہو گیا۔ مردم سکانی بہ جماعت مردم اوسترانہ بزدار لعل خان برادر علی اکبر خان کو دستار بند ہوا ہی۔ جس پر برخوردار خان تمندار کھوسہ بنظر استحقاق دستار اسد خان بیٹا علی اکبر خان متوفی منجانب اسد خان ساتھ لعل خان مقابلہ شروع کیا۔ بمقام رود تونسہ قریب شہر تونسہ کے عند المقابلہ برخوردار کان مع چند نفر تمن خود ہاتھ خان مذکور سے مارا گیا۔ بجائے اس کی غلام حیدر خان پسر کلان برخوردار نے دستار باندہی۔ بعد چندی واسطے عوضہ باپ خود اوپر لعل خان سکانی کی لشکر کشی کری۔ کہ لعل خان بھاگ کر قلعہ پھڑ موقوعہ سرحد سنگھڑ میں پناہ گزین ہوا۔ آخر طرف خراسان چلا گیا۔ جو اس وقت یہ علاقہ خراسان سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت تدارک کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ پھر پاس مہاراجہ رنجیت سنگھ جا کر بطور مستغیث دروازہ مہاراجہ پہ بیٹھا۔ ایک وقت مردم کھوسہ و بزدار قلعہ گجری میں جو بالائی پہاڑ کی واقع ہے۔ سکونت رکھتی

تھی۔ محمود خان تمندار لغاری پر کسی سبب نواب ڈیرہ غازیخان جو اس وقت سمند خان تھا ناراض ہوا تمندار مذکور اس قلعہ گجری میں متمکن ہوا۔ نواب موصوف نے لشکر اپنا قلعہ مذکور پر بھیجدیا بنظر جسامت اس وقت چند تمنات چنانچہ کھوسہ ولغاری و بزدار یک جز ہو کر لشکر نواب موصوف سے مقابلہ کیا کہ عبدالصمد خان بھائی جبار خان مع چند نفر قتل ہوئے۔ پھر دوسرے دفعہ لشکر نواب ڈیرہ بافسری غلام محمد خان فوفلزی بھائی ناصر خان گجر زیرین مردم کھوسہ پر تاخت آور ہوا بعد تھوڑی لڑائی کی میاں صاحب میاں سلیمان جو جنگی خانقاہ تونسہ میں ہے درمیان آ کر فیمابین کھوسہ اور نواب صاحب ڈیرہ غازیخان انجام کیا کہ مبلغ چہار ہزار روپیہ بطور چٹی یعنی جرمانہ اُوپر تمن کھوسہ کی مقرر ہوا۔ بعد ادائی زر چٹی مردم کھوسہ نے اوپر املاک خود مواضعات یارو باطل قیام پایا۔ پھر اتفاقاً تمن لغاری سے تمن کھوسہ کی جنگ شروع ہوگئی۔ وجہ یہ ہے کہ حسن خان بھائی محمود خان تمندار لغاری کو کسی جرم میں نواب صاحب ڈیرہ غازیخان نے ماخوذ کیا۔ اور ارادہ مارنے حسن مذکور کا تھا مسمی قیصر خان عیسانے کھوسہ نے بسبب دشمنی قدیمہ چہہ مہارا روانہ بطور بہار قیمت دے کر باز و حسن مذکور نواب صاحب سے لیا اور خود مار ڈالا۔ اس پر تمن لغاری نے سورش میں آ کر تمن کھوسہ سے جنگ شروع کی چند دفعہ ایک دوسرے کے اوپر لشکر کشی اور تاخت تاراج کرتی رہی۔ اخیر بمصالحت حاکم ڈیرہ غازیخان یہ تجویز ہوئی کہ چالیس گھر تمن کھوسہ اپنی علاقہ سے کوچ کر کے بموضع معمورے تمن لغاری میں اور چالیس گھر تمن لغاری اپنی مسکنات سے کوچ کر کے بمقام بیلہ علاقہ تمن کھوسہ میں مسکن گزین ہوئی۔ اور انجام پختہ کیا گیا۔ تب سے سکونت ان کی اسی طور پر چلی آتی ہے۔ اور تمندار اپنی اپنی کو مانتی ہیں۔ ظاہر ہوگا کہ لعل خان نکانی بطور مستغیث دروازہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور پر رہتا ہے۔ جب عملداری مغلی نہایت سست ہوگئی تھی۔ مہاراجہ اس علاقہ کو اپنی دار السلطنت شامل کر کے اولاً بطور اجارہ نواب صاحب محمد صادق خان والی بہاولپور کو سپرد کر دیا لعل

خان نکانی موقع پا کر لشکر نواب صاحب کو بافسری امام شاہ اوپر تمن کھوسہ کے لایا تمن کھوسہ نے جمع ہو کر مقابلہ کیا لشکر جزوی تھا۔ لعل خان مذکور کو جنگ میں مارا گیا۔ اور لشکر نے شکست پائی پھر کھوسہ لحاظ سے پہاڑ بھاگ گیا نواب صاحب ناراض تھا۔ اس کا منشا ہوا کہ کسی صورت تمندار کھوسہ کا ناطہ نسبت دیوی چنانچہ نواب موصوف نے مدار صلح اسی پر منحصر رکھی۔ چونکہ پیشتر قوم بلوچ نے کبھی کسی غیر قوم میں ناطہ نسبت نہ دیا تھا۔ نواب صاحب نے یہ نیا طریقہ نکالا اس پر جملہ تمنات بلوچی مزاری، لغاری، بزدار وغیرہ آپس میں یک دل ہوگئی۔ تمندار کھوسہ نے دینی ناطہ سے جواب دیدیا۔

نواب صاحب موصوف نے لشکر اپنا اوپر تمن کھوسہ کی تعینات کیا اس عرصہ میں تمن کھوسہ بمقام گجری سکونت رکھتا تھا۔ لشکر سرکار نے قلعہ گجری کو محاصرہ کر لیا چند روز اس طرح رہا اخیر غلام حیدر خان تمندار کھوسہ معہ چند نفر لواحقان خود مارا گیا اور کوڑا خان پسر تمندار متوفی مجبور ہو کر ناطہ نسبت دختر خود واسطے نواب بہاول خان خلف نواب صادق محمد خان کے دینا منظور کیا۔

چونکہ ناطہ اس دختر کا پیشتر ساتھ عظیم خان پسر اسد خان نکانی رئیس سنگھڑ کی تھا۔ باستماع ایں حال اسد خان مذکور تمندار کھوسہ سے رنجیدہ خاطر ہو گیا۔ پس کوڑا خان نے واسطے دور کرنے شرم اپنی کی نواب صاحب کو انگیخت سے کر دو ناطہ اسد خان نکانی اور ایک ناطہ تمندار لغاری اور ایک تمندار گورچانی سے دلوایا۔ بعد چند سال جب مہاراجہ صاحب خود متقابض ہو کر پہلی دفتورہ صاحب بہادر آیا۔ تمندار کھوسہ بتقدیم خدمات تمندار کھوسہ بتقدم خدمات سرحدی دل بجان سے مصروف رہا کہ مہاراجہ صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سالیانہ بطور وجہ برات واسطے گزران معاش تمندار کھوسہ کی مقرر کیا کہ بعد اس کی دیوان ساون مل صوبہ ملتان ہے۔ دیتا رہا تمندار کھوسہ ولغاری بطور نوکر فرمانبردار

سرکار کی تھی۔ چنانچہ جو تمن سرحدی برخلاف آئین سرکار کی ہوتا تھا۔ یہ دونوں تمن کھوسہ و لغاری مدد کرتی تھی۔ تمن بزدار کی اوپر جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے لشکر کشی کی تب تمن کھوسہ لشکر دیوان صاحب کے ساتھ اور بھی چند دفعہ خدمت بجا لایا۔ جب دیوان مولراج صوبہ ملتان پر سرکار انگریزی نے منجانب مہاراجہ صاحب لشکر کشی کی قلعہ ملتان کو محاصرہ کیا۔ اڈوارڈس صاحب بہادر و جنرل کورٹ لنڈ صاحب بہادر واسطے قبضہ و تسخیر علاقہ ڈیرہ جات یعنی ڈیرہ اسمٰعیل خان و ڈیرہ غازیخان آئے تھے۔ مردمان کھوسہ باستماع اس حال کے بہ تائید اقبال سرکار انگریزی بمقام فتح خان بخدمت اڈوارڈس صاحب بہادر جا کر مشرف سلام ہوئے صاحب ممدوح نے بذریعہ چھٹی بخدمت جنرل کورٹ لنڈ صاحب بہادر جو بمقام زتیرہ سرحد ڈیرہ غازیخان پر تشریف رکھتے تھے، بھیجدیا۔ صاحب ممدوح محمد ناصر خان فولزی افسر فوج گشادہ خود اور فضل علی خان تمندار لنڈان کو ہمراہ مردمان کھوسہ واسطے قبضہ کرنے ڈیرہ غازیخان کی تعینات کیا تمندار لنڈ تو رستہ میں گھر بیٹھ رہا تمندار کھوسہ اور غلام حیدر خان بیٹا اُس کا مع مردمان تمن خود و محمد ناصر خان فولزی پہنچ کر ڈیرہ غازیخان کو محاصرہ کیا۔ اس وقت ملک لونگا رام کہتری ناظم ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ بجمع آوری فوج سرکار جو جس قدر اُس کے پاس تھے و مردمان تمن لغاری اوپر چاہ ایت والا جو شمالی طرف ڈیرہ غازیخان بفاصلہ تخمیناً ایک میل واقع ہے مجمع کیا۔ عند المقابلہ 80 نفر منجانب ملک لونگا رام و بیس نفر منجانب مردم کھوسہ میدان جنگ میں ماری گئی۔ ملک لونگا رام ماخوذ ہوا۔ اور لوگ جو قلعہ میں موجود تھے سب ملکی مردم کھوسہ ڈیرہ غازیخان کے مالک بن بیٹھے۔ سولہ روز کامل جب تک ڈوارڈس صاحب بہادر و جنرل کورٹ لنڈ صاحب بہادر تشریف نہیں لائے۔ ڈیرہ غازیخان کا حاکم و صوبہ غلام حیدر خان پسر تمندار کا تھا۔ بعد اس کے جب صاحبان ممدوح تشریف لائے علاقہ پر تسلط پایا۔ علاوہ پنشن سابقہ مبلغ

۔۔۔ سالیانہ پنشن کوڑا خان تمندار کے مقرر ہوئے۔ اور ایک چاہ موسومہ روک والہ بخشش فرمایا۔ ہنوز قلعہ ملتان پر بدستور لڑائی تھی۔ کوڑا خان و غلام حیدر خان مع مردمان تمن خود ہمراہ صاحبان ممدوح ملتان کے لڑائی میں شامل ہوئے۔ چنانچہ چند نفر کھوسہ لڑائی ملتان میں مقتول ہوئے کہ اب تک پنشن ان کی سرکاری ملتی ہے۔ بعد تسخیر ملتان واپس ڈیرہ غازیخان میں آئے۔ محکم چند قلعہ دار ہڑند ہنوز باغی تھا۔ غلام حیدر خان مع مردمان برادری خود قلعہ ہڑند پر بھی گیا گویا کہ اس وقت سرکار نے بعوض خدمت گزاری غلام حیدر خان پسر کوڑا خان کھوسہ رسالدار مقرر کیا۔ چند مدت رسالدار مقرر رہا۔ پیچھے جب ڈیرہ اسمٰعیل خان میں رسالہ غلام حیدر خان واسطے سیکھنی قواعد کی گیا۔ غلام حیدر خان رسالدار مستعفیٰ ہوا۔ جو کہ غلام حیدر خان ابتداً بلند مزاج تھا۔ جب سے سرکار عالی بنظر خدمت گزاری اس پر زیادہ مہربانی کی تا زیادہ بلند مزاج ہو گیا۔ اور یہ ہے ظاہر ہے کہ بہادر دل وہ البتہ تھا۔ مگر مزاج اس کا بڑا بے پروا تھا۔ جب سے وہ رسالداری سے نکالا گیا رنجیدہ خاطر رہتا تھا۔ کوڑا خان باپ اپنے سے پہلی ہی ناسازی تھی۔ اس طرف سرکار سے بھی بسبب بے پروائی مزاج کی اس کی صورت نامہربانی کی ہو گئی۔ کوڑا خان خود ضعیف ہو گیا۔ اکثر کام ریاست اپنی کا اس نے سکندر خان پوترہ اپنے کے اوپر بطور مختار کاری مجوز کیا۔ غلام حیدر خان کوڑا خان سے ابتداً علیحدہ رہتا تھا۔ سال 1857ء میں جب غدر ہندوستان کا ہوا پالک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان کے تھے صاحب ممدوح نے سکندر خان مذکور کو مع چند مردمان تمن خود وغیرہ ایک رسالہ بلوچی بھرتی کر کے واسطے مدد طرف ہندوستان بھیجا تھا۔ لیکن عرض راہ بمقام فتح خان سے سکندر خان واپس چلا آیا اور غلام حیدر خان بموجب اپنی بدمزاجی کے کلمات ناشائستہ خفقانانہ بحق سرکار عوام الناس کے سامنے کہنے شروع کیے۔ صاحب ممدوح مطلع ہو کر بنظر دور اندیشی اس کو ماخوذ کر کے قید

کردیا کہ بعد فرو ہونے ہنگامہ ہندوستان کے رہائی پائی تب سے بالکل خستہ حال اور خراب ہوگیا۔ اطرافات چنانچہ سندھ وجموں وغیرہ علاقجات میں پھرتا رہا جہاں مرضی ہوتی تھی چلا جاتا تھا۔ آخر جب سب علاقہ کو پھر چکا تھک کر واپس گھر آتا تھا۔ 1867ء میں کپتان سنڈیمن ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع ہذا واسطے ماخوذی کوڑا خان قیصرانی مجرم کاری کے مصروف تھی غلام حیدر خان نے روبروئے صاحب ممدوح گرفتاری کوڑا مذخور میں اچھی خدمت دی۔ جس کے عوض ایک خلعت تعدادی ایک ہزار روپیہ اور کچھ بنا دیتی دتلوار منجانب سرکار عطا ہوئی۔ تب ہو جب مہربانی صاحب ممدوح غلام حیدر خان اپنی حق پر جو جب سے وہ زیادہ تر چلا گیا تھا۔ سکندر خان جملہ امورات ریاست پر قابض ہوگیا تھا۔ واپس مستقیم اور کاربار تمن بھی بجائے سکندر خان انجام دینے لگا۔ جو اصل میں استحقاق بھی غلام حیدر خان کا تھا۔ لیکن بسبب زندہ ہونے کوڑا خان کے ہند جملہ امورات و جو بار یاست پر کامیاب نہ ہوا تھا۔ کہ بخلاف تمتع خود تحسین حیات کوڑا خان فوت ہوگیا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے کوڑا خان بھی فوت ہوگیا۔ دستار سرداری تمن کھوسہ کی بنظر استحقاق سرکار عالی نے اوپر بہادر خان بیٹے غلام حیدر خان کی قائم رکھی۔ بہادر خان عمر میں قریب نو دس برس کے تھے۔ انتظام جائیداد وغیرہ اہتمام ریاست اس کا سرکار نے بصیغہ کورٹ ڈاورڈس سپرد غلام حسین خان تحصیلدار ڈیرہ کے کیا ہوا ہے۔ سکندر خان مذکور بطور مختار کار واسطے انتظام تمن کی جائز خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نگران حال بہادر خان مذکور بنگر تعلیم علم مروجہ وغیرہ کراتی ہیں۔ یہ جملہ امور نیک طالعی بہادر خان سے متصور آئیدہ اختیار وصیت ہے۔
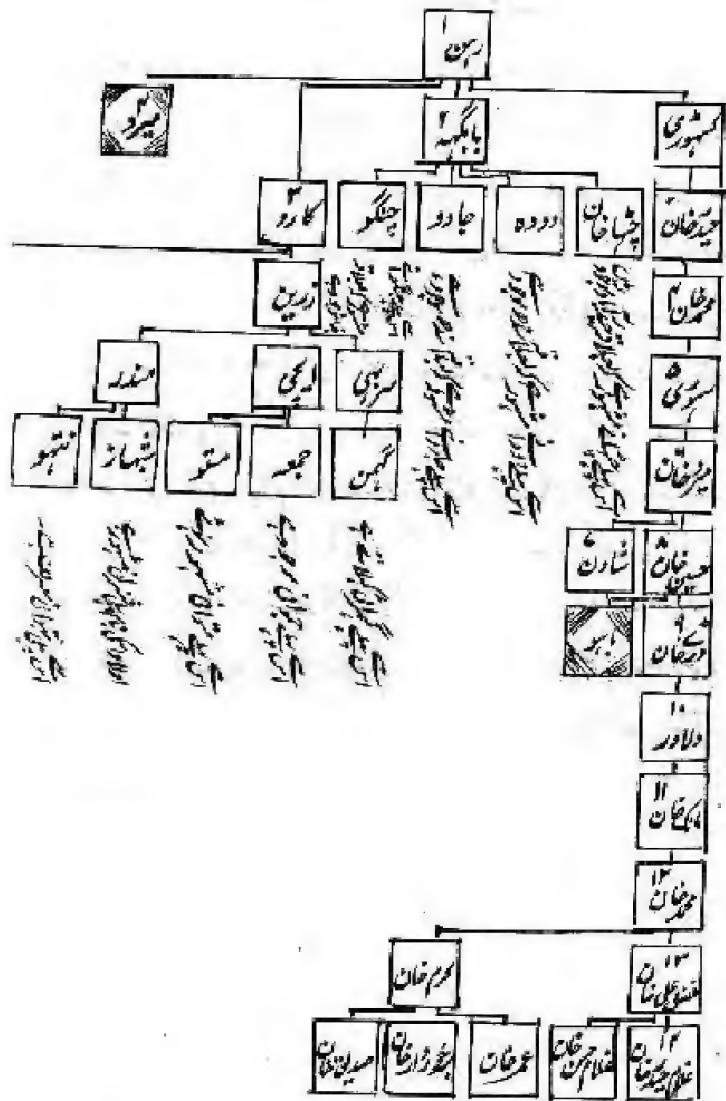
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رہن خان کے وقت یہ تمن اور بلوچستان سے علیحدہ ہو کر مثل دیگر تمنات اندرون پہاڑ مقابل رود سہورے کی سکونت کیا جب رہن خان فوت ہو گیا سہوری خان بڑا بیٹا اُس کا تمندار تھا۔ اس زمانہ میں اوپر رود سہورے جو بنام رود سلاری معروف تھی و گرد نواح اُس کی اقوام افغانستان متمکن تھے۔ فیمابین مردم لنڈ و افغان بڑی جنگ ہوئی سہورے خان تمندار لنڈان و سلار خان سرکردہ قوم افغان جنگ میں ماری گئی اخیر کار افغانان کو قوم لنڈ نے بیدخل کر کے خود قبضہ پایا۔ (بجائے سہورے خان نمبر ۲ حیدر خان پسر اُس کا تمندار ہوا) اُس روز سے رود سلاری کی سہورے مشہور ہو گئی) حیدر خان بھی وہاں فوت ہو گیا۔ کہ اوپر درہ سہوری قبر اس کی موجود ہے۔ محمد خان بیٹا اُس کا تمندار ہوا وہ بھی اندرون پہاڑ جنگ افغانستان میں مقتول ہوا۔ بعد اسکی بعہد سردارے سہورے خان و میرو خان مردم لنڈ بدستور اندرون پہاڑ رہی۔ اس وقت گزران ان لوگوں کی اوپر مالداری و غارتگری کی تھی۔ جب شادن خان تمندار تھا۔ ان زمینات زیرین کوہ پر جو اکثر اقوام جاندیہ و دوہکان کمزور کی قبضہ میں تھی۔ تمن لنڈ نے بزور خود قبضہ کر لیا۔ اور نیا شہر بنام لنڈان شادن والہ آباد کیا کہ اب تک موجود ہے۔ اور زمینات تمندار لنڈان کی قبضہ میں ہیں۔ شادن خان لاولد فوت ہوا حسین خان برادرش دستار سرداری باندہی۔ جب حسین خان فوت ہوا ڈری پسرش کلان سردار ہوا۔ اس سردار کی وقت میں تمن لنڈان کا ساتھ تمن بزداران جو متصل ایک دوسرے کے رہتا ہے۔ جنگ شروع ہوئی چنانچہ بعد سرداری ڈری خان، دلاور خان، مانک خان، محمد خان بدستور تمن بزداران اسی آغاز جنگ رہا اور فیمابین چند نفر مقتول و مجروح ہوتی رہی۔ بعد اس کی جب فضل علی خان باپ غلام حیدر خان حال تمندار کا سردار قوم لنڈ کا تھا۔ تمن کھوسہ کو بھی شامل کر کے اوپر تمن بزداران لشکر کشی کی

عند المقابلہ ہر دو طرف سے پچاس پچاس قتل ہوا۔ گویا کہ معاملہ مساوی رہا مگر فیمابین دونوں تمنات کی عناد بدستور شروع جب کسی کو موقع ملتا عوضہ کرتا تھا۔ تا بعد یکہ ابتدا عملداری سرکار انگریزے بہادر تک ان دونوں تمنات کا تکرار بدستور رہا۔ پیچھے انجام ہو گیا کہ اب بھی بدستوری بلکہ اب فیمابین تمندار لنڈ و تمندار بزداران رشتہ داری اور ایسا سلوک دوتی کا ہے کہ جو کاربار سرکاری متعلق تمن بزدار کی ہوتا ہے۔ معرفت غلام حیدر خان تمندار لنڈان انجام پاتا ہے۔ جب فوج سرکاری دیوان مولراج صوبہ ملتان پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ فضل علی خان تمندار منجانب سرکار واسطے سزا رسانی قوم بزداران کے ایک فوج تعینات کیا تمندار لنڈ اُس وقت فوج سرکار کے اچھے مدد کی غلام حیدر خان تمندار لنڈان اچھا اہل شناس اور لیاقت مند آدمی ہے اُس کو اختیار انریری مجسٹریٹ ملا ہوا ہے کہ وہ بموجب منشا اور قانون سرکار کی انجام دیتا ہے۔ اور خدمت سرکار کو بخوبی پسند کرتا ہے۔ فی الحال تمن اور تمندار مرفہ الحال ہے اور خوش گذران کرتی ہیں ایک نالہ جس کا نام فضل واہ ہے بسال 1861ء فضل علی خان باپ اس تمندار نے باصراف مبلغ بارہ ہزار روپیہ از خود مصارف کر کے کہدوایا ہے۔ آبادی اُس سے تمندار اور رعایا کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔ اور سرکار سے محصول الی کچھ سال معاف ہوا۔

مشکانی از نمبر ۱۰			براتی از نمبر ۱۱			چھلانی از نمبر ۱۲		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری
ستکانی	فتح ستکانی	ماعصہ	مبرانی	بلاردل	صہ	چھلانی	علی خان	صہ
میزان	•	ماعصہ	•	•	صہ	•	•	صہ

کل میزان ۱۰۸۵۵

واضح ہو کہ جیسا اور تمنات بلوچی پہلی ایک تمن بلوچی میں تھی یہ قوم بھی اس طرح رہی۔ جب تمام اقوام متفرق ار تمنات علیحدہ علیحدہ ہوئی اول دستار سرداری بنام میر احمد خان و بعد فوت اُس کی بنام الہہ یار پسر اس کے مقرر ہوئی بعد ازاں بسبب اتفاق درائی برادری الہہ یار خان سے دستار تمنداری بنظر شجاعت ولیاقت بنام شیر خان منتقل ہوئی۔ یہ تحقیق نہیں ہوسکتا کہ شیر خان کتنی کرسی کی بعد ملغ خان سے تھا اور رہائش شیر خان کی بموضع لعلو و میر احمد خان والہہ یار خان موضع تھہذی میں تھے۔ جو اس وقت تمنداری وسرداری حسب صلاح صواب برادران یعنی جس کو لائق و ہوشمند تصور کرتے تھے اس کو دے دیتے تھے۔ اُس وقت میر آدم خان اولاد کارت خان جو لائق اس عُہدہ کی تھا۔ حسب صلاح سردار مقرر ہو کر تا حال بموجب شجرہ نسب مندرجہ صدر اس کی خاندان میں چلی آتی ہے۔

اول اس خاندان میں بوقت حیاتی لعل خان و فتح محمد خان دستور تمنداری کا تھا۔ محمد مسو خان سردار اور رئیس و مستاجر اس علاقہ کا رہا۔ جو اول ریاست بنام محمد مسو خان و بعد اُس کی بنام علی اکبر خان و بعد فوحید گی اُس کی بنام محمد اسد خان عملداری ان کی منسوخ ہو کر علاقہ ہذا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لے لیا اب خاندان محمد عظیم ولد محمد اسد خان سے محمد مسو خان کوتوال ڈیرہ و فتح محمد خان و محمد زمان خان بمقام سنگھر وٹہ و محمد مسو خان پسر لعل خان بمقام ڈیرہ غازیخان و علی گوہر و محمد رضا خان و علی اکبر خان بمقام بہاولپور موجود ہیں۔ جب میر چاکر طرف ہندوستان ہم رکاب فوج بادشاہ ہمایوں کے گیا تھا۔ یہ قوم کھتکانی ہے اس وقت ساتھ گئی مقام سنگھڑ سے واپس آ کر بمقامات پہاڑ مندرجہ ذیل متمکن ہوئی۔

کوہ بارتھی، سومن، کینچے، گلچے، کرئی، پٹھانی، نکٹپہ، کچی مبوتی اور اندرون پہاڑ آبادی شروع کی۔ سابق جو اس پہاڑ میں مرد افغانستان رہتے تھے۔ اُن کو بالکل نکالا یا جو کہ یہ لوگ مالدار تھی واسطے مالچرائی باہر علاقہ سنگھڑ میں آئی تو اُس وقت اس علاقہ سنگھڑ میں

مردم گاڈی اور لنگاہ آباد تھے۔ مال مردم ہتکانی نقصان زراعت مزروعہ مردم گاڈی شروع کیا۔ اس سبب مابین فریقین کے تکرار اور شورش برپا ہو کر نوبت کشت وخون تک پہنچی اس جنگ میں اکثر مردم گاڈی ولنگاہ ماری گئی اور کچھ رو بفرار ہوئی صرف اب ایک موضع گاڈی اور ایک موضع لنگاہ بعلاقہ ہذا و چند خانجات مردم گاڈی بعلاقہ مظفر گڑھ آباد۔ اس وقت مردم ہتکانی نے اکثرہ زمینات پر قبضہ کر کے مواضعات اپنے اپنے آباد کئے جو مواضعات ذیل اب تک بقبضہ مردم ہتکانی کی ہیں۔

منگھیر وڈہ، سوکر، سندرائی، بوہڑ، ہیرو غربی، ہیرو شرقی، بندی، چولائی، مکول کلان، مہوئی، لعلو، ملکائی اصل قوم ہتکانی قوم رند بلوچ سے ہے۔ بسبب اس کے جو مورث اعلیٰ نوتک خان پسر میر عبداللہ خان کا تھا۔ بنام نہاد ہتکانی مشہور ہوئے بوقت سرداری میر احمد خان جنگ اس تمن کی ساتھ تمن لنڈ و بوقت سرداری شیر خان ساتھ تمن بزدران و بوقت سرداری میر آدم کان د فتح ساتھ تمن قیصرانی ولسکانی و بوقت سرداری محمد مسوخان ساتھ مردم کلاچی سکنائی علاقہ گرانگ و مردم جسکانی رئیس کچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل کان بوقت سرداری علی اکبر خان ساتھ مردم کھوسہ و بزدار و لغاری و بعد محمد اسد خان مع مردم کھوسہ و نواب عبدلصمد خان جاگیردار دائرہ دین پناہ موقوعہ اتروی آب دریا جنگ جدل ہوتا رہا طرفین سے کشت خون بھی ہوتی رہی۔ کبھی فتح کبھی شکست تا سرداری محمد مسوخان سرداران اس قوم کی حصہ پنچک مالسر وقہ بمثل دیگر سرداران لیتے تھے محمد مسوخان نے جو اہل علم تھا۔ اس بات کو بند کیا۔ علی اکبر خان اور محمد اسد خان جو بعد محمد مسوخان کی تمندار ہوئی وہ بھی کچھ نہ لیتی تھی۔ بلکہ جنگ و جدل میں کوئی شخص جوان کی قوم سے مجروح خواہ فتح یاب ہوتا تھا۔ کوئی چیز بطور انعام بھی اس کو عطا کرتی تھی اس قوم میں سرداری قوم ہذا اسی خاندان میں چلی آئی ہے۔ زیادہ لوگ اس تمن میں اولاد نمع خان سے ہیں محمد اسد خان جو سردار اس قوم کا تھا۔

ناطہ نسبت تمن بزدار و قیصرانی ولنڈ و استرانہ ولونی وکلاچی سے لیتے رہے۔ ابتداء عملداری سرکار ہنگامہ ملتان میں محمد اسد خان و محمد مسوخان و محمد خان و غلام محمد خان ہتکانی و سردار خان ملغانی بمع تین چار سو نفر ملازم و بخدمت سرکار حاضر رہی چنانچہ محمد خان برادر کلان محمد مسوخان قلعہ ہڑند میں منجانب سرکار بطور وکیل گیا تھا کہ مارا گیا۔ 1857ء میں جو سرکار عالی نے مردم بزدار پر فوج کشی فرمائی تو سب زمینداران قوم ہتکانی بمع تمام برادری محمد بخدمت سرکار حاضر رہے۔ ہنگامہ ہندوستان میں مسمی خان محمد برادر غلام محمد خان نمبردار منگھیر وڈہ بمع برادری خود ملازم رہا ابتدائی عملداری سرکار میں تین فصل سرکار جنسی بٹائی بغیر زر چہارم و پنجم و ششم علاوہ فی پٹہ چہار روپیہ تک لیتے تھے۔ عملداری ہا گزشتہ میں بھی یہ ہی دستور تھا بوقت جنگ میر آدم خان ساتھ تمن قیصرانی وسکانی مسمی سلیمان خان جو زمینداران منگھیر وڈہ سے تھا مارا گیا۔ محمد خان لسکانی سردار قوم سکانی بھی اس وقت مقتول ہوا۔ بمر در عرصہ تخمیناً شصت سال برخوردار خان تمندار کھوسہ ہاتھ لعل خان ہتکانی سے مقتول ہوا۔ اور نور محمد یار محمد کان کھوسہ مسکونہ سے و نیز ہاتھ لعل خان سے اور لعل خان موصوف ہاتھ مردم کھوسہ سے مارا گیا کہ تفصیل اس جنگ بملاحظہ حالات تمن کھوسہ کے ظاہر ہوگا۔ جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے اوپر مردم بزداران لشکر کشی کی مردم ہتکانی ساتھ لشکر دیوان صاحب گئی تھی کہ مردمان منجملہ قوم ہتکانی ساتھ مردم بزداران کو ہی سے مقتول ہوئے محمد خان نمبردار سوکر حمید خان، لنغلائی، محمد خان تنگوانی، خدا بخش خان، بخش خان شدانی، لعل خان سنجرانی، خانن خان رحمانی اور مقامی سکھل خان بزدار کہیانی ہاتھ مردم سکہانی زمیندار موضع تب و مردم حاندنہ تمندار موضع مندو چھیر ہا و اقوام گورمائی زمیندار تحن لانگہہ اقوام بلوچ اس قوم سے علیحدہ ہیں۔ مگر تحت تمنداری ہتکانی میں رہتے ہیں۔

کیفیت حال تمن قیصرانی مشہور ہے کہ جب فیمابین میر چاکر رند و میر گہرام خان لشاری جنگ ہوئی۔ اس عرصہ میں قیصرانی نامی شخص جو منجملہ قوم لشاری کی تھا۔ مع تین بیٹا ھتیجہ خود بسبب شکست میر گہرام لشاری وہاں سے مفرور ہو کر براہ دامن پہاڑ اول بمقام کچی جوئل واقعہ پہاڑ متعلقہ سنگھر متوفق ہوا۔ پیچھے بعد چند روز بسبب قلت آب و گیاہ چری مویشی وہاںسے برخاست کر کے بمقام ہرن بوڑ واقعہ پہاڑ سکونت پذیر ہوا یہ شخص مالدار تھا۔ اس وقت کچھ تمن برادری ساتھ بوڑرہ کر پھر وہاں سے بمقام ڈوہاچی ودر پہر واقعہ کوہ سنگھر بطور کاچری متوقف ہوا اور خود بچائی رکھا۔ بنظر جوانمردی اس کی چند شخص ادہر ادہر سے جمع ہو کر واسطے کاہ چری بہ ہمسائگی اس کی سکونت پذیر ہوئی تھی۔ بنظر شامل ہونے چند شخص متفرق اور تزائد ہونے اولاد آپ کو ایک شخص معتبر بنا کر وہاں سے کوچ کر کے اندر کوہ بمقام کہنوان پہنچا۔ مردم بگسی جو اس وقت باہر درہ کہنوان الی درہ بھاتی متوطن و محیط تھی۔ بہ دریافت جز آئی قیصر مذکور اندر کوہ مقابل درہ کہنوان بلحاظ متصرف و قابض ہونے اس کی ایک مرتبہ جمعیت کر کے خفیہ طور شب خون دیا جو کہ قیصر مذکور اندر کوہ مالدار تھا مردم بگسی بخیال اس کے شاید وہ بدروازہ مال خانہ سویا ہوگا وہاں جا کر ایک ھتیجہ قیصر مذکور کو کہ واسطے حفاظت مال دروازہ بہانہ یعنی مال خانہ پر سویا ہوا تھا۔ بہ گمان ہونے قیصر مذکور کے اس کو قتل کر دیا۔ قیصر مذکور از روی غیرت بخیال لینے عوضہ جو کہ بنظر قلت جمعیت اپنی کی طاقت مقابلہ مردم بگسی نہ رکھتا تھا۔ پاس اور تمنات پہاڑ نشین چنانچہ موسیٰ خیل داسوت گیا کہتے ہیں کہ یہ تمن از قسم بلوچ کے ہیں۔ اس عرصہ میں جب قیصر آیا اس پہاڑ پر متمکن تھے۔ جا کر مدد طلب ہوا کہ از روئے شرم ہمسائگی اس کی جو کہ چند مراتب اوپر مردم بگسی کے تاخت کیا۔ در قیصر مذکور خود بھی خفیتاً بطور گہل اکثر اوقات

مرتکب جان اُن کی ہوتا تھا۔ تا کہ مردم بگسی تاخت متواترہ سے عاجز و خراب ہو کر یہاں سے کوچ کر کے بکوٹ نوان و چہارہ وغیرہ علاقہ ضلع لیہ سکونت پذیر ہوئی اور قیصر مذکور مع جمعیت اپنی جو اس عرصہ میں خاندان اپنا بھی البتہ بڑھ گیا تھا اور بعض لوگ بھی جو کمزور تھے بہ ہمسائگرت قیصر مذکور سکونت اختیار کری تھی۔ کہ قیصر مذکور باہر آ کر زمین مقبوضہ مردم بگٹی پر درہ کہنوان سے تا درہ بھاتی متصرف ہوا بعد چند قیصر خود فوت ہو گیا۔ الا ابتدا ئین بنظر قلت آدمان قوم ہذا کی کچھ دستور دستار تمنداری کی نہیں تھے۔ مگر ایک شخص از روی سلسلہ بموجب رواج بلوچی مستعد سرانجامی کاربای کا ہو کر بطور معتبر و سردار بیٹھا رہتا تھا۔ چنانچہ بعد قیصر کی اول مسمی لشکری بیٹا کلان ازان بعد مسمی توربند بعد اس کی مسمی مسو دمن بعد بشم و بعد فوتیدگی اس کی مسمی فیروز معتبر قوم اپنی کا رہا۔ اس عرصہ میں بسبب افروزگی اولاد قیصر مذکور کے ایک تمن بنام قیصرانی معروف و مشہور ہو گیا کہ اب تک بدستور چلا آتا ہے۔ بوقت سرداری فیروز مذکور مسمی حمل قوم جیلانی جو دراصل قوم لغاری تھا اور از روئے ہمسائگرت منجملہ تمن قیصرانی کہلاتا تھا۔ جریدہ طور مع مال مویشی اپنے بدرہ کوہ کہنوان سکونت پذیر تھا مردم قوم سوتھہ کہ وہ بھی ایک تمن افغانی کوہستانی ہے بجمعیت کثیر کی نال مویشی حمل مذکور مغروت اور مقتول کیا۔ مردم قیصرانی بہ تعداد ۔۔۔ نفر موجودہ وقت بدریافت خبر ہذا بہ لیاقت جا کر مقابلہ کیا۔ منجملہ مردم قیصرانی چہل نفر مع فیروز خان معتبر سردار اس وقت شربت شہادت کا پیا۔ صرف مسمی دلشاد اولاد کید مین سے اور دو نفر باقی بچ رہی۔ کہ باطلاع کرنے ہم قومان و ہمسائیگان تجویز تکفین مقتولان کر کے بموجب ارث دستار معتبری یہ تجویز برادری اس کو دی گئی۔ چند یوم بسبب پہنچنے اس صدمہ کی یہ لوگ کمزور ہو گئی پھر بموجب تزائد اولاد اُن کی اور ہمسائگان رونق ہوتی گئی چنانچہ شجرہ نسب اور

تفصیل نفری پہلی واری واضح ہوگا۔ کہ تمن ایک ایک کی پہلی سے بن گیا ہے۔ جب دلشاد خان تمندار تھا۔ قیصرانی لوگ کی جنگ مردم بکھانی سے شروع ہوگئی۔ جو کہ مردم بکھانی علاقہ سنگھڑ میں زمین پر سکونت رکھتی تھی اور نواب غازیخان رئیس ڈیرہ غازیخان سے بطور مصالحت و انجام گزران کرتی تھی نواب غازیخان نے جو یہ تیسرا غازیخان تھا۔ لشکر اپنا واسطے مدد مردم بکھانی بارادہ سرزنش تمن قیصرانی بھیجا دلشاد مذکور پہلی مقابلہ کیا جب کہ فوج نواب صاحب و بکھانی بہت جمع ہوگئی تھی۔ قیصرانی بھاگ کر داخل پہاڑ ہوا فوج نواب صاحب نے یہ زمینات متعلقہ کوٹ قیصرانی وغیرہ قابو کر کے بطور تھانہ کی بیٹھ گئے لیکن چونکہ وہاں پانی موجود تھا بروقت جانی سپاہیان اندر پہاڑ واسطے لانے آب و پلانے اسپان وغیرہ مردمان قیصرانی بضرب بندوق مارنے پتھر بلندے پہاڑ سے فوج نواب موصوف کو ضرور پہنچاتی و نقصان کرتی تھی۔ حتیٰ کہ حسب الحکم نواب غازیخان کوٹ قیصرانی میں ایک چاہ نو تعمیر ہوا کہ اب تک موجود ہے جب دلشاد مذکور نے بلحاظ فوج سرکاری باہر کوہ کی راہ آمدورفت نہ پا کر بصورت لاچاری مع چندی برادری براہ کوہ پاس قتل خان قوم کٹی خیل نواب ناک کی جا کر نوکری اختیار کری جب کبھی موقع ملتا خفیتاً مع دو چار سوار اس موقع میں آ کر مرتکب نقصان مال و جان رعایا کی ہوتا تھا۔ اتفاقات سے مسمی عمر خان قوم جعفر سکنہ کوہ کی دو دختر تھی کہ ایک بخانہ دلشاد خان تمندار اور ثانی بحرم نواب غازیخان۔ جب نواب موصوف کو اس اہل خانہ سے پسر متولد ہوا اور نواب صاحب واسطے دیکھنے پسر خود بمحل تشریف لے گئے وا لگان نے بہ ترغیب اہل حرم کی منجانب پسر نوزادہ عرض کیا کہ خالہ میری کو وطن مالوفہ میں متوقف کرا اور پھر نواب صاحب موصوف نے حسب درخواست پسر اپنی کی اجازت دی کہ اگر دلشاد خان بعلاقہ وہوہ متوقف ہوئے تو مواخذہ نہ ہوگا۔

دریں صورت نامبردہ ٹاک سے بعلاقہ وہوہ آ کر ایک جگہ مع چند کس ہمراہیان سکونت پذیر ہوا کہ قیصرانی والہ بعلاقہ وہوہ اسی روز سے آباد ہے باندازِ پچاس برس دلشاد خان پر دستار سرداری کی رہی دلشاد خان سے تین بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ جب دلشاد مذکور فوت ہوا لعل کان بڑا بیٹا اس کا دستار بند ہوا رہ بھی مسو خان بکھانی حاکم سنگھڑ سے ناساز رہتا تھا باعث ناسازی یہ تھا کہ یہ قیصرانی لوگ بروقت عبور فصل تغلب غلہ وغیرہ پیداوار فصل کر لیتی تھی۔ تابدرجہ کہ محصل و محافظ خرمنات کو مار ڈالتی تھی اور عندلمواخذہ محصول سرکار بطور باغیان پہاڑ میں جا بیٹھتی تھے پھر صلح ہو جاتی تھی۔ اسی طرح ہوتا رہا لعل خان فوت ہوا قطب خان پر دستار آئی لیکن یہ شخص کم عقل تھا۔ اور اس عرصہ میں مردمان استرانہ سے جنگ شروع ہوگئی تھی۔ بسبب نارسائی دستار سرداری قطب خان سے چھین کر دستار سرداری گل خان پسر بڈھن خان کہ بیٹا ثانی مسمی دلشاد کا تھا۔ بحسب صلاح برادری بموجب لیاقت اس کو دستار بندوا ہی گئی۔ بعد رحلت گل خان جمال خان بیٹا اس کا سردار ہوا۔ جو کہ جمال مذکور لاولد تھا بعد فوتیدگی اس کی مسمی مٹھہ خان کہ اولاد محمود خان پسر دلشاد سے ہے اور بہ پشت چہارم دلشاد کو پہنچتا ہے۔ سرداری اپنی تمن کا ہوا اور انتظام تمن کا بھی اچھی طرح کرتا رہا مگر تمندار مع مردمان تمن ہذا سرحد ہر دو اضلاع چنانچہ ڈیرہ اسمٰعیل خان و ڈیرہ غازیخان اور اندرون پہاڑ رہتا ہے۔ بعضے بعضے مقدم لوگ جو زیادہ دور سکونت رکھتے تھے۔ سرکشی کرنے لگی چنانچہ ابتدا عملداری سرکار انگریزی میں جہانگڑہ قیصرانی حد دولت والہ علاقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان بطور خام تحصیل رہیکراوگان یعنی محافظ فصل واسطے حفاظت مقرر رہتی تھی۔ ان میں سے ایک کرادہ مسمی مالکا ہندو گم ہوگیا سرکار نے اشتباہ کم کرنے کرادہ مذکور مسمی محمد برادر خرد یوسف خان قیصرانی سکنہ جہانگڑہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

تین چار ماہ جیل خانہ میں قید رہا نامبردہ قید سے عاجز ہو کر دیوار جیل خانہ سے کود پڑا اگر صدمہ زیادہ پہنچ گیا۔ پھر وہ گرفتار ہو کر قید ہو گیا کہ اسی صدمہ سے فوت ہو گیا۔ یوسف خان بھائی محمد خان رنجیدہ ہو کر خانہ بکوچ ہو کر اندرون پہاڑ دہواجا کی متمکن ہوا وہاں سے لشکر اپنا چنانچہ اکثر قیصرانی لوگ اس کی شامل ہو گئی تھی اور قدری کسی اور تمن سے مدد لے کر موضع فتح خان پر آ کر غارت کے۔ اس وقت جناب نکلسین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمعیل کی تھی بافواج سرکاری موضع بھاتی واقعہ اندرون پہاڑ جا کر مردمان مفسدان کو سرزنش فرمائی تھوڑے عرصہ بعد یوسف خان مذکور فوت ہو گیا۔ پس بموجب سفارش نواب فوجدار خان سرکار والاقصور کریم داد خان پسر یوسف خان قیصرانی کے معاف فرما کرنا نامبردہ کو مسکن اپنی پر مع اقوام قیصرانی واپس لا کر آباد کیا۔ سال 1862ء میں مٹھہ خان فوت ہو گیا۔ فضل علی خان بیٹا اس صغیرسن و نابالغ تھا۔ اگرچہ دستار سرداری بموجب ارث اس کی اوپر آئی لیکن مردمان تمن کے اوپر اس کا بسبب کم سنی چنداں قابو یا رعب نہیں تھا۔ مردمان تمن سب سربسر خود معتبر ہو گئے۔ اور مقدم لوگوں کو ہوا۔ خود تمندار کی سرزمین بھر گئی۔ چنانچہ کوڑی خان قیصرانی مقدم پہلی کا تھا۔ علاقہ ڈیرہ اسمعیل خان میں رہتا تھا۔ بموجب چالاکی طبیعت خود رسائیت پکڑتا ہوا اور بار سرکار عالی میں بضلع ڈیرہ اسمعیل خان اچھی رونق پا گیا اور ہزاروں روپیہ کی جمعیت اور جائیداد بنائی اور صد ہا روپیہ کی معافیات محصول سرکار سے پاتا تھا۔ عرضیکہ اقبال سرکار سے بہت جمعیت دار ہوا گویا کہ تمن قیصرانی میں ایک عارضی تمندار بنا ہوا تھا۔ لیکنک وہ اصلیت میں اس قدر لیاقت نہ رکھتا تھا۔ کہ جس قدر ترقی پر پہنچا دل فخرناک ہو رہا تھا۔ اتفاقاً سال 1868ء میں لفٹنٹ گریصاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کی تھی۔ ان کو مخبری ہوئی کہ پسر

کوڑا خان نے ایک شخص کو بندوق سے مار ڈالا اور مثل اس کی بہ سازش اہالیان مرگ اتفاقیہ یعنی خود اپنی ہاتھ کی بندوق لگنی سے بنائی گئی صاحب ممدوح بموجب اعتبار اور ہوس جریدہ طور واسطے تحقیقات خود تشریف لے گئے کہ کوڑا خان مذکور بے ادبی سے پیش آیا۔ بلکہ صاحب بہادر کو پکڑا اپنے ساتھ لے گیا اور خود بارادہ فاسد اندرون پہاڑ مع عیال و اطفال ولواحقان کوچ کر گیا تھوڑے عرصہ سے صاحب ممدوح کو چھوڑا اور خود باغی ہو رہا جناب کمشنر صاحب بہادر خود بذات باستماع خبر ہذا موقع پر آئی اور جناب سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان اتفاقاً رخصت سے آئی تھی۔ بفور سنی خبر ہذا موقع پر آ کر معرفت تمنداران بلوچی ضلع ڈیرہ غازیخان چنانچہ جمال خان تمندار لغاری غلام حیدر خان کھوسہ غلام حیدر خان گورچانی مزار خان لنڈ وغیرہ تدارک گرفتاری نامبردہ بکوشش تمام درپیش کر کے موقع سرحد پر ایسی سیاست اور دباغت دکھائی کہ تائید اقبال سرکار عالی کوڑا مذکور کوئی چارہ و پناہ خود نہ دیکھ کر مغلوب ہو کر گرفتار ہوا۔ سرکار سے بعد تحقیقات نسبت نامبردہ دلپروش و پہانچہ اس کی سزا قید ہفت سال کی ہوئی اور جملہ اسباب اس کا ضبط سرکار عالی کی ہوا اور فضل علی خان اصلی حقدار اور تمندار کی طرف متوجہ ہو کر دست اقبال اور بخت کا اس پر رکھا کہ لوگ بھی اس کو ماننی لگ گئی ہیں۔

	شمبوانی		جلالانی			روسمانی			جعفرانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر [illegible]	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
شبوانے	یار محمد	[illegible]	جلالانے	نور وعلی	[illegible]	روسانے	کمالان ملان	[illegible]	جعفرانے	ممران	[illegible]
دین زانے	مسو میرہ	[illegible]	روگہانے	بجبر	[illegible]	•	•	•	جوبنگلانے	عرضی	[illegible]
موسانے	محمد	[illegible]	•	•	•	•	•	•	پیرونانے	روشان	[illegible]
اوماسے	علی محمد	[illegible]	•	•	•	•	•	•	صدرانے	شکیل	[illegible]
•	•	•	•	•	•	•	•	•	پیرمانے	شکارے	[illegible]
•	•	•	•	•	•	•	•	•	سیرمانے	سکہل	[illegible]
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•
[illegible]	•	[illegible]	•	•	[illegible]	•	•	[illegible]	•	•	[illegible]

حال تمندار۔ قوم بزدار خاص قوم رند سے ہے۔ وجہ تسمیہ اس قوم کی یہ ہے کہ یہ لوگ راسان مال بزی کا بہت رکھتے تھے۔ اس سبب سے بزدار مشہور ہوگئی۔ پہلے سردار اس قوم کا لدوانی ہوا تھا۔ پیچھے اتفاقیہ لدوانے کمزور ہوگیا۔ پیچھے شادمانی کی خاندان میں دستار سرداری کی آئی۔ چند پشت سے فیمابین بزدار اور کھوسہ جنگ جدل شروع رہی کہ کبھی بزدار کھوسہ سے یا کبھی کھوسہ کو بزدار سے فتح نصیب ہوتی ہے۔ عملداری ہا گذشتہ میں قوم بزدار مشہور سرکش تھے۔ کیونکہ وہ سرحد سرکار کی نزدیک تر ہے۔ اور تمن چست اور جوانمرد ہے۔ اہالیان سرکار گذشتہ اس تمن کے ساتھ رکھنا رابطہ سلوک مفید تصور کرتی رہی کہ اس کو منجانب سرکار کچھ بطور وجہ برات معرفت سردار تمن کی ملتا رہا اس امید سے کہ ان پر کسی صورت کچھ قبضہ رہے۔ چنانچہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد اکبر شاہ بادشاہ کی بھی بقدر 80 من غلہ ان کو بطور برر برات فصلانہ ملتا تھا۔ جب عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر نواب محمد بہاول خان باپ عاشق محمد خان تمندار حال کے واسطے معرفت اسد خان بھکانی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور برات مقرر تھا۔ بعد اس کے دوست محمد خان بزدار نے شادی لڑکی خود ساتھ عظیم خان بیٹا اسد خان کردی۔ پھر جب دیوان ساون مل سے یہ علاقہ متعلق ہوا۔ تب بھی منجانب سرکار سنگھان مبلغ 80 ماہواری اور 13 دہنہ چاہان کا محصول بطور معافی واسطے گزران تمندار و قوم بزدار کی وجہ برات مقرر رہا۔ اس بندوبست سے جیسا کہ چاہیے نتیجہ نہ نکلا کہ یہ قوم علاقہ سرکار میں بدی بدکاری بدستور کرتی رہی اخیر دیوان موصوف رنجیدہ خاطر ہو کر ان کی سزا رسانی کے واسطے تجویز کی۔ ڈیرہ غازیخان سے فوج خفیتاً جمع کر کے ہمروزہ بمقام احمدانی پہنچا کہ یہ مقام بفاصلہ تیس میل واقع ہے۔ تھوڑی دیر اس جگہ آرام کر کے آگے کو کوچ کیا کہ درہ مہوی سے اندرون پہاڑ داخل ہو کر اقوام بزدار پر بحالت بیخبرے ناگہان تاخت کیا۔ تین روز علاقہ بزدار میں رہ کر چند بستیات اُن

کی غارت کر کے بالکل جلادیں لیکن عندواپسی انتظام اور بندوبست آئیدہ بسبب خوشی اچھا نتیجہ نکلنے اپنی فوج کشی کے دیوان موصوف سے بھول گیا۔ یعنی اقوام بزدار اس وقت بسبب آراستہ ہونے فوج سرکاری کے موقع مقابلہ اپنی خانہ دیکھ عوضہ اسبات کا منحصر اوپر موقع واپسی کے رکھا اور واسطے انتظام اس بات کے اقوام بزدار تمام درہ جات ہنگرہ میں پھیل گئے۔ بلکہ ایک جگہ اندرون درہ سنگھڑ جہان موقع تنگ تھا۔ جس کا نام اب خان بند مشہور ہے بہت اقوام بزدار جمع ہوئے۔ جب دیوان ساون مل کی فوج واپس ہوئی، قریب ہر درہ جات جہاں جہاں قوم بزدار چھپ رہی تھی۔ فوج دیوان کو دق کیا۔ لیکن زیادہ تر جب اوپر درہ سنگھڑ پہنچے اور اس جگہ اقوام بزدار بہت جمع تھی اول اوپر نکر ہا پہاڑ چڑی ہوئی تھی۔ پہلے کلوخ اندازی و تو فنگ بازی سے لڑائی کرتی رہی۔ کیونکہ وہ لوگ اوپر پکڑ پہاڑ کے چڑھی ہوئی تھی۔ ہاتھ فوج سرکاری کا ان پر قادر نہیں ہوسکتا تھا۔ فوج ہر اس میں آگئی تب مردم بزداران نے یکدفعہ فوج پر حملہ کر کے محاصرہ کر دیا۔ اس موقع پر فوج کو بڑا۔۔۔۔۔

سکھ پلٹن نمبر ۳ پلٹن سفرمینا

نصف یک کمنی

چہار ضرب توپ

نمبر اول لفطاح وف باتری نمبر ۲۔ ۱۳ از نجر توپ خانہ

۵ ضرب دو ۵ ضرب دو

بتاریخ 6 مارچ 1857ء براہ درہ سنگھڑ پہاڑ میں داخل ہو کر بمقام ڈوام چی کی کچی بفاصلہ پانچ میل اندرون پہاڑ اول شب مقام ہوا اُس موقع کے نزدیک مفسدان اقوام بزدار دور سے ان کو دیکھتے رہے۔

7 ماہ مذکور سیدالیہ فجر کو پھر کوچ کیا۔ جب بمقام خان بند فوج سرکاری پہنچ گئی۔ معلوم ہوا کہ خاص موقع خان بند کے اوپر اور گردا گرد اس کی پہاڑ اُن پر اقوام بزدار جمع ہو کر دفعہ بدفعہ مستعد و تعینات ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ تخمیناً 1500 نفر ہزار یا 2000 نفر لشکر مجموعہ مفسدان کا ہوگا۔ مقام خان بند کے چھپ دراست دو پہاڑ واقع ہیں۔ اس پر فوج پلٹن سرکار چڑھ کر توپ اور بندوق سے لڑائی شروع ہوئی۔ دو گھنٹہ سے کم عرصہ تک لشکر مفسدان اپنے موقع پر قائم رہ کر بخوبی لڑائی کی۔ اخیر لاچار ہو کر اپنے اپنے مورچہ سے بھاگ گئے۔ فوج سرکار سے بقدر ساٹھ نفر سپاہی بحالت لڑائی ماری گئی۔ اور طرف مفسدان سے بقدر بیس نفر قتل ہوئی اور چند نفر زخمی ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ قوم بزدار نے بہت اچھی لڑائی کی لیکن یہ فوقیت بھی اس کو تھی کہ وہ تمام علاقہ کا واقف اور وطن دار جو جو اچھا موقع آڑ نقصان پہنچا اور بہت مال بزداران نے لوٹ لیا۔ فوج شکست کھا کر بھاگتی ہوئی ہنگھرہ میں پہنچی۔ جب سرکار انگلیشیہ نے اس ملک پر تسلط فرمایا۔ مبلغ 231 ماہواری محصول چندوہنہ چاہان بطور معافی واسطے برات اس تمندار کے بدین شرط کہ چند سوار اقوام بزدار اوپر درہ جات تعینات رہ کر خبر پہاڑ کی جو ہوگی بخدمت سرکار پہنچایا کریں عطا ہوا۔ لیکن ان لوگوں نے شرط اپنی کا ایفانہ کیا کہ بدی بدکاری علاقہ سرکار میں بدستور شروع رکھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوج دیوان ساون مل سے جو اس قوم کو موقع لڑائی کا مل گیا تھا۔ اس سبب سے ان کے دماغ میں وہی ہوا بھری ہوئی تھی۔ ان کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ فوج سرکار انگلشیہ سے بھی دیسی مقابلہ کریں گے۔

مدت تک سرکار نے صبر فرمایا اب دیکھا کہ اب نہ ان کے سمجھانے سے کچھ فائدہ ہے نہ اس بندوبست سے کچھ فائدہ نکلا بھر حال سرکار کو اس قوم پر فوج کشی مناسب

متصور ہوئی۔ چنانچہ ایک فوج بتفصیل ذیل بافسری برگیڈیر چمبرلین صاحب بہادر مقام تونسہ جمع ہوئی۔ اور مورچہ کا تھا۔

تفصیل پلاٹن		تفصیل رجمنٹ
پہلا پنجاب پلاٹن	دوسری پنجاب پلاٹن	رجمنٹ دوم پنجاب
ایک دنگ یعنی نصف نصف	ماسوار	سوار
رجمنٹ سوم پنجاب	چوتھی پنجاب پلاٹن	سکھہ پلاٹن ا
صہ سوار	نصف	نصف

وہ اقوام بزدار کی ہاتھ میں تھانی اور انھوں نے مورچہ بالگائے ہوئے تھے۔

بعد لڑائی کے فوج سرکاری نے بمقام ہرن پورہ جو کشادہ مقام بچاہڑے طرف درہ خان بند کے موقع ہے ڈیرہ کیا لیکن اس وقت سے بعد منجملہ اقوام بزدار کوئی شخص نمودار نہ ہوا۔ 7 اے 14 ماہ مذکور تک فوج سرکاری علاقہ تمن بزدار میں دورہ کرتی رہی۔ جہاں آبادی زراعت اور مکانات اور بستیات اُن کی دیکھی جلوی اور زراعت کاشتہ واستادہ کو نقصان کرتی رہے اخیرہ از تاریخ ماہ مذکور عاشق خان تمندار بزدار معہ جملہ مقدمان تمن خود امان طلب کمسب فوج سرکاری میں آیا۔ جس پر سرکار نے بپاداش جرم کچھ جرمانہ واجبی اور واپسی مال جنسی وغیرہ مقرر کر کے واسطے رہنے چند مقدم بطور یرغمال بمقام ڈیرہ غازیخان دربار سرکار میں تمندار بزدار کے ساتھ شرط مقرر ہوئی۔ جب تک وہ شرط پوری نہیں ہوئی یعنی جرمانہ اور مال وصول نہ ہوا فوج اُس علاقہ میں 23 مارچ 1859 تک رہی اور بتاریخ مذکورہ کوچ کر کے بدرہ سنگھڑ پہنچی۔ جب سے یہ سزا اقوام بزدار کو مل گئے کہ ان کو بخوبی یاد ہے اب تک پھر کبھی ویسے تکلیف سرحد سرکار پر نہیں دی۔ 1864ء میں

سرکار عالی سے معافی چند چاہان جو پیشتر اس قوم کو عطا تھی۔ اور 1857ء سے ضبط ہو گئے تھے۔ واپس عنایت فرمائی اور چند اسامی کی نوکری سرحدی فوج میں بھی ان لوگوں کو عطا فرمائی۔ اب سال 1867ء میں جب مقدمہ کوڑا خان قیصرانی کا وقوع ہوا کہ نامبردہ کپتان گریصاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل سے بے ادبی سے پیش آ کر اندر ملک افغانستان یعنی موسیٰ خیل بھاگ سرکار نے واسطے گرفتاری نامبردہ ملک موسیٰ خیل پر ارادہ لشکرکشی کا کیا اس وقت عاشق خان تمندار بزدار مع تین سو نفر اقوام خود سرکار میں حاضر تھا۔ سب کے عوض ایک خلعت 2500 ہزار روپیہ سرکار سے نامبردہ کو عطا ہوئے۔

واضح ہو کہ اقوام بزدار جو علاقہ تحصیل راجن پور میں بمواضعات مہریوالہ و سکہانیوالہ اماکن گزین ہیں۔ اصلاً ایسی اقوام بزدار مسکونہ پہاڑ پہلی لدھوانے سے ہیں۔ جب نواب غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا سلیمان کان و محمد خان دونوں بھائی حقیقی بعمر طفلگے اتفاقاً اپنی گھر سے نکل کر بعلاقہ ڈیرہ گازیخان آئے بموجب مدد طالع خود علم خوانی میں مشتغل ہوئی جب علم پڑھ چکی بخدمت نواب ممدوح ملازم مقرر ہو گئی۔ اور نواب صاحب بنظر اس کی کہ وہ لوگ پہاڑ کے رہنے والے تھے اور اتفاقاً علاقہ میں آئی اور علم بھی بڑھ گئے مہربانی فرماتی تھی۔ تاکہ اور لوگوں پہاڑ نشینوں کو بھی یہ اشتیاق حصول علم کا ہوئے بعد فوعید گی انہادرویش محمد خان بیٹا سلیمان خان بخدمت مخدوم صاحب شیخ محمود ناظم سیت پور اور احمد خان بیٹا محمد خان دربار ڈیرہ غازیخان میں معزز رہی چنانچہ نالچات و دھندی و قطب علاقہ راجن پور میں منجانب مخدوم صاحب کے اسی درویش محمد خان نے کہدوائے تھے۔ جب محمود خان گوجر نواب ڈیرہ غازیخان کا مقرر ہوا احمد خان کو دربار سے بے دخل کر دیا۔ احمد خان بھی بخدمت مخدوم ساحب موصوف بشمول درویش محمد خان کے رہا جب محمود کان فوت ہوا بجائے اس کے نور محمد خان برادر برخوردار خان بھتیجا اُس کا صوبداری ڈیرہ غازیخان پر قائم مقام ہوئی۔ احمد خان نے بہ انگیخت مردمان بلوچی وغیرہ ڈیرہ غازیخان پر مفسدان برپا کیا چنانچہ ایک دفعہ نور محمد خان نواب ڈیرہ کو بالکل نکال کر خود قابض ہو گیا مگر نور محمد مذکور بمدد فوج نواب صاب بہاولپور و مخدوم گنج بخش رئیس اوچ بدستور ڈیرہ غازیخان پر واپس قابض ہو کر احمد خان معہ غلام حیدر خان پسر محمود کان و علی محمد خان و فتح محمد خان پسران درویش محمد خان کو شہید کیا۔ اس زمانہ میں صرف تین لڑکے چنانچہ دو پسران احمد خان کے مسمیان خان محمد، گل محمد نور محمد کان پسر درویش محمد خان کم سن موجود تھے۔ اوّل اندرون پہاڑ چلے گئے بعد چندی بہ تمن گورچانی پہنچ

کرخان محمد خان نے ساتھ لڑکے حبیب خان تمندار گورچانی کے جو پیشتر بحسین حیات احمد خان ناطہ نسبت ہو چکا تھا شادی کی۔ خان محمد خان کو ارادہ عوضہ باپ خود ہر وقت رہتا تھا۔ اتفاقاً نور محمد خان نواب ڈیرہ غازیخان بتقریب دورہ علاقہ کے آیا۔ خان محمد خان بمدد چند کسان بلوچی چنانچہ بہرام خان سرکانی دریشک وغیرہ ناگہا وخفیتاً پہنچ کر نور محمد خان موصوف کو قتل کیا۔ بعدہ ہر سہ مسمیان خان محمد خان گل محمد خان و نور محمد خان بخدمت میاں صاحب و میر صاحبان والی سندھ جا کر ملازم بطور معتمد رہی۔ چند عرصہ بعد علاقہ ہذا واپس آ کر زمینات موضع سکھانیوالہ کے مردم سکھانے سے خان محمد خان و گل محمد خان نے خرید کی تب سے رواج زمینداری کا اس قوم میں شروع ہوا اب ان لوگوں کی اچھی زمینداری اور حیثیت بن گئی ہے۔ اگرچہ زمانہ قدیم سے یہ لوگ اچھی معزز اور سرفراز رہی ہیں۔ لیکن ابتدای عملداری سرکار انگریزی میں بسبب سنگینے جمع اور کم حیثیت ہو جانے زمینات کے ان لوگوں نے بہت تکلیف اٹھائی بعد اس کے 57-1856ء میں جب لفٹنٹ ڈیوس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن کا ہوا ان لوگوں کی رسائیت اور رتبہ بڑھ چلا کہ اب نور محمد خان پسر یار محمد خان ناظم علاقہ خان پور ریاست بہاولپور کے ہیں۔ اور حاجی محمد خان نیز اس علاقہ میں تحصیل دار اور ولی محمد خان دفعدار رسالہ پولیس بعلاقہ ہذا مقرر اور زمینات اچھی حیثیت و گنجائش میں ہیں۔ علاقہ بھر کے زمینداران میں درباب لیاقت اور حیثیت یہ لوگ بدرجہ اول اور فہرست روساء میں ان کا نام درج و بروقت دربار کرسی ملتی ہے۔ واضح ہو کہ جس قدر ترقی اور تعظیم اس قوم نے حاصل کی سب فضیلت علم کی ہے کیونکہ اس برادری اور قوم کے لوگ پہاڑ میں اب تک موجود کہ مثل دیگر اقوام پہاڑی و ہوشت سے گزران کرتے ہیں یہ لوگ جب سے زمین پر آئی اور تحصیل علم میں کوشش کی اور فوائد علم سے واقف ہو کر علم کو دوست تصور کیا تو اب کسی امر میں کچھ پروا نہیں گزران

کافی ملتی ہے۔ ہوش لیاقت برگزیدہ ہے۔ درباب عزت ذی شمار ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو درباب فضیلت علم حالات اس قوم کا نظر بنظیر تصور کرنا چاہیئے۔

....

حالات متفرق اقوام بلوچی مسکونہ علاقہ ہذا

واضح ہو کہ کل تمنات اقوام بلوچی مسکونہ اندرون پہاڑ و علاقہ ہذا کا مفصل حالات شامل و علیحدہ علیحدہ اوپر درج کیا گیا ہے علاوہ اس سے چند اقوام بلوچ کی متفرق طور علاقہ ہذا میں حسب ذیل:

1۔ جتوئی 2۔ گوپانگ 3۔ کورائی 4۔ دشتی 5۔ چاندیہ 6۔ گشکوری 7۔ پتانی رہتے ہیں۔

یہ اقوام بھی بعد سرداری میر چاکر خان شامل دیگر اقوام بلوچی کے تھا۔ بعلاقہ ہذا آنا اس قوم کا بھی اسی عرصہ میں جب اور اقوام بلوچی آئی پایا جاتا ہے۔ اور اکثر اقوام سنگھڑ سے واپس ہو کر پہنچی اور بعض اقوام دیگر بلوچی سے متفق ہے صرف اس قدر اختلاف آ گیا ہے کہ تمنات بلوچی میں شیر اور مسکہ فروخت کرنا سخت ممانعت ہے۔ یہ اقوام بسبب کثرت اقوام جٹ مالداران کے شیر اور مسکہ فروخت کرتے ہیں۔ اسی سبب دیگر تمنات میں لوگوں پر حجت رکھتے ہیں۔ مختصر علیحدہ علیحدہ حال ہر ایک قوم مندرجہ صدر کا اس طرح ہے۔

جتوئی: یہ قوم خاص بلوچ اولاد مائی جتو دختر میر جلال خان سے ہیں۔ جو شادی اس کی مسمی شاہ مراد کی ساتھ ہوئی تھی جو اولاد اس سے پیدا ہوئی یا جو لوگ شامل اس کے ہوئی جتوئی کہلاتے ہیں اس علاقہ میں صرف بقدر چالیس پچاس نفر ہوگا۔

.......بموضع بنگالی وتونگ علاقہ تحصیل راجن پور وبیت رامپور بعلاقہ تحصیل رامپور سکونت رکھتے ہیں۔ ہر تینوں مواضعات کی مقدم قوم وزمیندار بموجب ذیل مقرر بنگالہ، تونگ بیت، رامپور گزران ان لوگوں کی زیادہ تر زمینداری ومالداری پر منحصر ہے۔ اس قوم کے لوگ چوری مویشی بھی تھوڑے سے کرتے ہیں۔ زیادہ تر یہ لوگ بموضع جتوئی ضلع مظفر گڑھ متصل بیت رامپور تحصیل جامپور رہتے ہیں۔ بلوچ خان جتوئی ان کا سرگردہ ہے بعد ڈپٹی کمشنری جناب کپتان منچن صاحب بہادر کوڑا خان جتوئی کو بموجب نام آوری باپ خود اس ضلع میں کرسی اور عزت ملی تھی بموجب نالیاقتی خود نامبردہ نے اس اپنی عزت کو قائم نہ رہنے دیا۔ کہ 1869ء میں ب بجرم اعانت نقب زنی مع مجروحی ماخوذ ہوا تھا۔ علاوہ سزا جرمانہ ملنا کرسی کا ملتوی ہوا۔ اب بمثل دیگر نمبرداران کے زمیندار تصور ہوتا ہے۔

گوپانگ: یہ قوم اولاد شنبو خان ہوت بلوچ سے ہے۔ جب میر چاکر ہندوستان گیا تھا یہ قوم ساتھ ساتھ تھی۔ بعد اس کے مقام سنگھرہ سے واپس آکر بمقامات کنارہ دریا موقع گھاس وزمین کے سکونت پذیر ہوئی۔ زیادہ تر یہ قوم بعلاقہ تحصیل راجن پور وجام پور وعلاقہ مظفر گڑھ وریاست بہاولپور متصل دریا سندھ متمکن ہیں۔ تعداد میں جملہ یہ قوم بمقابلہ ایک تمن بلوچی کی جو سب سے بڑا منتخب کیا جاوے زیادہ ہوگا۔ لیکن سرداران کا کوئی مقرر نہیں سر بسر کہیڑی کہیڑی خان ہے سب آپکو سردار تصور کرتی ہیں۔ عملداری گذشتہ میں فی الجملہ مثل دیگر تمنات بلوچی اس قوم میں اتفاق ودستور جنگ وعوضہ ساتھ دیگر تمنات کے تھا چنانچہ چند عرصہ تک ساتھ تمن مزاری کے اس قوم کے جنگ رہی کہ خاص روجھان مسکن گاہ تمندار مزاری تک تاخت کرتی رہی۔ لیکن جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی یہ قوم سرحد پہاڑ سے دور طرف کنارہ دریائے سندھ رہتی تھی۔ بمثل دیگر رعایا آزاد اور سر بسر ہوگئی۔ گزران اس قوم کی زیادہ تر زمینداری ومالداری پر منحصر

ہے۔ فن چوری مویشی میں بھی یہ قوم خوب بہادر ونامور ہے۔ چنانچہ علاقہ تحصیل راجن پور میں جب چوری مویشی بکثرت ہوتی تھی یقین کہ بقدر یک ربع کے یہ لوگ ماخوذ ہوتے ہوں گے۔ نامور مقدم اور زمیندار قوم ہذا حسب ذیل ہیں۔

امام بخش ذیلدار سرائے　　　خیر محمد نمبردار سرائے

احمد خان گوپانگ، گل محمد و فتح محمد، دین محمد و فضل خان، کرم خان ذیلدار، برخوردار خان ذیلدار مد میرن نمبردار، کوملہ سر محمد و کمال کوطی خدای نمبرداران رنگ پور ذیلدار رحیروان سب میں بموجب خاندان وحالات زمانہ گذشتہ لیاقت زمانہ حال کے کرم کان ذیلدار رنگ پور لائق عزت کے ہے۔

کورائی: یہ قوم متعلق گوپانگ کے ہے صرف چند خانجات بعلاقہ ہذا سکونت رکھتے ہیں۔

دشتی: یہ قوم صرف چند نالجات بعلاقہ تحصیل راجن پور سکونت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر یہ قوم بعلاقہ ریاست بہاولپور سکونت پذیر چنانچہ خدا بخش خان تمندار اس قوم کا مقرر سال 1864ء سے پہلے جب تک نواب صاحب والی بہاولپور سے بلوہ نہیں کیا اس تمندار اور قوم کو کک بڑی عزت اور زور تھا اب بھی تمندار مذکور بعلاقہ ریاست بہاولپور معزز رہتا ہے قدیم سے یہ قوم بعلاقہ روجھان رہتی تھی۔ جب اقوام مزاری سے شکست کھائی۔ اکثر قوم مفرور ہو کر بان روے دریا علاقہ ریاست بہاولپور میں چلے گئے اور کچھ خانجات علاقہ روجھان سے نکل کر خاص شہر کوٹ مٹھن وعلاقہ متصلہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

چاندیہ: یہ قوم، قوم دشتی سے الگ ہر زمانہ قدیم سے شامل گزران کرتی رہی حال اس کا بموجب حال قوم دشتی کے ہے مارکہ خان چاندیہ تمندار اس قوم کا بعلاقہ ریاست بہاولپور مقرر تھا۔ جو بلوہ پروازی میں مقتول ہوا۔

گشکوری: یہ قوم بھی بایام الگ ہونے دیگر اقوام کے قوم بلوچی سے الگ ہوئی صرف محمد پور تحصیل جامپور میں چند خانہ ہیں اور احمد خان گشکوری ذیلدار موضع مذکور مقرر ہے۔

پتافی: یہ قوم بلوچ سے ہے ایک حصہ اس کا تمن گورچانی میں شامل اور ایک حصہ مولوی صاحب مسکونہ وسجادہ نشین خانقاہ راجن پور کے ہیں۔ اور ایک حصہ بموضع لنڈے پتافیاں کام زراعت کاری میں مشغول احمد خان پتافی مالک وذیلدار موضع کور مقرر بلکہ منجملہ دیگر زمینداران علاقہ کے اچھی زمینداری اور جمعیت رکھتا ہے۔ یہ تینوں حصہ اصل ان کی قوم پتافی کی ہے لیکن اب اُن میں اس قدر اختلاف آگیا ہے کہ کوئی امر اتفاق کا باقی نہیں رہا جیسی صحبت ہوئے ویسا رواج ورسم ہے۔

چمن سوئم

گل پہلا

در باب حالات زمین: اس ضلع میں تین قسم یعنی نام زمین کے مشہور ہیں۔ اوّل سندھ: وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ جو زمینات طرف کنارہ دریا سندھ کی واقعہ ہیں، وہ بنام زمینات سندھ بولے جاتے ہیں۔ دوئم پچادھ۔ جو زمینات طرف غرب پچادھ واقعہ ہیں وہ عام لوگوں میں زمین پچادھ مشہور ہے۔ سوئم ڈندہ۔ جو زمینات درمیان سندھ کے واقعہ ہیں وہ ڈندہ بولے جاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ اس کا ایسی مانا جاتا ہے کہ ڈندہ بمعنی جیسی دندان سخت ہوتے ہیں۔ ویسی یہ زمین بھی بہ نسبت سندھ وپچادھ کے سخت ہے۔ اس سبب سے اس کا نام ڈندہ مشہور ہوگیا۔

اول زمین سندھ یہ زمین دو صورت سے آباد ہوتے ہیں ایک پڑنے مت دریا سے جو مواضعات قریب دریا کی ہیں۔ دوسرا آنے پانی چھل سے آباد ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کی

زمین صرف سیلانہ ہوتی ہیں۔ ان کو کچھ ضرورت پانی کی نہیں ہوتی۔ دوسرے قسم کی زمین چھل کے پانی سے سیراب قلبہ رانی اور پانی چاہان سے سیراب ہوتی ہیں۔ شرح آبادی و بٹائیے فیمابین اپنی داران ومزارعان قسم اول اکثر موروثی کے طور پر دستور موروثی کے یہ ہے کہ ایسی زمینات پر پہلی دو تین سال میں جنگل کٹائی وچوک پر محنت زیادہ ہوتی ہے۔ مزارخان از گورہ خود مصارف کرکے جو ایسی زمینات کو آباد کرتے ہیں۔ وہ موروثی کہلاتے ہیں۔ کہ بوٹہ مار کے سبب سے حق کاشت اُن کا ارث ہوگیا۔ مزارخان بوٹہ مار سے مالک زمین صرف حق محصول بشرح چہارم حصہ یا پنجم حصہ بموجب اقرار مجوزہ روز اول اور حق مالکانہ بشرح سہولتہارے یعنی 10/14 لیتا ہے بیدخل کی۔ اختیار مالک میں نہیں ہاں اس حالت میں بے دخل ہوسکتا ہے۔ جب دو تین سال زمین مذکورہ کو عملاً ویران چھوڑ دی اس وقت مالک کا اختیار ہوتا ہے کہ خود کاشت کرے یا دوسرے شخص کو واسطہ کاشت کے دیوے۔ جو زمینات مالکان اپنے خرچ سے بختبر شگافی کرکے مزارخان کو واسطہ کاشت کے دیتی ہیں۔ وہ مزارعان غیر موروثی ہوتی ہیں۔ اُن کی بے دخلی شرع سال فصلی پر ہمیشہ مالکان کے اختیار میں ہے۔ ایسے مزارخان سے علاوہ کچھ محصول عوض حق کاشت کے ایک حق انواندہ کا مالکان زمین لیتی ہیں۔ شرح انواندہ کی حیثیت زمین پر منحصر ہے۔ عموماً اعلیٰ قسم زمین کے واسطے چہارم حصہ منجملہ رہ کام مقرر یعنی از پیداوار کل انبار کے چہارم حصہ بابت کچھ محصول وچہارم حصہ انواندہ کل نصف مالک اور نصف مزارعہ لیتے ہیں۔ پیشتر بنظر کم حیثیت ہونے زمینات کی مزارعان موروثی کا زیادہ رواج تھا۔ اب اکثر مالکان خود بختبر شگاف وغیرہ اخراجات کرکے زمینات کو خود آباد کرتے یا مزارعہ سے حق انواندہ لیتی ہیں۔ قسم دوئم جو زمین آنے پانی سیلاب وچاہان سے آباد ہوتے ہیں اس پر مصارف کہدوائی چاہان کا زیادہ ہوتا ہے۔ احداثی چاہان مالکان خود کرتے

ہیں۔ یا جس کو شرح آدھ لاپی پر دیتی ہیں کہ مالک زمین کا واسطہ احداثی چاہ جدید کے زمین خود کسی دوسرے شخص کے سپرد کرتا ہے۔ وہ جملہ اخراجات از خود کر کے جب کھوا قابل اجرائی کے کیا۔ اس میں نصف ملکیت مالک زمین کے اور نصف احداث کنندہ کی ہوجاتی ہے۔ اس سبب مزارعان موروثی زمینات چاہی پر کم ہیں۔ کہ اکثر یہ اخراجات احداثی چاہان وبنجر شگافی مالکان خود کرتے ہیں۔ عموماً شرح بہاولی واپسی زمینات کی حق محصول چہارم یا پنجم حصہ وحق مالکانہ سہولتہاری 1/16 بموجب حیثیت زمین یا شرط اقرار کے مقرر ہے۔ ایسی زمینات کو اکثر زمینداران خود کاشت کرتے ہیں۔ بعضی مزارعان کو بھی کاشت کے واسطہ دیتی ہیں۔ حق انواندہ رواج چنداں نہیں صرف اس قدر ہے کہ جس مزارعہ کو زمین کاشت کے واسطہ دی۔ ایک دو سال کے معیاد مقرر ہوئی۔ مالکان و مزارعان مشترک کاشت کرتے ہیں۔ ایک چاہ پر جو چار جوڑہ بیل اور چار بیلے مطلوب ہوئی۔ اس میں سے دو جوڑا بیل اور ایک بیلے ملازم مالک نے اور دو جوڑا بیل اور دو نفر بیلی مزارعہ نے دئے گویا کہ ایک بیلی کے مالک کو سہولیت ہوگی۔ بعضی وقت ایک چاہ پر دو جوڑا بیل اور دو نفر بیلی منجانب مزارعہ اور ایک جوڑا بیل معہ بیلی منجانب مالک تعینات رہے۔ اور پیداوار زراعت کے بعد منہائی کچھ محصول نصفا نصف تقسیم کر کے اس سے ایک چہارم کے مالک زمین کو کفایت یعنی منفعت حاصل ہوئے۔ مگر یہ رواج کسی اعلیٰ قسم زمین بعضی مواضعات میں ہے سبب یہ ہے کہ اجرائی چاہان پر مصارف زیادہ ہوتا ہے۔ اس سبب کاشتکاری میں چنداں منافع نہیں ہوتا ہاں جو زمینات خاص شہر ڈیرہ یا قصبہ جات کلاں میں اس قسم کے واقع ہیں اُن سے بذریعہ کاشت کاری وغیرہ اقسام اجناس کے زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ بایام گرانی نرخ غلات زمینات ضلع ہذا زیادہ ترقی پر آ گئی تھی۔ بالفعل بازار سرد ہے۔ رونق اور قیمت زمینات کے باختیار سرکار کے ہے۔ مثلاً ایک کنوئے کی پیداوار محصول اوسط قسم سو روپیہ سالیانہ ہوتی ہے۔ اگر اس پر سرکار برابر سو روپیہ جمع مقرر کرے تو حسب حیثیت پیداوار مالکانہ کی نہایت قیمت اس کنوئے کی پانچ سو روپیہ تک ہوگی اگر اسی چاہ کی جمع سرکار سے کچھ سالیانہ مقرر ہو تو بنظر منافع سالیانہ قیمت چاہ مذکور ہزار روپیہ اگر اس کے جمع سرکار مقرر کردیوئی تو دو ہزار روپیہ قیمت اس چاہ کے شخص ہوگی۔ اگر بجائے سو روپیہ کے 110 جمع مقرر ہو جاویں تو اس چاہ کی کچھ بھی قیمت نہ ہوگی چنانچہ ابتدائی عملداری کا سرزمین جو زمینات ضلع ہذا پر جمع سنگین لگائی گئی تھی۔ چند زمینداران نے ملکیت چاہان سے بیزارگی نامہ جات بلا کچھ لینے قیمت کی بلکہ از دست کچھ دے کر لکھ دی تھی کیونکہ آمدنی حق مالکانہ خفیف رقم ہے۔ عملداری سرکار عالی میں جو بالفعل زمینات کا زیادہ قدر اور حیثیت مشہور ہو رہی ہے صرف مہربانی سرکار ہے کہ جمع اس ضلع کی بالفعل بموجب حیثیت نرخ غلات سالہا گذشتہ نرم ہے۔ ورنہ زمینات دہی میں جو پیشتر نہیں گذشتہ زمانہ میں اس قدر قیمت اور رونق زمینات کو کبھی نہیں ہوئی اب بھی مہربانی سرکار سے امید ہے۔ کہ اپنی تھوڑی نفع کے واسطے زیادہ نقصان رعایا کا گوارا نہ فرماوے گی۔

گل دوئم

حال بیوپار: ضلع ہذا یہ ہے کہ عام لوگوں میں بیوپار دو قسم پر مشہور ہے اول کوٹھی داری۔ دوئم دوکانداری۔ کوٹھی دار: اس کو کہتے ہیں جو اطراف سے لین دین اجناس و ہنڈویات کارر کھے اور مال اسباب واجبی نفع پر مجمل طور فروخت کرتے ہیں۔ متفرق طور

بالکل فروخت نہیں کرتے نہ متفرق اجناس اور نہ وزن اور نہ ترازو رکھتی ہیں۔ دوکاندار وہ لوگ ہیں جو کوٹھی داروں سے مال خرید کر کے دوکانات پر متفرق طور فروخت کرتی ہیں۔ گویا کہ کوٹھی دار بمنزلہ ٹھیکہ دار اور دوکاندار خوردہ فروش کی ہیں۔ اول قسم کے بیوپاری ضلع ہذا میں صرف دو موقع پر رہتے ہیں۔ خاص شہر ڈیرہ غازیخان کوٹ مٹھن علاقہ تحصیل راجنپور، ڈیرہ غازیخان میں بقدر پندرہ بیس کوٹھی ہوں گی۔ جس میں بھائی چمن لعل مانگہ سرگروہ اور نامور ہے۔ کوٹ مٹھن اس موقع پر تھوڑی عرصہ تک قریب بتیس کوٹھی کے واقعہ تھیں جس میں بھائی ٹیکچند پوپلی بھتیجہ بھائی مہرچند کا سرگروہ اور نامور ساہوکار تھا۔ لیکن گردش بیوپار کے سبب سال 1870ء سے جبکہ بیوپار کوٹھی بھائی ٹیک چند بند ہو گیا۔ اب صرف چار پانچ کوٹھی بقدر پندرہ بیس تو خاص اپنی اور لواحقان بھائی موصوف باقی دس پندرہ کوٹھی کو بھی اس سے رونق اور قیام تھا۔ اس ضلع میں موقعہ اور رستہ بیوپار اطراف کا یہ دو شہر ہا بجانب شمال ڈیرہ اسمٰعیل خان ملتان شجاع آباد لاہور امرتسر بجانب جنوب سکھر نو شکار پور کراچی بمبئی جو پاراں لوگوں کا یہ ہے کہ ہر ایک کوٹھی کی طرف سے ایک دار یا گماشتہ یا بھلاونہ مقامات سے تحریر چٹھیات درباب نرخ و روئیداد بیوپار کی ایک دوسرے سے جاری رہتی ہے۔ بموجب روئیداد نرخ جس جنس کے خرید و فروخت میں نفع دیکھا۔ ایک دوسرے کے پاس خرید و فروخت کر کے بھیجتی رہتی ہیں۔ اگر مقامات دساور پر منجملہ حصہ داراں کی کوئی شخص خود تعینات ہوا تو نفع نقصان میں بموجب حصص مجوزہ کو بھی مشترک رہا۔ اگر کوئی گماشتہ پہری کا خواہ کسی مقام پر بھیجا گیا تو بموجب اقرار اور شرط کے وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اکثر ایسی گماشتہ کا بات نفع نقصان اُس سرہ یعنی جناس خریدہ کی ایک حصہ اور مالک کوٹھی کے دو حصہ ہوتی ہیں۔ اس ضلع میں دونوں قسم کا رواج ہے بعض

کوٹھی کی طرف سے خود حصہ دار مقامات دساور پر تعینانت ہیں۔ بعض کی طرف سے گماشتہ گان بھیجی جاتی ہیں۔ حصہ دار کو ہر قسم خرید و فروخت کا اختیار منجانب کوٹھی دار کے رہتا ہے۔ گماشتہ پہرہ کو صرف اس قدر اختیار ہے کہ جس قدر شاہ یعنی مالکان کوٹھی اجازت دیویں کرے۔ گماشتگان دو نام پر معروف ہیں۔ ایک پہرہ کا دوسرا ہنگھیلو۔ اول قسم گماشتہ کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے کہ وہ بمنزلہ مختار خاص کے ہے اُس کا ساختہ پرداختہ ساہوکار کی ذمہ پر داختہ ساہوکار کی ذمہ پر اس قدر واجب آتا ہے، جس کی ساہوکار سے اجازت مل چکی ہو دوسرے قسم کے گماشتگان کے یہ طریق ہے کہ ایک حد مقرر تک منجانب شاہ کی بلاسود مبلغان ان کو ملتی ہیں اور بھی جس قدر بیوپار وہ گماشتگان کرتے ہیں باعتبار شاہ کی نفع و نقصان کُل بیوپار متعلقہ اُن گماشتگان میں ایک حصہ ساہوکار دو حصہ گماشتگان جس قدر شامل ہوں مقرر ہوتا ہے۔ ایسی گماشتگان بمنزلہ مختار عام کی ہیں۔ ہر صورت ساختہ پرداختہ اُن کا ذمہ شاہ کے عائد۔ عموماً اس ضلع سے اجناس ذیل۔

غلہ گندم و جوار، کپاس، پشم، نیل سیاہ، روغن سیاہ، افیون جاتے ہیں۔ اور اجناس ذیل قند سیاہ، بزازی ہر قسم شکر تری اقسام دہات اقسام متفرقات کرانہ اور کبھی کبھی اور اجناس بھی جیسا موقع نرخ کا ہوتا ہے آتی جاتی ہیں۔ معاملہ بیوپار کوٹھی داری اوپر پرتیت یعنی اعتبار کی منحصر ہے جب اعتبار بنا رہتا ہے تب بلا موجودگی مبلغان کی صدہا ہونے کا معاملہ ہوتا رہتا ہے۔ جب اعتبار اُٹھ گیا موجودگی روپیہ سے بھی کام نہیں چل سکتا۔ تھوڑے عرصہ سے جب اعتبار ساہوکاران درست بنا ہوا تھا۔ اکثر معاملہ اعتبار ایک دوسرے سے جاری تھا۔ چنانچہ گماشتگان منجانب کوٹھی موقوعہ کوٹ مٹھن جو بمقامات سکھر یا ملتان موجود تھی۔ اجناس بموجب نرخ مناسب خرید کر کے کوٹ مٹھن پہنچتی تھی۔ اور روپیہ قیمت اس کے

واسطہ ایک پرچہ ہنڈوی اس مقام سے جہاں سے جنس خرید کر کے بھیجا جاری ہوتا تھا۔ اگر وہ جنس کوٹ مٹھن پہنچ کر فروخت ہو گئے تو روپیہ قیمت اس کا ادا کر دیا ورنہ کوٹ مٹھن والوں نے دوسرے طرف کے گماشتگان پر ہنڈوی لکھدی اس طرح چند مدت تک ہنڈویات ایک دوسری مقامات پر منتقل یعنی گردش کرتے رہتی تھی۔ بلا مبلغان ہزارہا روپیہ کے معاملات ہو سکتی تھی۔ صرف اعتبار سے اب جب سے اعتبار میں فرق آیا ہنڈوی کوئی خرید نہیں کرتا کس طرح معاملہ بیوپار چل سکے۔ اس زمانہ میں معاملہ بیوپار بہ نسبت سابق بباعث بے اعتباری بیرونق ہے۔ قسم دوئم دوکانداری بعض دکاندار اچھی متمول زیادہ تر بیوپار کرنیوالے ہیں۔ ان کو ساتھ کوٹھی داران کی مشابہت ہو سکتی ہے۔ اکثر دوکاندار تھوڑی اجناس موافق گزران کے کوٹھی داران سے خرید کر کے دوکان پر رکھتی ہیں۔ متفرق طور جس قدر منافع ملے گا۔ لے کر فروخت کر دیتی ہیں۔ یہ کام مزدوری کا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہوا کہ جو چیز فروخت کے واسطے آئی۔ دو چار روپیہ کے یکجاہ خرید کر کے صبح سے شام تک دوکان پر بیٹھا رہا۔ اس سے جو 4 خواہ 6 نفع ملا گزران کے واسطے کافی تصور کیا یہ بالکل خرد دکانداران شہر نشین کی حالت ہے جو مواضعات بیرونی میں کلان دوکاندار ہیں۔ ان کو زیادہ نفع زراعت کاران کے ساتھ لین دین کرنے تخم وغیرہ اخراجات زراعت کی قرضہ دینے میں بابت سود وغیرہ ہوتا ہے۔ اور بروقت عبور فصل وہ لوگ زراعتکاران سے اجناس بہ نرخ ارزان خرید کرتی ہیں بعض سال تفاوت نرخ سے ان لوگوں کو بہت نفع ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت جو زراعت کا ان کا منافع ہے عوض سود اور تفاوت نرخ کی یہ لوگ کہا جاتے ہیں۔

گل سوئم

پیشہ و گزران معاش: ظاہر ہے کہ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ زراعت کاری، بیوپاری، مزدوری، ملازمی عملداری سرکار انگریزی میں تین قسم کے لوگ تو ہر صورت سے آسودہ خوش ہیں۔ صرف قسم چہارم کے لوگ فی الجملہ داد خواہ ہیں۔ بوجوہات ذیل۔

قسم اول زراعت کاری: عملداری ہائے گذشتہ میں اس قدر سختی تھی کہ زراعت کار لوگ اگر دو خوشہ سبز یعنی آبنوہ کے طور پر آئی زراعت سے کھالے تو کراوگان منہہ سے الٹی کرا کے نکلوائے اور زور ضرب کر کے چٹی یعنی جرمانہ وصول کرتے گویا کہ زراعت کار لوگ کمند ٹھپہ کے ساتھ کراوگان کی باندی ہوئی تھی۔ اب جیسی نہیں کہ زمیندار اپنی اپنی زمین کے مالک اور حاکم ہیں۔ ان کا اختیار ہے کہ کل زراعت کچی کھاویں یا پکی بے خطر خود کھاتی ہیں۔ اور مال اسپان پالتی ہیں۔ کچھ کسی کا دخل نہیں۔ بطور حاکم جاگیر اپنی اپنی کنوئے کے بٹائی کرتے ہیں۔ گزران معاش وہ حال ہے کہ عوض محصول مقررہ عملداری ہائے گذشتہ سرکار بقدر نصف جمع مقررہ وصول کرتی ہے۔ نصف کے قریب زمینداران پر مباح ہے۔

قسم دوئم بیوپار: عملداری سرکار میں اول مشرق سے مغرب تک رستہ بیوپار کھلا ہوا ہے۔ دوسرا انتظام کا وہ حال ہے کہ ویرانہ جنگل میں سڑک پر صدہا بار مال اسباب بلا حفاظت پڑی رہتی ہیں۔ کسی کا مقدور نہیں کہ گردانگی پھر سکے تیسرا کچھ دہڑیا زکوات سرکار کے مقرر نہیں نہ کچھ روک ٹوک ہے سوداگر کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا مال لے جاوے۔ چہارم آدھ آنہ کی ٹکٹ لگانے سے ہر اطراف کا ہزارہا کوس پر احوال نرخ و روئیداد بیوپار بیوپاری لوگ معلوم کر لیتے ہیں۔ عملداری ہا گذشتہ میں اول راجن پور سے ڈیرہ تک جانے کا رستہ نہیں تھا اور اطراف کے رستہ سے کسہ کو کیا واقفیت اور کہاں

رسائیت دوسرا انتظام عملداری با سابقہ کا یہ حال تھا کہ بدون ہمراہ کرنے بدرقہ یا جمع ہونے دس بیس آدمی کے چار کوس کے فاصلہ پر آدمی مشکل آمد و رفت کرسکتا تھا۔ تیسرا زکوات کی ایسی سختی تھی کہ قیمت مال کے برابر زکوات سرکار لیتی تھی۔ بدون اجازت زکواتی جو منجانب سرکار مقرر رہتا تھا۔ مال آنے جانے نہیں سکتا تھا۔ چوتھا کوئی ڈاک یا رستہ آمد و رفت چٹھیات کا نہیں تھا۔ کسی قاصد کو اجرت دے کر بھیجتے تو پچاس کوس کے اوپر چٹھی پہنچاتی اور جواب لانے کے واسطے پانچ روپیہ قاصد لیتا تھا۔

قسم سوئم مزدوری پیشہ: زمانہ سابق میں اول اس قدر مزدوری نہیں تھی۔ دوسرا کار بیگار سے یہ لوگ فرصت نہیں پاتے تھے۔ اب مزدوری کا کام اس قدر ہے کہ مزدوری پیشہ لوگ بسر نہیں آسکتی۔ حق مزدوری جو سابقہ زمانہ میں ایک آنہ ملتی تھی۔ اب چہار آنہ ہیں۔ کار بیگار کا نام نہیں کہ بہ نسبت رعایا کے سرکار کی طرف سے مزدوری زیادہ ملتی ہے۔ القصہ یہ تینوں پیشہ کے لوگ عملداری سرکار میں بہت آسودہ خوش گزران راقم کے نزدیک کسی زمانہ میں ان لوگوں نے ایسی فرصت نہ اٹھائے ہوگی جس طرح اب عملداری سرکار میں ہیں۔

قسم چہارم ملازمی پیشہ: عملداری با گذشتہ میں اول تو اس پیشہ کے لوگ تھوڑے تھے۔ دوسرا بادشاہ و صوبدار اسی ملک کے آگے ان کی وزیر امیر وزیر مدار المہام و ملازم یہی لوگ تھے۔ عملداری حال میں اول تو اہلکاران کی اس قدر کثرت ہوگئی ہے کہ ملے ماہواری پر ایک قلی نہیں ملتا۔ پانچ روپیہ ماہواری پر دس منشی مل سکتے ہیں۔ دوسرا بادشاہ جو دوسرے ملک کا ہے جملہ ذی عہدہ دار و مدار المہام اسی ولایت کے ہیں۔ اگرچہ جن لوگوں کا روزگار ہوا ہے وہ اچھی خوش گزران ہیں۔ مگر جو لوگ بے روزگار ہیں۔ وہ نہایت تنگ اور آزردہ دل رہتی ہیں۔ کیونکہ سوائے ملازمی کے اور کسی کام کے لائق وہ نہیں رہے۔ نہ کرسکتے ہیں۔ اور سفید پارچہ کا بھی شرم ضرور انکو رکھنا ہے گویا کہ سفید پوش

جیسا فقیر اور دنیا میں نہ ہوگا۔ بھرحال سفید پوش واجب الرحم ہیں۔ ہر عملداری میں سرکاران کے حال پر نظر شفقت رکھتی رہی اب بھی غور طلب ہیں۔

گل چہارم

درباب تشریح پیداوار ہر قسم: جو پیداوار کاشت سے پیدا ہوتی ہے۔ تفصیل اس کے نقشہ مشمولہ سے واضح ہوسکتی ہے کہ ہر ایک تحصیل کے پیداوار ہر اجناس نقشہ چہارگانہ ضلع سے منتخب کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ دنیا میں جو اصل نفع خداداد ہے پیداوار زراعت کی ہے۔ اور ہر قسم کا نفع ایک سے چھن کر دوسرے کو ملتا ہے۔

بیوپار: اگر ایک نفع اٹھاوے گا تو دوسرا ضرور نقصان پاوے گا۔ گویا کہ گرانی میں جو فروشندگان کو نفع ملتا ہے خریداران کو سراسر نقصان اور قصباتی لوگ اس ضلع میں زیادہ تر سفید باف ہیں۔ مگر وہ موٹا کام کرنے والے ہیں۔ سو جب سے سرکار عالی کی عملداری ہوئی ہے۔ پارچات انگریزی گوناگوں ہر سال نئی قسم کے چلی آتی ہے۔ ان لوگوں کا کچھ چنداں رواج نہیں۔ صرف خاص ڈیرہ غازیخان میں چند دوکانات ریشم کا کام چنانچہ گلبدن دریایے بنانے والے کے ہیں۔ اور کچھ اعلیٰ قسم کی پیدائش قصباتی لوگوں سے نہیں ہوتے صرف معمولی کام کے لائق ہیں۔

چمن چہارم

درباجن آمدنی و خرچ گل پہلا تفصیل آمدنی و خرچ ضلع ہذا بابت سال 1968-69ء کتاب ضلع سے منتخب کر گیا۔ بموجب ذیل۔

ظاہر ہوگا کہ بہ نسبت آمدنی کے خرچ دوگنا سے زیادہ ہے یعنی مالیانہ ۷/۱۱ لکھ سرکار کو خسارہ ہوتا ہے۔ کہ تحصیل راجن پور کے واسطے تحصیل علی پور اور ڈیرہ غازیخان کے واسطے خاص ضلع مظفر گڑھ سے روپیہ اپنے ضلع کے واسطے آتا ہے۔ اور خرچ میں پورا ہوتا ہے۔ اس ضلع میں اس قدر زیادتی خرچ اور کمی آمدنی باعث سرحد کی ہے۔ جب انتظام سرحد ہو گیا اگرچہ ابتداء میں چند سال اور بے خرچ بڑھانا ہوگا۔ لیکن انجام کار خرچ میں تخفیف اور آمدنی میں ترقی ہوگی۔ علی ہذا القیاس جو ضلع جات سرحد پر واقع ہیں آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے۔

انتظام ضلع

گل دوسرا:

انتظام ملکی ہر قسم: ضلع ہذا میں چہار تحصیل اور ہر ایک تحصیل تھانہ جات پولیس وانریری مجسٹریٹ بموجب ذیل مقرر ہیں۔

تحصیل ڈیرہ غازیخان

کوتوالی خاص کوٹ چھٹہ یارو چوکی تھانہ تونسہ
ڈیرہ غازیخان چوکی
غلام حیدرخان جمال خان تمندار
تمنداران لغاری انریری
انریری مجسٹریٹ مجسٹریٹ چوکی

علاقہ تحصیل سنگھڑ

غلام حیدرخان تمندار لغاران
انریری مجسٹریٹ لغاران

تحصیل جامپور

تھانہ جامپور چوکی داجل تھانہ ہڑند
غلام حیدرخان مزارخان تمندار ا
تمندار گورچانی لغاران مہتم
آنریری پولیس چوکی
علاقہ ہڑند

تحصیل راجن پور

تھانہ راجنپور تھانہ کوٹ مٹھن چوکی روجھان تھانہ فاضل پور
چوکی شاہ والے امام بخش خان تمندار میرن خان تمندار
مزاریان آنریری دریشک آنریری
مجسٹریٹ علاقہ مجسٹریٹ سے
روجھان

اور خاص ضلع میں عدالت دیوانی فوجداری کے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اسسٹنٹ کمشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ایک اسسٹنٹ کمشنر حصہ ضلع راجن پور میں تعینات رہتا ہے۔ حاکم پولیس کوئی علیحدہ مقرر نہیں ان عدالتوں کو اختیار پولیس و جوڈیشل بموجب اپنی درجہ کے کرتے ہیں اور ضلع بھر میں ایک رسالہ پولیس اور ایک کمپنی پولیس گارد مقرر جس میں سے بقدر تیسرا حصہ راجن پور میں اور دو حصہ خاص ضلع ڈیرہ غازیخان میں رہتی ہیں۔ سواران کچھ چوکیات پر بمقامات سڑک ضلع اور کچھ لین ہا میں تعینات کمپنی پولیس گارد کی حفاظت خزانہ وجیل خانہ پر رہتی ہے۔

دفتر تار برقی: خاص مقام ڈیرہ غازیخان وراجن پور میں مقرر ایک لین تار طرف سنگھڑ ثانی طرف ڈیرہ اسمٰعیل خان ثالث بطرف ملتان جاتی ہیں۔

مدرسہ جات: تمام ضلع میں بموجب تفصیل ذیل کے جاری جس میں 1549 طالب العلمان کو روزمرہ تعلیم ہوتی ہے۔ علاوہ اس سے گورنمنٹ اسکول ڈیرہ غازیخان میں قریب 150 طالب العلم انگریزی وغیرہ پڑھتا ہوگا۔ یہ سراسر فیاضی سرکار انگریزی کی ہے کہ ایسی بے بہا خیرات رعایا ہے۔ غربا کو امداد فرماتی ہے۔ فوائد علم کے بیان کرنے میں قلم کو یارائے تحریر اور زبان کو توانائی تقریر کے نہیں بے علم انسان مثل حیوان کے ہے صرف بموجب فضیلت علم کے اشرف المخلوقات تسور ہو سکتا ہے۔ اور جو درجہ علم کو حاصل ہوتا ہے وہ بادشاہ یا راجہ کو بھی نہیں ہندی شعر ہے۔

دوہڑا: دو یہ کو تب لگ پڑھو۔ جب لگ گھٹ میں پران تھان داہنی پہنچی نہیں۔ جہان پہنچی دو یادان معنٰی اس کے یہ ہیں کہ جب تک زندگی ہے علم حاصل کرتے رہو۔ جہاں اہل علم پہنچ سکتا ہے وہاں دولت مند نہیں پہنچ سکتا۔

مثال نمبر ۱: ایک خواندہ شخص بموجب فضیلت علم کے سب سے اونچا چوکی پر بحالت بڑھنی پوتھی گرنتھہ صاحب بیٹھ سکتا ہے۔ بے علم دولت مند بلکہ راجہ اس موقع پر نہیں بیٹھ سکتا۔ مثال نمبر ۲ ایک اہل علم کے پیچھے چاہے جیسا ہو نماز پڑھنا روا ہے۔ ایک

دولت مند کے پیچھے حتیٰ کہ بادشاہ بھی روانہیں مطلب کہ خداشناس علم پر منحصر ہے۔

بقول شیخ سعدیؒ : کہ بے علم نتوان خدارا شناخت

یہ جو قانقاہ ہیں یا میدان کی پرستش ہوتی ہے۔ یا اولاد مشائخوں یا پنڈتوں اور برہمنوں کے مانتے ہوتے ہے سب فضیلت علم کی ہے اس قدر فوائد تو مذہبی درجہ پر حاصل ہوتی ہیں۔ جو دنیاوی ہیں۔ وہ سب پر بخوبی عیاں کہ چندانے شخص درجہ وزارت و امیری پر پہنچی ہیں۔ چنانچہ نواب سعد اللہ وغیرہ۔ چند حکیم مشہور ہوئے ہیں۔ چنانچہ افلاطون وغیرہ اور رعایا کے حقوق ملحوظ رکھنے اور بچا تعدی زبردست کے واسطے سب بات سے علم بڑھانا زیادہ فائق ہے کہ بموجب وسیلہ علم کے رعایا خود ہر استحقاق و امورات اپنی یا سرکار یا کسی زبردست کے بخوبی محفوظ کرسکتا ہے۔ اور علم سے ہر کہ ذمہ کی قدرت ولیاقت افزوں ہوجاتے ہے۔ جس سے ہر افعال سنجیدہ ومقوی ہوتے ہیں۔ ولایت انگلستان وغیرہ ملک یورپ کے جو ہر بات میں فوقیت رکھتی ہے۔ صرف فضیلت علم کی ہے ورنہ گذشتہ زمانہ میں جو حال اُن ولائتیوں کا ربا ملاحظہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔ اس ملک کی بھی جس قدر ترقی بالفعل بادشاہت سرکار انگلشیہ میں ہورہی ہے صرف باعث ترقی علم وصحت اہل علم کی ہے۔

چنانچہ ریل گاڑی اور تار برقی جو ایک عجیب حکمت ہے سب کے بنیاد علم سے ہے جس قدر شائستگی قوم انگریزی نے حاصل کی ہے۔ سب فضیلت علم سے ہے۔ علم کیمیا سے بھی افضل ہے کیمیا سے دنیا حاصل ہوسکتی ہے۔ طریق خداشناسی کا میسر نہیں ہوسکتا۔ علم سے انسان واصل باللہ ہوجاتا ہے۔ بلکہ علم آدمی کی آنکھیں ہیں الا آنکھوں سے بھی فائق آنکھوں کے ساتھ صرف موجودات کو دیکھ سکتا ہے علم کے وسیلہ سے ماضی ومستقبل وحال تینوں زمانہ کا حال دریافت کرسکتا ہے۔ پس دنیا میں سب سے زیادہ تر عزت وتعظیم کی ہے اس کے برابر اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

فہرست مکاتب وخرچ ماہواری مدارس ضلع ڈیرہ غازیخان

نمبر شمار	نام تحصیل	نام مدرسہ	تعداد طلبہ	حال معلمان و نائب معلمان و مانیٹر وغیرہ	خرچ ماہوار متعلقہ جات	خرچ [illegible] متفرق	میزان کل خرچ ماہوار	میزان خرچ تحصیل وار
۱	ڈیرہ غازیخان	چوٹی	۶۰	اول معلم، نائب معلم، نائب معلم ثانی، میزان	۵	۰	۱۴	
۲	”	کوٹ چھٹہ	۵۰	اول معلم، نائب معلم، مانیٹر، میزان	[illegible]	۸	۸	
۳	”	ہندوانے	۳۰	معلم، میزان	۲	۰	۱۰	
۴	”	شیرو	۳۰	معلم، میزان	۵	۰	۱۵	
۵	”	جھوک	۲۰	معلم، میزان	۸	۰	۸	
۶	”	سمینہ	۳۰	معلم، میزان	۴	۰	۱۲	
۷	”	شنبہ	۴۰	معلم، نائب، میزان		۰	۴	
۸	”	باطل	۳۲	معلم، میزان	۸	۰	۱۴	
۹	”	لنڈہ	۳۵	معلم، مانیٹر، میزان	۲	۰	۱۲	
۱۰	”	مدرسہ سکول ضلع سکول ڈیرہ	۲۵۰	تنخواہ معلمان ۱۳۰	۸	۱۰	۱۳۰	
۱۱	”	ڈیرہ غازیخان	۰	چیف محرر، نائب چیف محرر	۰	[illegible]	۹۱	۹۱
۱۲	راجنپور	تحصیل راجنپور	۱۱۰	ہیڈ ماسٹر، معلم اول، نائب معلم، [illegible]	۹	۸	۱۲۰	
۱۳	ایضاً	فاضل پور	۳۵	معلم، میزان	۵	۰	۱۷	
۱۴	”	کوٹ مٹھن	۲۰	معلم، مانیٹر، میزان	۸	۰	۲۳	
۱۵	”	بستی	۸	معلم، میزان	۰	۰	۸	

اور چوکیات ذیل پر افواج جنگی و بلوچی تعینات رہتی ہے۔

متعلق چھاؤنی ڈیرہ غازیخان　　متعلق چھاؤنی راجن پور

جھوک بودو　پوست منگھروٹہ کمیز صرف سواران در گھری　　کوٹ زم صرف بلوچی فوج

صرف سواران بلوچی رسالہ پلٹن بلوچی رسالہ پلٹن بلوچی دفعدار مع سواران حوالدار

7 نفر　ایک ایک نفر ایک ایک سوار نفر　پیادگان

پرت کمپنی پرت کمپنی　نفر

پوست ہڑند

رسالہ　پلٹن　سواران بلوچی　کوٹ سبزل صرف بلوچی فوج　تھوزانی

ایک پرت ایک　صہ　دفعدار مع سواران　پیادگان　رسالہ　بلوچی سواران

کمپنی　نفر　نفر　ایک پرت　نفر

بندہووالہ　شیخوالہ صرف　بلوچی فوج

رسالہ پلٹن　سواران بلوچی　دفعدار مع سواران

ایک نصف　مع دفعدار　نفر

پرت کمپنی　نفر

واضح ہو کہ یہ فوج چھاؤنی ڈیرہ غازیخان و راجن پور پوست ہا دامن پہاڑ پر واسطے حفاظت سرحد کے تعینات رہتی ہے۔ جو غربی طرف علاقہ ہذا پہاڑ یاغستان واقعہ ہے۔ پیشتر پہاڑی لوگ بہت واردات علاقہ ہذا کرتے تھے۔ اس واسطے یہ چوکیات یعنی پوست مقرر کی گئی اب سال سے بالکل خیر و عافیت ہے۔ مہنوز بسبب اس کے کہ سرکار نے اندرون پہاڑ کچھ زیادہ دست اندازی نہیں کی بلحاظ رہتا ہے۔ اس باعث چوکیات جنگی تعینات ہیں اگر اندرون و پہاڑ جیسا تجویز ہو رہا ہے۔ کچھ بندوبست چھاؤنی وغیرہ

ہو گیا تو پھر ان چوکیات کا رکھنا کچھ ضرورت نہ ہوگا یہ ہے فوج جو اس ضلع میں بالفعل تعینات ہیں۔ واسطے انتظام پہاڑ سرحد بلوچستان کافی ہوگی۔

گل چوتھا:

بندوبست سرحدی دقانونی: مفصل حال جمع در قبہ ہر ایک تحصیل علیحدہ علیحدہ نقشہ مشمولہ سے واضح ہوگا ظاہر ہے کہ اس ضلع میں تین بندوبست وابتدائے عملداری سرکار سے اب تک ہوئے ہیں۔ جو پہلی بندوبست 49-1848ء میں ہوئی اس وقت پیمائش زمینات نہیں کی گئی۔ اوسط پر خیال کر کے جمع مقرر ہوئی مگر نہایت سنگین اور سخت کہ اس زمانہ میں زمینداران نے ادائی کرنے زر مالیہ میں نہایت سختی اٹھائی چند لوگوں نے بعوض جمع بیزار نامہ لکھ دیا اور چند لوگ مسکنات مالوفہ کو چھوڑ کر روبفرار ہو گئے۔ دوسرے بندوبست جو 53-1854ء میں ہوا بہ نسبت اُن بندوبست کے قریب ایک لاکھ روپیہ سرکار نے تخفیف فرمایا گویا کہ یہ بندوبست اول درجہ کا تھا۔ تیسرے بندوبست جو سال 60-1859ء میں ہوا اس میں سرکار نے قریب چالیس ہزار روپیہ اور کمی کیا۔ اس بندوبست میں زمیندار لوگ فی الجملہ نفع کی طرف رُخ لائے۔ علاقہ ازیں سال 1864ء سے نرخ غلہ گران ہو گیا۔ اس ضلع میں زیادہ تر پیداوار اجناس غلہ کی ہوتی ہے گرانی نرخ میں زمینداران نے خوب نفع اٹھایا۔ تب سے سال 1870ء تک زمیندار لوگ خوب بخوشی گزران کرتے رہے۔ اور قدر زمینات کا بالکل زیادہ ہو گیا۔ شروع 1871ء سے فی الجملہ نرخ غلہ ارزانی پر روگردان ہوا تب سے البتہ زمیندار اس قدر خوشی میں نہیں تاہم منفعت ہے کچھ خسارہ نہیں ایک تو زمینات زیادہ آباد ہو گئی ہیں۔

دوسرا نرخ بھی اب تک واجبی درجہ پر ہے۔ ایسا ارزان نہیں ہوا جس کو بالکل ارزان کہا جاوے۔ صرف زمیندار لوگوں نے جو بحالت سخت گرانی کی زیادہ نفع اٹھا دیکھا ہے۔ ان کے ذہن میں اب ارزانی معلوم دیتی ہے۔ دراصل غربا رعایا کے نزدیک ہنوز گرانی ہے۔ یہ تینوں بندوبست مذکور بالا بطور سرسری ہوئی ہیں قانون بندوبست ضلع ہذا اب سال 1869ء سے شروع یقین کہ سال 1872ء تک ختم ہوجاوے گا۔ لوگوں کے دل میں لحاظ سختی جمع بندوبست قانون زیادہ ہو رہا ہے۔ لیکن امید ہے کہ اس بندوبست سے دونوں فریق کے یعنی سرکار اور رعایا کے حق میں انصاف اور فوائد حاصل ہوں گے۔ اس بندوبست قانونی میں اگرچہ تکلیف بہت ہوتی ہے۔ کہ چند اقسام اخراجات رعایا اور سرکار کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اور تکلیف محنت کام و حاضرباشی شروع سے اختتام تک رہتی ہے۔ مگر فوائد بہ نسبت تکلیف سے زیادہ ہیں۔ اول زمین کے جملہ تنازعات فیصلہ ہوجاتے ہیں۔ دوسرا آئندہ چنداں گنجائش تنازعہ کے نہیں رہتی۔ تیسرا قدر زمین کا بڑھ جاتا ہے۔ کہ جب مالک کو اس پر کچھ طرح پیمائش کرنی ہوتی ہے۔ اور اُن کی حدودات صاف ہوجاتی ہیں۔ وہ زمین مالک کو زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ چوتھا بعد اس کے اگر کوئی تنازعہ بابت زمین کے ہوتا ہے تو محنت فیصلہ اس کے عدالت کو کم ہوتی ہے۔ کہ ملاخطہ مثل بندوبست موضع سے جس میں تمام رواج وہ درج ہوتے ہیں جلدی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ گویا کہ نقشہ شجرہ کشتواری بنانا دریا کو کوزہ میں بند کرنا ہے اور تحریر رواج وہ بمنزلہ قانون کے ہے۔ بلکہ ایک گنا قانون سے بھی فائق کہ بعض امورات میں رعایا تعمیل قانون سرکار کے سختی سمجھتے ہیں اور رواج پر چلنا عین ثواب۔ پس جو رواج شروع سے پہلے بحاضری جملہ ساکنان وہ لکھا جاتا ہے۔ وہ بلا طرفداری اصلی اور نہایت مفید و موثر ہوتا ہے۔ دیگر تمامی نتائج و فوائد بندوبست اظہر من الشمس زیادہ کچھ ضرورت طوالت کی نہیں گویا کہ یہ بندوبست قانونی ایک فرض ضروری ہے۔ ہر حال میں ادا ہونا چاہیئے۔

خار پہلا

قصہ حال چوری و تفصیل اقوام و گزران مردمان چوری پیشہ:

واضح ہو کہ عموماً چوری دو قسم کی مشہور ہے۔ ایک چوری مویشی دوئم چوری اسباب دونوں اقسام کے صورتحال اور مرتکبان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یعنی جو چور مویشی کے ہیں۔ ان کو چوری اسباب کرنیکا رستہ یاد نہیں اور جو اسباب کے ہیں۔ وہ مویشی کی نہیں کر سکتی۔ اس باعث دونوں قسم کا حال الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

اول مویشی: اس کا طریق یہ ہے کہ اکثر جنگل میں بحالت چرنے گھاس مویشی کی چور کو زیادہ موقع چوری کا ملتا ہے۔ کہ ایک مالچہ پچاس یا ساٹھ جانور کی کہاں تک نگاہبانی کر سکے۔ اکثر چوروں کا دستور ہوتا ہے کہ اول وقت جانور کو ایک موقع پنہاں میں باندھ دیتی ہیں۔ جس کو اس ملک میں ہتم کہتے ہیں ایک دو روز بدستور اپنے مسکن پر حاضر رہ کر دریافت حال کرتے رہتے ہیں۔ مالکان کا اکثر یہ دستور ہے کہ ایک دو روز تک صرف بخیال آوارگی ادھر ادھر خود متلاشی رہتے ہیں۔ جب ناامیدی ہو چوکیدار کی معرفت طرف تھانہ کے رپٹ کہلا بھیجتی ہیں۔ اہالیان پولیس کا یہ دستور ہے کہ ایسی رپورٹ چوکیداروں کو صرف معمولی تصور کیا اگر مدعی خود رپورٹ کے واسطے آیا تو اس نے چوری جانا راس بیان کر کے اگر گمان کسی پر نہ بتلایا تو کہتے ہیں کہ تلاش کرو مل جائے گا تاہم بھی چوکیداران کی ذمہ کریں گے۔ صرف رپورٹ مفقود کی درج روزنامچہ کردی۔ اگر مالک کسی کے اوپر اپنا گمان بتلایا اور کچھ وجہ گمان پائی گئی تو کوئی اہل کار پولیس موقعہ پر جا کر تحقیقات شروع کرتا ہے۔ اتنے میں چور جب دیکھتا ہے کہ دو تین روز گزر گئے کچھ تدارک نہیں ہوا وہ موقع ہتم سے نکال کر دوسرے اپنی رازدار کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ دوسرے نے تیسرے کے پاس۔ علی ہذا القیاس بطور ڈاک چوکی وہ مال مسروقہ کچھ فاصلہ پر جہاں اشتباہ خارج

القیاس ہو چلا جاتا ہے اُس کا مبادلہ ایک عرصہ بعد اس چور کو حاصل ہوتا ہے۔ جو اس طرح دوسرے علاقہ کی راس مسروقہ ڈاک ہڈاک اس کے پاس پہنچ گئے۔ ان لوگوں کا آپس میں یہ لین دین کو چور لوگ سودا بولتے ہیں۔ چوری مویشی زیادہ تر طرف کنارہ دریا کے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنگل زیادہ ہے۔ دوسرا دریا ایک حد فاصل درمیان میں واقع ہے۔ تیسرا آنروے دریا علاقہ مظفر گڑھ ضلع غیر اور علاقہ بہاولپور غیر ریاست متصل احدود پناہ مال مسروقہ کے واسطے علاقہ غیر بہت اچھا موقع ہے۔ عموماً چوری مویشی اس ضلع میں بموسم طغیانی دریا زیادہ ہوتی ہے۔ دریا چور لوگوں کی واسطے بڑا وسیلہ ہے اول براہ دریا جانوران کا دیشی جو شنادری میں بہت مہارت رکھتے ہیں چُرانے جانا چوروں کو بہت سہولت ہے۔ دوسرا کچھ نشان سراغ کا نمودار نہیں رہتا۔ اکثر جو لوگ کنارہ دریا کی طرف رہنے والے ہیں۔ اس فن میں خوب ماہر۔ اور اس قسم لوگوں مسکونہ آنروی آب کے ساتھ اُن کی خوب بنی ہوئی ہے۔ زیادہ تر یہ رازداری معتبر چوروں کی ہوتی ہے۔ جو ان کے اعتبار سے دوسرے معتبر چوروں کی معرفت آنرو آب دریا یا دور فاصلہ پر مال مسروقہ پناہ لیتا ہے۔ عملداری ہائے سابقہ میں تا شروع عملداری سرکار انگریزی سوا اس قسم لوگوں کے جو خود چور یا چور کے رازدار تھے دوسرا کوئی غریب آدمی اس قسم مال کا ڈمیش رکھ نہیں سکتا تھا۔ کہ چرا لیتے تھے۔ صرف اسی قسم لوگوں کا مال اپنی قوت اور مہارت فن چوری کی بچا رہتا تھا۔ اس فن میں اقوام ذیل۔

گوپانگ، تربیچڑی، کہانگلہ قدیم سے نمبر اول چلی آتی ہیں۔ اصل بنیاد اور گھر چوروں کا جنگل ڈاہمہ جو مابین موضع نور پور و کوٹ مٹھن تحصیل راجن پور واقع مشہور۔ اقوام مذکور بالا اکثر ان حدود کے اندر اور متصل اس کی رہتی ہیں۔ بسبب تراکم جنگل واسطے چھپانے مال مسروقہ چور لوگوں کو خوب موقع ملتا تھا۔ اس موقع کے رہنے والے مالدار لوگ اکچر دو دو تین تین دفعہ بجرائم چوری مویشی یا رازداری قید بھگت چکے ہیں۔ برگزیدہ نیک معاش

متوطن ڈاہمہ کا ایک دفعہ قید ہوا ہو گا بالفعل اس طریقہ میں بڑا فرق آ گیا ہے پہلے اس پیشہ کی لوگوں کو 56-1855ء میں لفٹنٹ گریم صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن جو حال کرنل گریم صاحب کمشنر صوبہ ملتان کی ہیں۔ خوب سزا دی۔ چنانچہ اُن کے عہد میں بخش قوم مرو نمبردار حضرت والا، خیرو کہانگلہ نمبردار ڈاہمہ چند سرکردہ و نامور چور سزایاب ہوئے تھے۔ بعد اس کے 71-70-1869ء میں مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور نے ان لوگوں خوب سزا دی۔ چنانچہ بموجب ذیل نامور چور علاقہ راجن پور و ضلع مظفر گڑھ درست یا بہاولپور سزا قید پائے۔

علاقہ راجن پور و تحصیل جام پور علاقہ ضلع مظفر گڑھ علاقہ ریاست بہاولپور

احمد خان گوپانگ خیرو کہانگلہ مہر ہوی محمود دیدیوالی علی دیدیوال ماچھی ملکول سکنہ

نمبردار مڈیرن نمبردار ڈاہمہ مالدار سکنہ نمبردار سکنہ سکنہ ایضاً نقامت خانپور

ڈاہمہ نواں شہر

کوڑہ تربیچڑی ساہو جاڑہ دریہ منہاس کالمن یوہن حاصل لشاری

سکنہ ڈاہمہ نمبردار ڈاہمہ سکنہ ڈاہمہ نمبردار سکنہ باعشاہ سکنہ و نمبردار بستی لشاری

بچہ ملتاس قادرہ منہاس کوڑہ خان بہرام لشاری خیرا ایرارہ

سکنہ ڈاہمہ سکنہ ڈاہمہ جتوئی نمبردار سکنہ ایضاً سکنہ جتوئی

بیت رام پور

ہنہ خروس سکنہ جتوئی

جن لوگوں کا نام یاد تھا کیا گیا اور بہت لوگ ہیں۔ علاوہ قید معتبر چوروں کے مال مویشی مشتبہ مردمان علاقہ ڈاہمہ کا بہت ماخوذ کرا کے نیلام کیا اور جرمانہ ہا بہت سنگین مجوز فرمائی۔ یاد ہے کہ ایک مقدمہ چوری مویشی دور اس کا ڈمیش میں جس میں محمود دیدیوال ماخوذ ہوا۔ چند نفر ملزمان کو 24 برس قید اور چہار ہزار روپیہ جرمانہ کے سزا

فرمائی تب سے سیاست سرکار چور لوگوں پر زیادہ پڑ گئی علاوہ علاقہ ہذا علاقہ مظفر گڑھ کی بدمعاش زیادہ خائف رہتی ہیں۔ علاقہ تحصیل علی پور جو متصل تحصیل راجن پور کے ہے۔ خاص مقام ضلع مظفر گڑھ سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اقوام مسکونہ کنارہ دریا ہر دو علاقہ کا آپس میں نہایت پیوند اور سازش تھی۔ اس سبب سے مالمسروقہ دونوں علاقہ کا ایک دوسرے علاقہ میں پناہ لیتا اور کچھ پتہ نہ لگتا تھا۔ جب سے معتبر چوروں نے بعدالت راجن پور سزا پائی اب دونوں علاقہ جات میں بڑا آرام ہے۔ بہ نسبت چوری اسباب کے یہ چوری کرنے سہل ہے۔ چوروں نے بھی چھپانے اس کے واسطے ایسی حکمت نکالی اپنے کہ ڈاک بہ ڈاک دور فاصلہ پر مال مسروقہ لے جاتے ہیں۔ روز بروز رواج اس چوری کا کمتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سرکار اب ان کے رویہ سے واقف ہو گئی ہے۔ اور عام رعایا بھی بموجب امن زیادہ بندوبست تلاش کر سکتی ہیں۔ یقین ہے کہ عملداری سرکار میں تھوڑے عرصہ تک اس واردات میں بڑا فرق آجاوے گا۔ کہ مال مسروقہ چھپ نہیں سکے گا۔ اس باعث چوری مویشی کمتی ہو گئے۔ عموماً مرتکبان چوری مویشی اشخاص جنگل نشین اور احمق الاحمقین عقل و ہوش میں ترقی ہو جائے گی۔ اس سبب ایسے چوروں کا راز پوشیدہ رہنے نہیں دیں گے۔

چوری اسباب: یہ چوری زیادہ تر واقفیت سے ہوتی ہے۔ کوئی واقف کار آدمی چوروں کے بیچ ہوتا ہے۔ یا اس کے رازداری سے چوری ہوتے ہیں۔ اس چوری کے کرنے میں زیادہ محنت ہے۔ کہ دوکان محفوظ سے دم بند کرا کے اسباب نکالنا اور ہر صورت نگاہبانی رکھنے ہوتی ہے۔ بعد ارتکاب چھپانے مال مسروقہ کے واسطے بڑی گنجائش اکثر مال نقدی یا زیورات یا پارچات ہوتے ہیں۔ عام چور لوگوں کا یہ دستور ہے کہ اول مال مسروقہ کو جنگل میں یا کسی موقع ویرانہ میں مدفون کر دیتے ہیں۔ اس قسم چوروں کا زمین چھپانے مال مسروقہ کے واسطے بہت زیادہ وسیلہ ہے۔ اہل پولیس جس کی اوپر اشتباہ ہوا

اول خانہ تلاشی کا تدارک کرتے ہیں۔ سو گھر میں چور لوگ اکثر مال نہیں رکھتی۔ دوسرا تدارک سراغ کا ہے سو شہروں کے زمین اکثر سخت اور موقع آمد و رفت کا ہوتا ہے۔ سراغ لگ نہیں سکتا۔ قطع نظر اسکے چوروں نے حکمت نکالی ہے۔ کہ بحالت ارتکاب چوری پاؤں کو کپڑا باندہ لیتے ہیں کہ جس سے کچھ پتہ سراغ کا نہیں رہ سکتا۔ جب پولیس تدارک کر کے واپس گئے مال مسروقہ کو نکال کر جو زیورات ہوئی حضرت زرگر کے حوالہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک دم کچھ نشان اُن کا باقی رہنے نہیں دیتا۔ پارچات کہیں دور نکال دیتی ہیں۔ جسے کچھ پتا نہیں لگ سکتا اس قسم کے چور زیادہ تر بتوقع زرگران کی ہوتے ہیں۔ سو زرگر اس مزہ کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ کہ مفت ان کو ایک اچھا حصہ مال کا مل جاتا ہے۔ اور کچھ لحاظ برآمدگی کا نہیں رہتا۔ بہ نسبت چوری مویشی کے یہ چور زیادہ چالاک ہیں۔ عموماً یہ چور شہر نشین اور صحبت یافتہ ہوتے ہین۔ آج کل یہ چوری بہ نسبت چوری مویشی زیادہ ترقی پر ہے۔ اور قیاس ہوتا ہے کہ یہ چوری زیادہ ترقی پکڑے گی۔ کیونکہ عملداری سرکار جس قدر زیادہ تر ملک پر مشتہر اور موثر ہوتے جاتے۔ یہ چور زیادہ واقف کار و حجت بازی ہوتے جاتے ہیں۔ دوسرا کشادگی رستہ سفر اور سہولت ریل چور لوگوں کے واسطے دور دور کے علاقہ جات سے چوری کرنا اور مال مسروقہ دور لے جانیکا اچھا موقع ہے۔ جب سے بسبب اجرائے ریل ملتان و لاہور آمد و رفت غیر وطن لوگوں کے اس ضلع میں زیادہ ہوئے تب سے چوری اسباب ہے زیادہ اور پتہ کم بیشتر یہ چوری کم تھی۔ اور جس قدر ملکی لوگ کوتے تھے۔ اکثر کچھ عرصہ بعد برامد بھی ہو جاتی تھی۔ کہ بسبب کم عقلی کے مسروقہ چھپانے کا بندوبست بخوبی کر سکتے تھے۔ اب ملکی چوری بھی غیر وطن چوروں کی صحبت سے زیادہ مضبوط طریقہ چھپانے مال مسروقہ کا سیکھی جاتی ہیں۔ اور رستہ بھی ہر طرف خوب کشادہ ہے۔ آئندہ دیکھنا چاہیئے۔

خار دوسرا

درباب تفصیل حال جھوٹ وفریب: اقوام جھوٹ دو قسم کا ہے۔ایک بے مطلب۔ دوسرا با مطلب۔جو جھوٹ بے مطلب ہے وہ خالص جھوٹ ہے ایسا جھوٹ صرف جہالت اور نافہمی کے سبب وقوع میں آتا ہے۔دوسرا جھوٹ بامطلب اس کے ساتھ فریب بھی شامل ہوتا ہے۔بلکہ اس جھوٹ بامطلب کا نام فریب ہے۔اور ایسا جھوٹ زیادہ تر چالاک لوگوں سے بن سکتا ہے۔جو صرف جھوٹ ہے اُسے بولنے والے کو کچھ نفع نہیں ہوتا اور صرف بسبب نافہمی کے وقوع آتا ہے۔مگر انجام کار نتیجہ اس کا کسی بشر کو نقصان پہنچاتا ہے۔اس کا گناہ ذمہ قائل کے ہوتا ہے۔جو دروغ بمطلب ہے۔اس کا حال ہر انسان کو منکشف کہ چوری سے بھی بدتر ہے۔ظاہر حال دروغ گو آدمی پر لوگ اعتبار کم کرتے ہیں۔اور کسی نے اعتبار کیا تو جب اخیر اس کا راز کھل گیا۔وہ شخص دروغ گو نہایت شرمسار ہوتا ہے۔ اور کچھ عزت ومنزلت اس کی باقی نہیں رہتے۔چنانچہ قول شیخ سعدی۔۔۔

"دروغ آدمی را کند شرمسار   دروغ آدمی را کند بیوقار

راستی اول شرط ایمان کی ہے بلکہ ایمان کا وجود راستی ہے۔جو راست گو ہے سو ایمان دار۔واضح ہو کہ یہ تمامی خصائل، چوری، جھوٹ، حرام، جوا باز، نشہ خوری سب صحبت بدوں سے اور خصائل نیک راست گوئی، ایمانداری، نیک چلنی، دین پروری، حق شناسی صحبت نیکوں سے حاصل ہوتی ہیں۔انسان کو زیادہ تر صحبت کا ملحوظ رکھنا واجبات سے ہے۔انسانی بڑی نصیبوں سے حاصل ہوتی ہے۔اس میں انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور یہ قالب وعمر ناپائیدار ہے۔صرف اس میں جو کام نیک ہوگا وہ یادگار ہے۔

ابیات در بیان تاریخ مصنفہ ملک جندوڈہ

ولا بہ بین کہ عجائب کتاب باغ و بہار	زحال ملک زنام و نشان شد اظہار
عجب حال کہ از قوم مردمان بلوچ	ہمہ بہ بیں کہ از دیافت انسداد پہاڑ
ہزار مژدہ و شاباش بر مصنف آن	چنین کتاب بہ تحریر آمداز اسرار
اگرچہ نام مصنف بفاش ظاہر نیست	مگر ششصد و پنجاہ درو حروف شمار
چو خاطرم کہ ازین گفتگو مقصر ماند	خیال کرد بتاریخ آن باستظہار
سروش ہاتف عجیبم خوش ایں بشارت داد	عجب نام کتابم جدید باغ بہار
	ہتورام 1871ء

تاریخ طبع ۱۲۹۰ مرتبہ اول

کیا عجوبہ تاریخ ہے گی ولایہ گل بہار ہوگیا   پہلوئی اردو جس سے قائل ایکبار
ہوگیا ہے باغ بے سر جب تو یہ گل ہے کھلا   تا ورا تاریخ اسکی ہے عجب باغ و بہار

مصرعہ اول سے ایک عجب لطیفہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی میں اردو لشکر کو کہتے ہیں اس علاقہ میں لشکر اقوام سرحدی کا دغدغہ رہتا تھا۔اس کتاب نے اس کے پہلو کو ایک بار گھائل کر دیا۔